بسم الله الرحمن الرحيم

# البدر 2018ء


سرپرست اعلیٰ: ڈائریکٹر۔پروفیسر ڈاکٹر محمد سعد صدیقی

نگران: ڈاکٹر حافظہ شاہدہ پروین

معاون نگران: ڈاکٹر حافظ عثمان احمد

---مجلس ادارت---

مدیر: حافظ ولید اظہر

مدیرہ: ارحم احسان

معاون مدیرات: ثمرہ شفیق، فروا اعجاز

معاون مدیر: عبدالوکیل



ادارۂ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

# اداریہ

یاد رہ جانے کی آرزو میں ہم سب بھلا دیے جانے والے کام کرتے کرتے بوسیدہ ہو جاتے ہیں۔ کسی کی یاد کا حصہ بننا اور کسی کے دل میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جانا صرف آدابِ تعلق سے ممکن ہے۔ آدابِ تعلق جس کے عمل اور رویّوں کا حصہ بن گئے وہ آگے بڑھ کر چھین لینے کی بجائے، آگے بڑھ کر بخش دینے کا حوصلہ رکھتا ہے۔

وہ میرا، میرا کہنے کی بجائے "ہم سب کا" اور اس سے بڑھ کر "آپ کا" کہنے میں راحت محسوس کرتا ہے۔

وہ دوسروں پر ہنسنے اور قہقہے لگانے کی بجائے ان کے ساتھ مل کر ہنسنے اور مسکرانے کو محبوب رکھتا ہے۔

وہ دوسرے کو اعتماد دینے، احترام کرنے اور اس کا احساس کرنے کو اپنے لازم جانتا ہے۔

وہ دوسرے کی غلطیوں کا حساب کتاب کرنے اور گوشوارہ بنانے کی بجائے اس کی خوبیوں کا اعتراف کرنے کو فرض سمجھتا ہے۔

وہ دوسرے سے "ناراض" بھی اسی کی خاطر ہوتا ہے اور "راضی" بھی اسی کی خاطر ہوتا ہے۔

وہ منفعت اور مفاد کو دوسرے کی ذات پر ترجیح دیتا ہے اور نقصان اس کے نزدیک دوسرے کو دکھ دینا ہوتا ہے۔

وہ ایک چہرے کے ساتھ جیتا ہے اور اس کے چہرے کا ہر رنگ ظاہر ہوتا ہے۔

وہ تعلق میں غلطی کرتا ہے تو اعتراف کرتا ہے، معافی مانگتا ہے اور خود کو درست کرنے کی جانب گامزن ہوتا ہے۔

وہ دوسرے کی باتوں کو غور سے اس لیے نہیں سنتا کہ اس پر طنز اور استہزا کا موقع بنائے بلکہ اس لیے کہ مجھے اس میں نصیحت ملے۔

وہ آئینے کی طرح ہوتا ہے اس میں دوسرے کا ہر عکس جھلکتا ہے مگر وہ عکس میں اپنی ذات سے کچھ اضافہ کی نہیں کرتا۔

وہ دوسرے سے تعلق میں دوسرے کو مرکز بنا کر اپنی زندگی کو جانچتا پرکھتا رہتا ہے کہ میں اس کے تعلق کو کھو نہ دوں۔

وہ عزت دینے میں پہل کرتا ہے اور عزت کے حصول کے لیے اپنے "حسنِ عمل" پر دارومدار رکھتا ہے۔

وہ دوسرے سے انتقام لینے کے لیے بے چین نہیں ہوتا بلکہ تعلق کو باقی رکھنے کے لیے بے تاب ہو کر تگ و دو کرتا ہے۔

وہ خود بڑا منوانے کی کوئی کوشش نہیں کرتا بلکہ دوسرے کو بڑا مان لینے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔

وہ مزاجوں کے اختلاف کا رنگوں کے اختلاف کی طرح جانتا ہے اور جانتا ہے رنگ نقرئی، کیسری، اودا ہو یا طلائی سب حسین ہوتے ہیں۔

وہ پھل دار درختوں کا سا مزاج رکھنا پسند کرتا ہے کہ پھل توڑنے والا کوئی ہو ثمر بار ہو کر پھل بانٹنا ہی اسے اچھا لگتا۔

اس کی دعائیں آنکھوں کی اشک باری کے ساتھ دوسرے کے لیے خیر کی طلب کے ساتھ لبریز رہتی ہیں۔

اس کو تنہائی اس لیے محبوب ہوتی کہ اس کی موجودگی کسی کے لیے رنجیدگی کا باعث نہ ہو اور اس کو محفل اس لیے مرغوب ہوتی ہے کہ اس کی غیر موجودگی کسی کے لیے آزردگی کی وجہ نہ بنے۔

وہ بزبانِ حال کہتا ہے

جیو تو اس طرح کی زندگی کو رشک آئے
مرو تو یوں کہ موت کہے ہائے کون مر گیا

**ڈاکٹر حافظ عثمان احمد**
**معاون نگران**

# فہرست البدر 2018

حمدِ باری تعالیٰ ........................................ 15

اللہ ........................................ 16

میرے پیارے اللہ ........................................ 17

حمد ........................................ 18

دعا ........................................ 20

وہی خدا ہے ........................................ 21

نعت شریف ........................................ 23

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ ........................................ 24

## ھدی للناس

قرآن مجید کی سورتیں اور انکی فضیلت ........................................ 26

سورۂ نور کی خصوصیات ........................................ 27

## رحمت للعالمین

درود شریف کے فضائل ........................................ 34

## فضائل صحابہ وصحابیات

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ........................................ 37

## تعلیم وتحقیق

شام کے مسلمانوں کا اتار چڑھاؤ ........................................ 41

تحریک پاکستان ........................................ 46

صحرا و گلستان۔ رحیم یار خان ........................ 48
قانون لازمی مضمون ........................ 50
دعا ........................ 52
تعلیم سے ترقی ........................ 56
ہوا: اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نشانی ........................ 59
والدین کے حقوق ........................ 63
اللہ کی رضا والدین کی خوشنودی میں ہے ........................ 66
حسنِ خلق ........................ 68

## حکمت و دانائی

بیٹیاں ........................ 72
ماڈرن ازم: ایک فریب ........................ 73
"ذمہ داریوں کا احساس" ........................ 76
انسانی بدن کے حیرت انگیز حقائق ........................ 78
مستقبل کی معمار ........................ 81
حدیث قدسی ........................ 82
بروایت حضرت ثوبانؓ ........................ 84
اللہ اور بندے کا تعلق ........................ 85
گناہوں کی بخشش کے لیے (استغفارات) ........................ 87
"مقبول دعائیں" ........................ 88

تقویٰ کیا ہے؟ ........................................ 89

نماز کے طبی فوائد ........................................ 92

تعجب ہے چار قسم کے آدمیوں پر جو چار باتوں سے غافل ہیں ........................................ 97

نو اہم نصیحتیں ........................................ 98

آداب گفتگو ........................................ 99

والدین کے ادب واحترام کے اہم طریقے یعنی (ان کے حقوق) ........................................ 101

دعا ........................................ 103

گداگری ........................................ 104

## نیرنگ خیال

اتحاد امت۔۔۔۔۔۔۔دور جدید کی اہم ضرورت ........................................ 107

افسانہ سراب راستے ........................................ 110

طنز ومزاح ........................................ 116

گنجا ........................................ 118

محبت ........................................ 120

ابنارمل کی ڈائری ........................................ 121

آنسوؤں کی مان لو ........................................ 122

ہن تپ لگدی اے ........................................ 123

نظروں کے تیر ........................................ 124

انٹرویو: ڈاکٹر غلام علی خان صاحب ............ 125
ہم چلے مقالہ لکھنے ............ 132

نوادرات

معذور افراد کے حقوق ............ 136
اللہ تعالیٰ کے احسانات ............ 141
خود اور خود شناسی ............ 143
باپ (ایک عظیم ہستی) ............ 148
طالبات سے گفتگو ............ 150
Survival of the Wisest ............ 155
بوڑھی عورت اور چور ............ 158
یقین کا سفر ............ 161

سنہرے اقوال

سنہری باتیں ............ 166
سنہرے موتی ............ 166
سنہری باتیں ............ 167
سائیکالوجی کے مطابق ............ 168
خاموشی کیا ہے؟ ............ 168
مہکتی کلیاں ............ 169

حکمت بھرا کلام........ 169
قیمتی موتی........ 170
انمول موتی........ 171
احتساب کے موتی........ 172
خاموشی........ 174
ماں تیری وفا کو سلام........ 174
زندگی کیا ہے؟........ 175
فرمان مصطفیٰ ﷺ........ 177
باپ کی رضا میں رب کی رضا ہے........ 178
سنہرے موتی........ 179

## کچھ یادیں کچھ باتیں

حسرت........ 181
میں اور پنجاب یونیورسٹی........ 185
اک یاد........ 189
مولانا ادریس کاندھلوی کا تعارف اور ان کی تصانیف کا جامع تعارف........ 193
ادارہ علومِ اسلامیہ سے عقیدت و محبت........ 198

## افقِ نظم و غزل

غزل........ 203

غزل.......... 204

ماں .......... 205

غزل.......... 207

غزل.......... 208

غزل.......... 209

نوجوان طلبہ وطالبات کیلئے چند قطعات.......... 210

غزل.......... 212

فنی غزل .......... 213

میری دعا.......... 214

جب سے بیگم نے مجھ کو مرغا بنا رکھا ہے .......... 215

اُستاد.......... 216

غزل.......... 217

گنہگار تیرا.......... 218

غزل.......... 219

غزل.......... 219

ساس بہو کا مکالمہ اور شوہر کی بے بسی.......... 220

نظم .......... 225

نظم .......... 226

رنگ............................................................................ 227

انجام خواہش.................................................................... 228

میرا پیارا وطن .................................................................... 229

ماں ............................................................................ 230

چوڑیاں اور لڑکیاں ................................................................ 231

بچپن کا زمانہ..................................................................... 232

دوست.......................................................................... 233

حرص ........................................................................... 234

میری بہن حیا کر ................................................................. 235

بہت دشوار ہوتا ہے.............................................................. 236

میں سوچتی ہوں ................................................................. 237

آوارگی.......................................................................... 238

پنجابی نظم ....................................................................... 241

ایک جنازہ دیکھ کر ................................................................ 243

چلا گیا.......................................................................... 244

نظم ............................................................................ 245

نئے آنے والے طلبہ و طلبات کے لیے ایک نظم........................................ 246

پیاری ماں....................................................................... 247

سپہ سالاروں کے غم............................................................ 248
زندگی ............................................................................. 249
(A.P.S)سانحہ پشاور........................................................... 250
درس عبرت ......................................................................... 251
حاصل زندگی........................................................................ 252
غزل................................................................................ 255

## انگریزی سیکشن

257 .....................in Different LanguagesHappy Birthday
258 ..................................................Victory is Never Far
259 ..........................................................DON'T QUIT
260 ......................................................................... LIFE
261 .......................................... A POEM ON TEACHER
261 .....................................I WANT TO BE LIKE YOU
262 ............. IMPORTANT OF TIME MANAGEMENT
263 ...........................................................Mother's Love
264 ........................................................................Poem
265 ..............................................................Examination
265 .............................................................Body Cabinet

266 ............................Those who don’t offer their prayers

266 ................................................................Good Advice

267 ...............................................................Examination

267 ..............................................................Nice Thought

268 .......................................................... Heart Touching

268 .....................................A Good and Excellent Words

269 ......................................................What is a Mother?

270 ..................................................................True Lines

270 ...............................................................True Friends

271 ..................................................................Quotations

271 .......................................................................Sharing

272 ....................................................A True Love Story

273 .......................................................................Mother

275 ........................................................ Dust is My Bed

276 ............................................I Am Without My Father

277 ........................................................................ HIJAB

279 ................................................... 1st day at University

280 ..............................................Days in Student's Life

Friendship ................................................................ 281

Friendship Forever .................................................... 281

Teachers .................................................................... 282

What is Booty??????? ................................................ 283

Quotes ........................................................................ 284

Seven Complicated Facts about Women .................... 285

Definition of Nothing ................................................. 285

# حمدِ باری تعالیٰ

(اُم ہارون، ایم اے سال دوم، صبح)

یہ سب عطا ہے خدائے برتر کہ لب پہ حمد وثنا ہے جاری
میں جب مانگوں تو تجھ سے مانگوں ہر اک لمحہ دعا ہے جاری

غفور بھی تو، علیم بھی تو، قدیر بھی تو، خبیر بھی تو
پتا نہیں ہے نہ جانے کب سے ثنائے رب الوریٰ ہے جاری

تجھے پکاروں میں بے ارادہ، ہے یاد مجھ کو ہر اک وعدہ
نہیں ہے کوئی شریک تیرا یہ کلمہ رب الوری ہے جاری

یہ سارا لفظ وخیال تیرا، ہر ایک حرفِ سوال میرا
نہ جانے کیسے یہ شعر اترا، کرم ہے تیرا عطا ہے جاری

ہر ایک شے میں ہے نور تیرا، ہر ایک شے سے ظہور تیرا
کتاب کہتی تو نورِ ارضی، تجھی سے نور السما ہے جاری

یہ زندگی بھی یہ بندگی بھی، ہے تجھ سے خوش دل کی عاجزی بھی
ہے سب پہ یکساں تیرا ہی احساں کہ اب بھی جود وسخا ہے جاری

******

# اللہ

(عامرہ بتول، ایم۔اے)

وہ جو اسم ہے ناں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عظیم تر
وہی کھولتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرے من کا در
میری روح میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جو ہے بس رہا
ہوا مجھ سے بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جو قریب تر
وہی دھیان بھی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔گمان بھی
میری جان بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہی سر بسر
ہے وہ بیکراں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میری خاک میں
میری شیر گی کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کرے سحر
میرا وجد بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرا ہوش بھی
میرا عشق بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرا نقش گر
وہ میرا خدا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ میری رضا
میری پیاس بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرا رب

******

# میرے پیارے اللہ

(مہوش ظہیر،ایم۔اے)

تیری آزمائشوں سے ہوں بے خبر
یہ میری نظر کا قصور ہے
تیری راہ میں قدم قدم
کہیں عرش ہے کہیں طور ہے
یہ بجا ہے مالک دو جہاں
میری بندگی میں فتور ہے
یہ خطا ہے میری خطا مگر
تیرا نام بھی غفور ہے
یہ بتا میں تجھ سے ملوں کہاں
مجھے تجھ سے ملنا ضرور ہے
کہیں دل کی شرط نہ ڈالنا
ابھی دل گناہوں سے چُور ہے
تو بخش دے میرے سب گناہ
تو رحیم ہے تو غفور ہے

******

# حمد

(مہوش ظہیر، ایم۔اے)

نہ پوچھو ذات سب مٹی

میری اوقات سب مٹی

ہواؤں اور فضاؤں میں

گھٹاؤں، آسمانوں میں

گلابوں اور بلبل میں

گلستاں اور گل رخ میں

دھنک کے سات رنگوں میں

کسی دریا کی گہرائی

کسی صحرا کی وسعت میں

میں جب بھی دیکھتا ہوں تو

مجھے احساس ہوتا ہے

میری اوقات سب مٹی

قرآں کی ہر سطر

ہر ایک حرف

مجھ سے یہ کہتا ہے

ہے میری ذات سب مٹی

جدھر دیکھوں تیرے جلوے

جدھر دیکھوں ہے تو ہی تو

یہاں حسن بیابیاں تک

وہاں جلوہ نگاہ ناز

وہاں تیری شہنشاہی

یہاں میری گداگری

سبھی مجھ سے یہ کہتے ہیں

میری اوقات سب مٹی

جو تیرے سامنے جھکوں

دعا کو ہاتھ اٹھاؤں تو

اسی لمحے

میرا دل مجھ سے سرگوشی

میں کہتا ہے

ہے میری ذات سب مٹی

میری اوقات سب مٹی

*******

# دعا

(نام نامعلوم)

میں نے دعا مانگی
زمین کی سلامتی کی
اس پر رزق کی فراوانی کی
درختوں کی پناہ گاہیں آباد ہونے کی
ہجرت کرنے والے پرندوں کی واپسی کی
لیکن ان سب دعاؤں سے پہلے
میں نے دعا مانگی
زمین کی رہائی کی

******

# وہی خدا ہے

(نام نامعلوم)

تلاش اسکو نہ کر بتوں میں
وہ تو ہے بدلتی ہوئی رتوں میں
دکھائی بھی نہ دے نظر بھی جو آرہا ہے
وہی خدا ہے، وہی خدا ہے

یہ دھرتی ہو یا امبر ہو، رات کو اُجالا کرتا چاند ہو یا کہ دن کو دُھوپ دکھلاتا ہوا سورج، ہوا میں اُڑتے ہوئے پرندے ہوں یا زمین پر رینگنے والے حشرات۔ان سب کو ایک نظام کے تحت چلایا جارہا ہے۔ایسا کون ہے جس نے انہیں یہ اوقات سکھلائے؟ ایسا کون ہے جس نے انہیں روشنی دی؟ ایسا کون ہے جس نے پتھر کے اندر رزق بھر دیا؟ کون ہے جس نے قطرے کو سمندر کر دیا؟ کون ہے جس نے انسان کو سوچ اور دانائی عطا کر دی۔کون ہے جو خانہ لاشعور میں جگمگا رہا ہے؟ وہی خدا ہے، وہی خدا ہے۔

خدا سب کا خالق و مالک ہے کائنات اور اس میں پیدا کردہ جاندار و بے جان تمام چیزیں اسی کی تخلیق ہیں۔ وہی احساس دل میں رشد و ہدایت کی شمعیں جلاتا ہے۔اس کے ذکر کی برکات سے روح پاک ہو جاتی ہے۔اس کی محبت سے سلیقہ روشن اور اندھیرے ضیا بار ہو جاتے ہیں۔اسکا ساتھ ہمیں محبت و مفاہمت کا درس دیتا ہے۔جس سے کامیابی و کامرانی کے بے شمار رنگ کھلتے ہیں۔

خدا اور انسان کے ہونے کا ثبوت پانی جیسا ہی ہے کہ جیسے پانی کو اس کے رنگ سے جدا نہیں کیا جاسکتا اسی طرح بندے کے ذہن و قلب سے بھی خدا کی محبت کو ہٹایا نہیں جا سکتا۔اللہ کی عبادت انسانی قلب و جاں میں نقش ہے۔اگر انسان اللہ کی عبادت میں مصروف و مشغول رہتا ہے تو صرف اس لیے کہ اسے اس کی ہستی کا ادراک حاصل

ہو۔اس کی رضا ملے۔ شیطان سے پناہ ملے۔ اسی طرح گردشِ لیل ونہار، سورج، چاند، ستاروں کی حرکات سب اسی کے لیے ہے۔ جس طرح انسان اپنے خالق ومالک کی تلاش میں بنوں میں مارامارا پھرتا ہے اسی طرح ہر جان دار و بے جان شے اسی کی تلاش میں ہے۔

آگہی میں ایک خلا موجود ہے

اس کا مطلب ہے خدا موجود ہے

اللہ کو پالینے سے انسان کو وسعتِ نظر حاصل ہوتی ہے۔انسان صرف جنت کے درپے ہی اس خالق حقیقی سے رغبت نہیں رکھتا بلکہ وہ تو اللہ کا بن جانا چاہتا ہے کیونکہ جو اس کا بن گیا دنیا بھی اس کی ہوئی اور آخرت بھی خدا بھی اسی کا ہوا اور جنت بھی۔ خدا کی محبت، اخوت، اور خدمت عالمگیریت کا درجہ پالیتی ہے۔ وہ استقامت و بہادری کا مظہر بن جاتا ہے۔

باری تعالیٰ کا خیال دل سے تمام خطرات اور خدشات کو دور کر دیتا ہے۔ اسی کی ذات کا احسان ہے کہ وہ ہمیں راہِ راست دکھلاتا ہے۔ وہی خدا ہے جس کے باعث ہمیں پارسائی و پرہیز گاری میسر آتی ہے۔ پھر انسان کا جینا مرنا، اٹھنا بیٹھنا، اسی ربِ لم یزل کے لیے ہو جاتا ہے تو حدیث کی رو سے اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ، اس کا بولنا خدا کا بولنا، اس کا سننا خدا کا سننا ہو جاتا ہے۔ پھر جینا مرنا، عرش و کرسی بھی تیرے لئیے کیونکہ میں جانتی ہوں کہ :

کامل ہے جو ازل سے، وہ ہے کمال تیرا

باقی جو ہے ابد تک وہ ہے جلال تیرا

دل ہو کہ جان تجھ سے کیونکر عزیز رکھے

دل ہے سو چیز تیری، جان ہے سو مال تیرا

******

# نعت شریف

(نبیلہ کرن، ایم۔اے سال دوم)

مازاغ نگاہوں نے کیا جادو جگایا ہے
خود سے ہی مجھے اب تو بیگانہ بنایا ہے

کیا حال سناوں میں اپنی شب ہجر کا
اس ہجر کی آتش نے دل خوب جلایا ہے

اک پردہ اُٹھاو نہ اک جلوہ دکھاو نہ
اس شوق محبت نے ہر رات جگایا ہے

طیبہ کی ہواوں میں کیا خوب خرام ان کا
اس چال نے ہر دل کو پاگل سا بنایا ہے

ان نوری لبوں پر تو ہر لحہ تبسم ہے
ان ہی تو اداؤں نے دیوانہ بنایا ہے

شاعر تو نہیں ہر گز تیرا یہ وحید آقا
اس کو تو ادب تیری الفت نے سکھایا ہے

******

# نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

(حنالطیف، ایم اے سال اول، رول نمبر 536)

بنائی کیا خدا نے صورت محمدؐ کی
ہوئے عاشق وہ جس نے دیکھ لی صورت محمدؐ کی

کمال حسن یوسف پر فقط عاشق زلیخاں تھی
خدا خود جس پہ عاشق ہے وہ صورت ہے محمدؐ کی

مسلمانوں کو جب جنت کے دروازے پر روکیں گے
حکم ہوگا جانے دو یہ امت ہے محمدؐ کی

بنائی کیا خدا نے صورت محمدؐ کی
ہوئے عاشق وہ جس نے دیکھ لی صورت محمدؐ کی

******

# هدى للناس

# قرآن مجید کی سورتیں اور انکی فضیلت

( روبینہ شبیر، ایم اے سال دوئم صبح)

سورۃ مزمل: زیارت نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے ہے۔

سورۃ فاتحہ: اللہ کے عذاب سے بچاتی ہے۔

سورۃ یٰسین: قیامت کے دن پیاس بجھائے گی۔

سورۃ واقعہ: فقر وفاقہ سے بچاتی ہے۔

سورۃ ملک: عذاب قبر سے بچاتی ہے۔

سورۃ کوثر: دشمنوں کی دشمنی سے بچاتی ہے

سورۃ کافرون: موت کے وقت کفر سے بچاتی ہے

سورۃ اخلاص: منافقت سے بچاتی ہے۔

سورۃ الناس: وسوسوں سے بچاتی ہے۔

******

# سورۂ نور کی خصوصیات

(رحمت اقبال، ایم اے سال اول شام)

## نام:

اس کا نام اسی سورت کی آیت نمبر 35 "**الله نور السموت والأرض**" سے ماخوذ ہے

## زمانہ نزول:

یہ سورہ ۶ ہجری کے نصف آخر میں نازل ہوئی۔

## فضیلت واہمیت:

سورہ نور ان سورتوں میں سے ایک اہم سورت ہے جن میں عورتوں کے بارے میں احکامات خاص طور پر بیان کیے گئے ہیں۔

ارشاد نبویؐ ہے:

"اے مسلمانو اپنے مردوں کو سورہ مائدہ اور عورتوں کو سورہ نور سکھاؤ"

حضرت فاروق اعظم نے اہل کوفہ کو اپنے فرمان میں تحریر کیا

**علمعوا نسا ءَ کم سور ۃ النور**

اپنی عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دو

## تاریخی پس منظر:

یہ غزوہ احزاب کے بعد نازل ہوئی جس کے بعد نبیؐ نے فرمایا تھا:

"اس سال کے بعد قریش تم پر چڑھائی نہیں کریں گے بلکہ تم ان پر چڑھائی کروگے"

## صفات الٰہیہ:

اسلام میں صفات الٰہیہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ کسی عظمت کا اندازہ اسکی صفات سے ہوتا ہے اسلام میں چونکہ سب سے بلند مقام اللہ کا ہے اسلیے اسکی صفات بھی حد درجہ ارفع و اعلیٰ ہیں۔ اسکی صفات لکھنے کیلئے سات سمندروں کا پانی بھی سیاہی کی صورت میں ناکافی ہے۔

ارشاد باری ہے:

"اور اگر زمین کے تمام درخت قلم اور سمندر سیاہی بن جائیں اور اسکے بعد مزید سات سمندر تب بھی اللہ کی صفات ختم نہ ہوں گی "لقمان 27:31

اللہ کے ناموں میں ایک نام "اللہ" اسم ذاتی ہے اور باقی صفاتی نام ہیں۔

علمائے کرام نے صفاتی ناموں کو یوں تقسیم کیا ہے

### ← اسمائے جمالی:

ان میں اللہ تعالیٰ کی محبت کرنے والی صفات نمایاں ہیں مثلاً **الرحیم** بار بار رحم کرنے والا، **الرحمن** نے بے حد رحم کرنے والا، **الودود** پیار کرنے والا، **الوھاب** عطا کرنے والا

### ← اسمائے جلالی:

یہ وہ صفاتی نام ہیں جن میں اللہ رب العزت کے جلال، طاقت، اقتدار، مضبوطی، کبریائی اور غالب ہونے **کا** اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً **الجبار** مضبوط، **العزیز** غالب، **القھار** قہر والا، **المھئمین** نگرانی کرنے والا، **المنتقم** سزا دینے والا

### ← اسمائے کمالی:

ان صفات سے اللہ کے ہر لحاظ سے کامل اور اکمل ہونے کی دلیل ملتی ہے۔ مثلاً **القیوم** قائم رہنے والا، **العلیم**

جاننے والا،**البصیر** دیکھنے والا،**الخبیر** باخبر رہنے والا

**وللہ الا سما ءُ الحسنی فادعوہ بھا اعراف۔**180:7

''اور تمام اچھے نام اللہ کیلئے ہیں پس تم انہی ناموں سے پکارو حضرت ابو ھریرہ سے روایت ہے کہ رسورل کریمؐ نے فرمایا کہ اللہ کے ننانوے(99)نام ہیں۔جو شخص ان کو محفوظ کرلے جنت میں داخل ہوگا۔)الحدیث(

## صفات الہیہ سورۂ نور کی روشنی میں

### 1. غفور رحیم:

قرآن میں سب سے زیادہ تذکرہ اس صفت کا آیا ہے سورۂ نور میں چار جگہ اس صفت کا تذکرہ ہے۔

**کان اللہ غفور رحیما۔**

پس بلا شبہ اللہ بخشنے والا رحم والا ہے۔(5:24)

**واللہ غفور رحیم۔**

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے(22:24)

**فان اللہ من بعد اکراھن غفور رحیم۔**

بے شک اللہ بخشنے والا رحم والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اگر اپنی مخلوق کو نہ بخشتا اور رحم نہ کرتا تو مخلوق گناہوں کی بدولت تباہ ہو چکی ہوتی۔

اس لیے اللہ نے فرمایا:

**سبقت رحمتی علی غضبی**

میری رحمت میرے غصے سے بڑھ کر ہے

### 2. علیم:

دوسری صفت جو سب سے زیادہ بیان ہوئی ہے وہ اسکے علیم ہونے کی ہے یعنی وہ کائنات کے جزاور کل سے

واقف ہے

یہ صفت اسکی وسعت علمی کو ظاہر کرتی ہے۔ سورۂ نور میں سب سے زیادہ صفت علم بیان ہوئی۔ مثلاً

''آیت نمبر 18 اور 59 میں اللہ تعالیٰ کو **علیم حکیم**، آیت نمبر 18 میں **علیم** ، آیت نمبر 32 میں **واسع علیم** اور آیت نمبر 35 اور 64 میں **کل شیءٍ علیم**'' کہا گیا ہے اسطرح یہ صفت **علیم** سات مرتبہ اس سورۂ مبارکہ میں آئی ہے۔

## 3. رؤف رَّ حیم:

اس کے معنی نرمی اور مہربانی کے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ بڑا شفیق اور مہربان ہے اسکی مہربانی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حدث شریف میں آتا ہے اللہ کو اپنے بندے سے اس کی ماں کی نسبت ستر گنا زیادہ محبت ہے۔

دوسری صفت رحمت کی ہے کہ اس نے انسانی کمزوریوں کو مد نظر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**وان اللہ روف رحیم**

بے شک اللہ شفیق ورحیم ہے۔(20:24)

## 4. الحق المبین:

**حق** کی معنی راستی، عدل وانصاف اور رشد وہدایت کے ہیں۔

**مبین** کے معنی واضح کے ہیں۔

**ان اللہ ھو الحق المبین۔**

بلاشبہ اللہ ہی واضح حق ہے-(25:24 )

## 5. تواب حکیم:

**تواب** کے معنی توبہ قبول کرنے والا اور **حکیم** کے معنی حکمت ودانائی والے کے ہیں۔ اللہ کی یہ صفت بہت اہمیت رکھتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**وان اللہ رؤف رحیم۔**

اور بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا رحیم ہے-(10:24)

کائنات اور دین اسلام پر غور کیا جائے تو جابجا اسکی حکمت کے نمونے نظر آتے ہیں۔ مثلاً انسانی اعضاء کی ساخت اور ان کے درمیان توازن اور اسلام کا فلسفہ نکاح ہے جس سے انسانی زندگی متوازن ہو جاتی ہے۔

## 6. سریع الحساب:

**سریع** کی معنی جلدی اور **حساب** کے معنی محاسبہ کرنا کے ہیں اسطرح اسکا مجموعی مطلب جلدی حساب لینا ہے۔

اسلیے اللہ نے فرمایا:

**واللہ سریع الحساب۔**

اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔(39:24)

اللہ تعالیٰ انسانوں اور نظام کائنات میں بر موقع حساب لیتا رہتا ہے اور آخرت میں بھی جلد حساب لینے والا ہے۔

## 7. القدیر:

**قدر** کے معنی اندازے، طاقت اور قدرت کے ہیں۔ اس لیے فرمان خداوندی ہے:

**ان اللہ علیٰ کلِ شیءٍ قدیر**(45:24)

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کوئی چیز اللہ کے احاطہ اقتدار سے باہر نہیں ہے۔ اسلیے صرف اللہ سے حاجات طلب کرنی چاہیے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

## 8. النّور:

**نور** کے معنی روشنی کے ہیں۔ یہ اندھیرے کی ضد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**یھدی اللہ لنورہ من یشاء۔**

اللہ تعالیٰ اپنے نور سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اللہ کی یہ صفت تمام صفتوں پر نمایاں ہے اس سے انسانوں کو ہر میدان میں روشنی ملتی ہے۔ مثلاً کہیں قرآن کو، کہیں ایمان کو تو کہیں توحید کو نور قرار دیا گیا ہے۔ یہ تمام صفات الٰہیہ کے پرتو ہیں۔ ایک اور آیت میں فرمایا گیا:

**اللہ نور السموت والا رض۔**

اللہ ہی آسمانوں اور زمینوں کا نو ہے۔

تمام ظاہر اور باطنی روشنیاں اللہ ہی کے دم سے ہیں۔

کائنات میں اللہ کو نور سے مثال اس سورہ میں یوں بیان کی گئی ہے:

**مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح ط المصباح فی زجا جۃٍo**

کائنات میں اللہ کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے طاق میں چراغ رکھا ہو اور وہ فانوس میں ہو۔

## 9. واسع:

اللہ وسعت رکھنے والا ہے۔ اسکی وسعت زمینوں آسمان ہر چیز پر محیط ہے۔ اسکی وسعت کا اندازہ انسان کے بس سے باہر ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

**واللہ واسع علیم**32:24

چونکہ ہم اسکی وسیع سلطنت سے باہر نہیں نکل سکتے اسلیے ہمیں اسکا مطیع بن کر رہنا چاہیے۔

******

# رحمت للعالمین

# درود شریف کے فضائل

(نام نامعلوم)

**اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت**
**علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید (1)**
**اللھم بارک علی محمد و علی ال محمد کما بارکت**
**علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید (2)**

"اے میرے اللہ! تو محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما جیسا کہ رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر بے شک تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے"

"اے اللہ تو برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور آل ابراہیم پر برکت اتاری، تو ہی لائق تعریف اور بزرگ ہے"۔

قرآن مجید کی تلاوت کے بعد سب سے بہتر عبادت درود شریف کا وظیفہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

**"ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا یھا الذین**
**امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما " (الاحزاب 56)**

"یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی نبی ﷺ پر درود اور سلام بھیجو"۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔(3) اور اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کے دس درجات بلند ہوتے ہیں۔(4)

ایک روایت میں ہے جو ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر (70) رحمتیں بھیجتے ہیں۔(5)

سچ ہے درود شریف کی برکت سے دنیا اور آخرت کی مصیبت دور ہو جاتی ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد فرماتے ہیں کہ بھاوجد ناماوجد نا یعنی مجھے اسی درود شریف ہی سے ملا جو کچھ ملا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو میرا نام سن کر مجھ پر درود نہ پڑھے وہ بڑا بخیل ہے۔(6)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے زیادہ قریب مجھ سے وہ ہوگا جو کثرت سے مجھ پر درود بھیجتا ہے۔(7)

کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین پر پھرتے رہتے ہیں اور میری امت کے سلام کو مجھ پر پیش کرتے رہتے ہیں۔(8)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو پورا پورا ثواب لینے سے خوش ہو تو اس کو چاہئے کہ نبی ﷺ اور آل نبی پر درود اور سلام بھیجے۔(9)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تک نبی کریم ﷺ پر درود نہ بھیجو گے تو تمہاری دعائیں زمین و آسمان کے درمیان لٹکتی رہیں گی کیونکہ درود پڑھنے سے دعا قبول ہوتی ہے۔(10)

**حوالہ جات**


1۔ الدار قطنی:354/1
2۔ صحیح البخاری مع الفتح!128/11تا138فی الغزوات
3۔ صحیح مسلم: کتاب الصلوۃ406
4۔ سنن النسائی! کتاب السھو50/3
5۔ مسند احمد:187/2
6۔ سنن الترمذی! کتاب الدعات3536
7۔ سنن الترمذی: کتاب الدعوات
8۔ سنن النسائی فی عمل الیوم163/56
9۔ سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ982
10۔ الطبرانی الاوسط7231


******

# فضائل صحابہ و صحابیات

# حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(نام معلوم)

حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنے خاندان میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سب سے زیادہ پیار تھا۔ آپ کی والدہ کا نام حضرت خدیجہ الکبریٰ ہے۔ آپ سیدۃ النساء العالمین، سیدۃ النساء اہل الجنہ، زہراء، بتول اور طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔ مشہور روایت کے مطابق آپ کی ولادت بعثت نبوی سے پانچ سال پہلے ہوئی۔ آپ بچپن سے ہی نہایت سنجیدہ اور باوقار تھیں۔ حضرت فاطمہ کو اپنے والد سے بے پناہ محبت تھی۔ سرور کائنات بھی اپنی بیٹی سے بے حد پیار کرتے تھے اور شفقت و محبت سے پیش آتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے:

"جب فاطمہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تو آپ ﷺ کھڑے ہوتے اور شفقت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔ اسی طرح جب رسول ﷺ فاطمہ کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ بھی کھڑی ہو جاتی اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں"۔

نبی کریم ﷺ نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا:

"فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں"۔

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مریم علیہا السلام اپنے زمانے کی عورتوں میں بہترین ہیں اور فاطمہ اپنے زمانے کی عورتوں میں بہترین ہیں۔"

حضرت فاطمہ کی سیرت کے ہر پہلو میں مسلم خواتین کیلئے راہنمائی موجود ہے۔

## عبادت الٰہی

حضرت فاطمہ ساری ساری رات عبادت میں مصروف رہتی تھیں۔ بیماری اور تکلیف کے باعث بھی عبادت الٰہی کو کبھی ترک نہ کیا۔ ہر وقت قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف رہتی تھیں۔ بچوں کو بہلاتے ہوئے، روٹیاں پکاتے ہوئے اور گھر کے دیگر کام کاج کے دوران میں قرآن مجید پڑھتی رہتی تھیں۔

حضرت سلمان فارسی کا بیان ہے:

حضرت فاطمہ گھر کے کام کاج میں لگی رہتی تھیں قرآن پڑھتی۔ قرآن مجید میں جب کوئی بات سمجھ نہ آتی تو حضور ﷺ سے اس کا مفہوم دریافت کر لیا کرتی تھیں۔

قرآن کی تلاوت کرتے وقت عذاب کی آیات آجاتیں تو آپ کا جسم مبارک کانپنے لگتا اور اکثر روتے روتے غش آجاتا تھا۔

## صبر وقناعت

حضرت فاطمہ کی پوری زندگی صبر وقناعت تسلیم ورضا کی زندگی ہے۔ ساری عمر تنگ دستی میں بسر کی مگر کبھی کسی سے شکوہ نہ کیا۔ رسول کریم ﷺ جب بھی آپ کے ہاں تشریف لاتے تو آپ کی مفلسی اور تنگ دستی دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتے تھے لیکن اس حال میں بھی اپنی بیٹی کو صبر اور شکر کی شکل میں دیکھ کر اطمینان کا اظہار فرماتے تھے۔ ایک دن رسول ﷺ حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے، حضرت فاطمہ نے اونٹ کی کھال کا لباس پہنا ہوا تھا اور اس میں جا بجا پیوند لگے ہوئے تھے۔ وہ آٹا گوندھ رہی تھیں اور ساتھ ساتھ اللہ کا ذکر بھی کر رہی تھیں۔

حضور ﷺ یہ منظر دیکھ کر رونے لگے اور فرمایا:

"فاطمہ دنیا کی تکلیف کا مقابلہ صبر سے کر اور آخرت کی ہمیشہ رہنے والی خوشی کا انتظار کر، اللہ تعالیٰ تمھیں نیک اجر دے گا"۔

حضرت فاطمہ گھر کے کام کاج خود کرتی تھیں۔ چکی پیستے پیستے ہاتھوں پر چھالے پڑ جاتے تھے۔ مشکیزہ اٹھاتے سینے پر گھٹے پڑ جاتے تھے گھر میں جھاڑو دیتیں اور چولہا بھی پھونکتیں۔ لیکن کبھی بھی اس مشقت سے نہیں گھبرائیں اور ساری زندگی صبر وشکر کی اعلیٰ مثال قائم رکھی۔ تنگ دستی اور مفلسی کے باوجود حضرت فاطمہ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دیا ہمیشہ دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتی تھیں۔

## شرم وحیاء کا پیکر

حیا کو ایمان کا حصہ کہا گیا ہے کیونکہ باحیا انسان ہر برائی سے اجتناب کرتا ہے، حضرت فاطمہ سب سے زیادہ حیادار تھیں اور پردے کی نہایت پابند تھیں۔ آپ ﷺ نے ایک بار فرمایا کہ ہر مسلمان خاتون کو چاہئیے کہ رسول ﷺ کی اطاعت کرے، اپنی اولاد پر شفقت کرے۔ اپنی نگاہ نیچی رکھے۔ اور اپنی زینت کو چھپائے نہ وہ کسی غیر کو دیکھے اور نہ کوئی غیر اسے دیکھے۔

******

# تعلیم و تحقیق

# شام کے مسلمانوں کا اتار چڑھاؤ

(ماہ نور، ایم اے سال اول شام، رولنمبر 548)

''تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم نہیں پڑتے اللہ کی راہ میں ان کے واسطے جو مغلوب ہیں مرد عورتیں اور بچے جو کہتے ہیں ہمیں ظالموں کی بستی سے نکال اے ہمارے رب یہاں کے لوگ ظالم ہو چکے ہیں''

یہ سرزمین شام انبیاء کی سرزمین اس سرزمین پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بہت سے نبیوں کو مبعوث فرمایا۔

''پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی جس کے ماحول میں ہم نے برکتیں نازل کی ہیں''

سوریہ یعنی ملک شام مشرقِ وسطیٰ کا ایک اہم ملک جس کا سرکاری نام عرب جمہوریہ سوریہ ہے۔ یہ براعظم ایشیاء کے انتہائی مغرب میں واقع ہے۔ اس کے مغرب میں لبنان، جنوب مغرب میں فلسطین اور اسرائیل، جنوب میں اردن، مشرق میں عراق اور شمال میں ترکی ہے۔ یہ اس خطے زمیں پر واقع ہے جو تین بڑے براعظم ایشیاء، یورپ اور افریقہ کے سنگم پر ہے کل رقبہ 186،475 KM ہے اور آبادی تقریباً 22،530،476 دار لحکومت دمشق ہے۔ ماضی میں شام لبنان فلسطین اور اردن ایک ہی خطے کا نام تھا۔

متروک حاکم میں امام حاکم نے ایک روایت نقل کی ہے سیدنا عمرو بن العاص سے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کہ میں نے دیکھا کہ کتاب کے ستون کو میرے تکیے کے نیچے سے لے جایا جارہا ہے میں نے اس کی طرف نظریں دوڑائیں تو وہ ایک چمکتی ہوئی روشنی تھی جسے شام کی طرف لے جایا جارہا تھا خبردار جب فتنے برپا ہوں گے تو ایمان شام میں ہوگا''

شام دنیا کے قدیم ترین خطوں میں سے ایک ہے اس کی تاریخ 10 ہزار سال قبل مسیح سے بھی قبل کا ہے۔ یہاں مختلف اقوام نے حکومت کی، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے عہد حکومت میں 13 ہجری بمطابق 634

عیسوی یزید بن ابی سفیانؓ، حبیب بن حبشہؓ ابو عبیدہ بن جراضؓ حضرت عمرو بن العاصؓ کی قیادت میں 4 اسلامی لشکر شام روانہ کئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو بھی عراق سے شام چلے جانے کا حکم دیا جس میں فتح خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطابؓ کے دور میں پوری ہوئی تقریباً چار سال کے مختصر سے عرصے میں 17 ہجری بمطابق 638 عیسوی کے آخر تک مسلمان اس سارے خطے کو اسلامی سلطنت میں شامل کر چکے تھے۔ حضرت عثمانؓ کا دور آیا تو آپؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کی خوبیوں کی بناء پر آپؓ کو تمام شام کا گورنر مقرر کر دیا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے جنگ بند ہونے کے بعد شام کو حضرت امیر معاویہؓ کے حوالے کر دیا گیا اور لوگوں نے حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لیا اور دمشق دار الخلافہ ٹھہرا یہاں سے بنو امیہ کے عہد خلافت کا آغاز ہوا۔ یہ خلافت 41 سے 132 ہجری تک قائم رہی اس دور میں اسلام کو عظیم فتوحات نصیب ہوئیں اور ان تمام فتوحات کا مرکز ملک شام تھا 132 ہجری بمطابق 749 عیسوی آخری اموی خلیفہ مروان بن محمد کو ساعد کے مقام پر بنو عباس کے ہاتھوں شکست ہوئی اور بنو عباس کا لشکر دمشق میں داخل ہو گیا اور یوں بنوں عباس کا عہد دور شروع ہو گیا اور بنو عباس کے دور میں ملک شام کی وہ رونقیں نہ رہی لیکن ان کے تابع مختلف حکومتیں قائم ہوئیں جن میں سلجوکی حکومتیں نمایاں ہیں۔ گیارھویں صدی عیسوی میں صلیبی افواج نے شامی ساحلی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ 200 سال تک یہ حملے جاری رہے ان میں سے ان معرکوں کو کافی شہرت ملی جو سلطان صلاح الدین ایوبی سے لڑے۔ 1516ء میں سلطان نیلم اول نے شام کو فتح کر لیا اس طرح یہ علاقہ ، سلطنتِ عثمانیہ کے زیرِ نگیں آگیا اور یہ حکومت 400 سال تک رہی جدید شام کی بنیاد 1800 میں رکھی گئی 1916 میں ایک تحریک شروع ہوئی 1918 میں اس تحریک نے زور پکڑا اور فیصل بن حسن کی قیادت میں باغیوں نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور یوں ملک شام سے سلطنتِ عثمانیہ کا سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ 1920 میں پہلی جمہوری حکومت کا آغاز ہوا لیکن یہ جمہوری دور نہایت غیر مستحکم ثابت ہوا۔ 1963 میں حکومت کا تختہ الٹا دیا گیا جس کے نتیجے میں وزیرِ دفاع حافظ الاسد اقتدار پر قابض ہو گیا 1982 میں حافظ الاسد نے اخوان مسلموں کے خلاف ایک بڑا فوجی آپریشن کیا جو 27

روز تک جاری رہا۔اس آپریشن میں 30 سے 40 ہزار تک مسلمان مارے گئے 15 ہزار لوگ لاپتہ ہو گئے ایک لاکھ نے گھر بار چھوڑ کر ہجرت کی 88 مساجد شہید کر دی گئیں 2000ء میں حافظ اس دنیا سے چل بسا اور اقتدار اس کے بیٹے بشار الاسد کے ہاتھ میں آگیا 2011 تک دور اطمینان بخش رہا 26 فروری 2011 کا سورج اس کے لئے تباہی کا پیغام لایا شام کے حالیہ انسانی المیہ کی ابتداء 2011-11-29 سے ہوئی 25 جنوری 2011ء میں مصر کے مسلمانوں سے اظہارِ یکجہتی کے لئے مظاہرے کئے جو کہ فروری تک جاری رہے یکم فروری کو بشار کا بیان آیا کہ شام میں مظاہروں کی گنجائش نہیں لیکن پر امن مظاہرے ہوتے رہے 18 مارچ کو شام کے شہر دمشق اور مختلف شہروں میں اجتماعی ریلیاں نکالی گئیں۔ حکومت نے ان ریلیوں کو بزور طاقت کچل کر رکھ دیا درجنوں مسلمان شہید اور زخمی ہوئے اگلے ہفتے بھی اجتماعی

ریلیوں کا سلسلہ جاری رہا اور ایک ہفتے میں 150 مسلمان شہید ہوئے ۔ 2011-03-25 بروز جمعہ پوری قوم نے اس جمعے کو غیرت وعزت کے نام سے منانے کا اعلان کیا اور ریلیوں کا دائرہ کار چند شہروں سے بڑھ کر اور دوسرے شہروں میں بھی چلا گیا اس دن سے سب سے بڑا قتل عام اس بستی میں اس وقت ہوا جب یہاں کے لوگوں نے طرہ میں ہونے والے مظاہروں میں شرکت کرنے کی کوشش کی 2011-03-31 کو بشار الاسد نے لوگوں کی رہائی کا بیان دیا جو کہ محض ایک فریب تھا 2011-04-14 میں شہر ہنس میں ایک بڑے مظاہرے کا اعلان کیا گیا اس میں مظاہرین پر شدید فائر نگ کی گئی اور سینکڑوں مسلمان شہید کئے گئے۔ 25 اپریل کو شامی فوج میدان میں اتر آئی طرہ سمیت چند ایک دیگر شہروں کا محاصرہ کر لیا اس کے باوجود ریلیاں جاری رہیں۔ 09 مئی کو تیسرے بڑے شہر ہنس کا محاصرہ کر لیا گیا کیونکہ یہاں سے مظاہرین کی تعداد لاکھوں میں تھی۔ 03 جون کو پھر سے بہت بڑے مظاہروں کا انعقاد کیا گیا اس مظاہرے میں اندھا دھند فائر نگ کر کے سینکڑوں مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا۔ 04 جون کو فوج ارد گرد کے بڑے علاقوں میں داخل ہو گئی اور مسلمانوں کا قتلِ عام کیا گیا۔ 16 جولائی دمشق سے مضافاتی علاقے میں فوجی ٹینک داخل ہو گئے۔ 31 جولائی حمیہ

میں داخل ہو کر مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ 03-02-2012 دوسری باری پھر ہنس کا محاصرہ کیا گیا اس دوران ایک ہزار مسلمان شہید اور 1800 زخمی کیئے گئے 25-05-2012 ہنس کے قصبے اولیٰ میں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا اس ظالمانہ کاروائی میں 180 شہید 550 زخمی ہوئے 06-06-2012 میں مسلمانوں کا قتل عام کیا جس میں 100 سے زائد مسلمان شہید ہوئے۔ 26 جون رومہ میں قتل عام کے نتیجے میں 56 مسلمان شہید اور 200 زخمی ہوئے 30 جون میں دمشق میں فوج کے ہاتھوں 80 مسلمان شہید ہوئے اور 200 زخمی ہوئے۔ 21 جولائی حمیہ کے علاقے میں ظالمانہ کاروائی میں 250 مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔

25-08-2012 داریہ میں 220 مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ 21-04-2013 میں 556 مسلمانوں کو ہرطوس کے مقام پر شامی سرکاری اور نیم سرکاری ملائیشیاؤں نے چھریوں کے وار سے شہید کردیا۔ 2 اور 3 مئی 2013 میں ہرطوس میں 72 مسلمان عورتوں اور بچوں کو چھریوں کے وار سے ذبح کردیا گیا 21-08-2013 شام میں دمشق کے مصافاتی علاقے مشرقِ وسطیٰ پر کیمیائی حملہ کیا زہریلی گیس سے اس حملے میں 1466 مسلمان شہید ہوئے اور 3500 متاثر ہوئے لیکن اس قوم میں اپنے حقوق کے لیے ذرا لرزش نہ آئی۔ آج بھی شام قوم میدان عمل میں کوشاں ہے اور مسلمانوں سے ہر قسم کے تعاون کے طلبگار ہیں۔ آج مسلمان شامی بچے پکار رہے ہیں۔

”اے عرب اے مسلمان کیا تم سوچ رہے ہو اے عرب
اے مسلمانو! کیا میں مزید پکار لگاؤں کیا تم جانتے ہو
بشار نے ہمارے ساتھ کیا کیا اس نے ہماری قوم
کو قتل کردیا ہمارے ملک کو تباہ کردیا اس میں رہنے
والوں کو بے گھر کردیا اے عرب مسلمان ہم
شام کے مسلمان ہیں اور دنیا کی بہترین جگہ شام ہے

ہماری آہ ہماری پہچان تک چلی گئی ہے لیکن کیا یہ تمہارے
کانوں میں نہیں پڑی اے عرب کے مسلمانوں کیا میں
تمہیں بتاؤں بشار نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا ہمیں
ہمارے گھروں سے نکال دیا ہمارا چین وسکون
چھین لیا ہم سے سارے خواب چھین لیے اے عرب
اے مسلمانو! تم اس ظالم وجابر دشمن کو یونہی چھوڑ
دوگے ؟اے عرب اے مسلمانو! تم نے ہمیں رسواء کردیا
تم نے ہمیں بے یار ومددگار چھوڑ دیا لیکن جان لو کہ
اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

******

# تحریک پاکستان

(حنید شفیق،ایم اے سال اول صبح،

محمد طلحہ،بی ایس،Bs-16-03)

تحریک پاکستان کے پس منظر میں دو قومی نظریہ کا ایک مخصوص مفہوم ہے اس سے مراد یہ ہے کہ برصغیر پاک وہند میں دو بڑی قوتیں آباد ہیں یعنی مسلمان اور ہندو اگرچہ یہ دونوں قوتیں صدیوں تک ایک دوسرے کے ساتھ رہیں لیکن یہ آپس میں گھل مل نہ سکیں تحریک پاکستان کی تاریخ میں بہت سے عناصر کارفرما ہیں جنکی تفصیل درج ذیل میں مختصر طور پر بیان کی گئی ہے۔

کیونکہ پاکستان اسلام کے نام پر صفحہ ہستی پر نمودار ہوا لہٰذا اسلام کا اپنا ایک خاص نظریہ اور عقیدہ ہے یہ نظریہ دوسرے مذاہب سے یکسر مختلف، منفرد اور جداگانہ ہے۔

جبکہ ہندوؤں کا یہ نظریہ تھا کہ برصغیر میں صرف ایک قوم بستی ہے اور وہ قوم ہندو ہے۔ ہندوؤں کا یہ نظریہ صرف اور صرف وطن کی بنیاد پر تھا۔ مہاتما گاندھی اور پنڈت نہرو ہندؤں کے بڑے لیڈر تھے۔ مہاتما گاندھی کا کہنا تھا کہ "ہندوستان ایک گاؤماتا ہے جس کے دو ٹکڑے نہیں ہو سکتے"۔

لیکن خوش قسمتی سے مسلمان قائدِ اعظم کی ولولہ انگیز قیادت میں متحد ہو گئے اور انہوں نے ہندو لیڈروں کے چیلنج کا واشگاف الفاظ میں جواب دیا کہ ہندوستان میں ایک دوسری اور بڑی طاقت بھی ہے اور وہ ہیں مسلمان۔

1885ء میں ایک انگریز نے انڈین نیشنل کانگریس کے نام سے سیاسی جماعت قائم کی جو دیکھتے ہی دیکھتے صرف کانگریس کے نام سے ہندوؤں کی ایک مضبوط جماعت بن کر رہ گئی جس سے مسلمانوں کو احساس ہوا کہ انکی اپنی ایک مضبوط سیاسی جماعت ہونی چاہیے چنانچہ قائدِ اعظمؒ، سرسید، نواب محسن الملک، نواب وقار الملک، علامہ اقبالؒ اور کئی دیگر قائدین کی کاوشوں سے تحریکِ پاکستان ایک مستحکم راہ پر گامزن ہو گئی۔

جس میں مسلم لیگ کا قیام اہم قدم تھا یہی جماعت آخر کار ایک کامیاب سیاسی جماعت کے طور پر سامنے آئی۔

تقسیم بنگال 1905 کے بعد ذبیحہ گاؤ کا مسئلہ بھی تاریخ کا ایک اہم مسئلہ تھا جو مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان کشیدگی پیدا کرنے کا باعث بنا، ہندوؤں کے نزدیک گائے ایک مقدس جانور تھا لیکن مسلمان اس کے گلے پر چھری چلاتے تھے جس کے نتیجے میں متعدد شہروں میں ہندو مسلم فسادات برپا ہو گئے۔ مسلمانوں کے راستے میں مزید رکاوٹیں کھڑی کرنے کیلئے 1928ء میں نہرو رپورٹ پیش کی گئی اس رپورٹ کے منظر عام پر آنے پر مسلمانوں نے اس پر شدید غصہ کا اظہار کیا۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کے مفادات کے خلاف تھی جس کے بعد اردو ہندی فسادات نے زور پکڑ لیا مگر قائد اعظم نے چودہ نکات پیش کر کے مسلمانوں کی حقیقی نمائندگی کا بھرپور حق ادا کر دیا اور اس کے بعد علامہ اقبالؒ کا خطبہ الٰہ آباد تھا جس میں باقاعدہ طور پر پاکستان کا تصور پیش کیا گیا۔

نتیجہ کے طور پر قرار داد پاکستان کے بعد قائد اعظم کی مدبرانہ قیادت میں پاکستان کی تحریک سات سال بعد نتیجہ خیز ثابت ہوئی اور مسلمان سیسہ پلائی دیوار بن گئے۔

اور 14 اگست 1947ء کو پاکستان دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کی صورت میں وجود میں آیا۔

بقول اقبالؔ

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

******

# صحرا و گلستان۔ رحیم یار خان

(مصباح اقبال ایم اے، رول نمبر 523)

جنوبی پنجاب کا ایک ضلع رحیم یار خان ہے جسے پاکستان کا مرکز بھی کہا جاتا ہے۔ رحیم یار خان دریائے سندھ کے کنارے آباد انتہائی سر سبز و شاداب ضلع ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رحیم یار خان ریاست بہاولپور کا ایک شہزادہ تھا اور 1881ء میں ایک حادثہ ہوا اور بارود خانہ میں آگ لگنے کی وجہ سے اس شہزادے کی موت واقع ہوئی اور اسے Acumunate کرنے کے لیے اس کا نام نوشہرہ جدید سے رحیم یار خان رکھ دیا گیا۔ اس ضلع کا ایک چوتھائی حصہ ریگستان پر مشتمل ہے جیسے چولستان بھی کہتے ہیں اور روہی بھی۔

چولستان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک روایت کے مطابق یہاں ایک زمانہ تھا کہ عراق سے لوگ آتے تھے اس صحرا کو انہوں نے چیلستھان کا نام دیا جو بگڑتے بگڑتے آج چولستان بن چکا ہے روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ چولستان ہمیشہ سے صحرا نہیں تھا۔ آج سے تقریباً 1000 سال پہلے انتہائی سر سبز و شاداب خطہ تھا جہاں دریائے ہاکڑہ جس کی لاجواب تہذیب تھی جو سرسوتی اور ستلج کی Tributry تھا۔ وہ بہتا تھا۔ لیکن دریا آہستہ آہستہ معدوم ہو گیا اور اب ختم ہو گیا ہے وہاں اب صرف اس دریا کے نشان موجود ہیں۔

لیکن جب بارش ہوتی ہے تو یہاں بہتا ہوا پانی نظر آتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ واقع یہ آج بھی دریا کا ہی حصہ ہے چولستان کی زندگی نہایت پراسرار ہے اور عجیب رومینس ہے۔ جسے وہاں جا کر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اس کی وضاحت نہیں کی جا سکتی۔ جہاں پر ریت کے ٹیلے ہیں اور پانی کے وہ ٹوبہ جہاں برسات کا پانی جمع ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تقریبا 1050 ٹوبہ یہاں موجود ہیں۔

یہاں بارش کا پانی اکٹھا ہوتا ہے اور پھر سارا سال انسان اور حیوان ایسے استعمال کرتے ہیں۔ چولستان کے لوگ اپنی وضع کے سبب دور سے ہی پہچانے جاتے ہیں۔ مرد لمبا کرتا اور لونگی پہنتے ہیں سر پر پگڑی یا عمامہ رکھتے ہیں اور عورتیں ایک مخصوص قسم کا گھاگرا پہنتی ہیں اس کے علاوہ نتھنی یا تتھلی یہ بھی ایک خاص پہچان ہے چولستانی

عورت کی۔اس کے علاوہ ماتھے پر چھالر نما ایک زیور ہے جو یہاں کی عورت خصوصی طور پر پہنتی ہے اسے جھگن کہتے ہیں چولستان کی عورت کے حسن و جمال اور کشش کا تذکرہ یہاں کے عظیم صوفی شاعر خواجہ غلام فرید نے اپنی کافی میں کیا ہے۔

سیاحت کے حوالے سے یہاں کے اہم مقام قلعہ منٹو مبادک، قلعہ تاج گڑھ، بھٹہ و بھن چاپڑاں شریف، قیام گاہ حضرت خواجہ غلام فرید، پتن مینار، قلعہ بجنوٹ اور قلعہ اسلام گڑھ وغیرہ شامل ہیں۔ان کے آثار آج بھی یہاں ملتے ہیں ان کے ساتھ ساتھ مسجد بھونگ صادق آباد بھی بین الاقوامی شہرت کی ایک ایسی مسجد ہے جس کا دیکھنا ہر اس شخص کے لیئے ضروری ہے جو سیاحت کی غرض سے اس علاقے میں جاتا ہے اس مسجد کا نام گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں موجود ہے اس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کی دیکھ بھال کرنے والے کے خواب میں آیا کہ جس دن اس کا کام رکا تو وہ مر جائے گا اور تب سے آج تک ایک بھی دن اس کی تعمیراتی کام نہیں رکا۔

رحیم یار خان سے تعلق رکھنے والی معروف شخصیات جن میں سر فہرست مولانا عبید اللہ سندھی، چوہدری عبدالمالک مرحوم، ہارون الرشید کالم نگار، مخدوم حسن محمود، جہانگیر ترین، چوہدری منظور حسین، مخدوم شہاب الدین، مخدوم رکن الدین، مخدوم خصرو بختیار چوہدری جعفر اقبال، ظفر اقبال وڑائچ، میاں عبدالستار اور حاجی سیف اللہ ان کا ضلع بھی رحیم یار خان ہے۔

رحیم یار خان کی سوغات میں سر فہرست خان پور کے پیڑے ہیں ان کی شہرت دور دور تک ہے۔ لاہور سے رحیم یار خان کا سفر 10 سے 11 گھنٹے تک ہے۔رحیم یار خان کے چک 72/P وہاں کی کڑاہی بہت شہرت رکھتی ہے اور اس کے مقبول ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مٹن کڑاہی کوئلوں پر تیار کی جاتی ہے۔

******

# قانون لازمی مضمون

(ارم مختار، ایم اے، رول نمبر 36)

بحثیت پاکستانی قوم روز اول سے ہی یہ ہماری بدقسمتی رہی ہے کہ ہمارا تعلیمی نظام خاطر خواہ نتائج حاصل کرنے میں ہمیشہ ناکام رہا ہے۔اور اس کی ناکامی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کے اندر رائج تعلیمی نصاب میں قانون لازمی تعلیم شامل نہ کی گئی ہے۔ جس کے نتیجے میں آج ہم دہشتگردی اور لا قانونیت جیسے عفریت سے نبر آزما ہیں۔ پاکستان میں جو تعلیمی نظام رائج ہے اس میں اسکول و کالج، یا یونیورسٹی میں قانون بطور لازمی مضمون نہیں پڑھایا جاتا جبکہ مغربی طرز تعلیم جو کہ کافی حد تک اپنی جڑیں پاکستان میں مضبوط کر چکا ہے کا موازنہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ (اے لیول) کے نصاب میں قانون کو بطور مضمون پڑھایا جاتا ہے۔ یہ امر پاکستانی قوم کے ساتھ نہ صرف امتیازی سلوک ہے بلکہ قوم کے بچوں کا تعلیمی استحصال بھی ہے۔ یہ استحصال نہ صرف قوم کے بچوں میں قانونی لاشعوری پیدا کرتا ہے بلکہ انہیں مختلف انواع کے جرائم، اور دہشتگردی جیسی لعنت میں ملوث ہونے پر راغب بھی کرتا ہے۔ دنیا میں کوئی بھی جدید اور مہذب معاشرہ قانون کی بالادستی اور نفاذ کے بغیر اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتا۔

پاکستان کی موجودہ صورت حال کے پیش نظر بہترین قوم کی تعمیر اور روشن مستقبل کے سفر کو اس ادھورے نصاب تعلیم کے ذریعے جاری رکھنا قومی نقصان اور اجتماعی لاپرواہی اور جہالت کا پیش خیمہ ہے۔

قانون کا مضمون نا صرف ایک طالب علم کے اندر قانون کی بالادستی کا نظریہ واضح کرتا ہے بلکہ ریاستی امور کی انجام دہی کا علم بھی دیتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ایک طالب علم کو اس کے اپنے بنیادی حقوق کا پتہ چلتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اپنے فرائض کی آگاہی بھی حاصل ہوتی ہے۔

نصاب تعلیم میں قانون کی تعلیم معاشرے کے اندر ایسے مہذب افراد کو جنم دیتی ہے جنھیں بنیادی قانون کا علم حقوق و فرائض کی آگاہی، قانونی ضوابط اور طریقہ کار کی سوجھ بوجھ ہوتی ہے۔نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات قابل ذکر ہے کہ پاکستان کی مقننہ نے تاریخ میں کبھی اس امر کو ناگزیر نہیں سمجھا کہ وہ قوم کو تعلمی نصاب کے ذریعے

اس قابل بنائے کہ اس کے پیدا کردہ قوانین وضوابط کا احترام کرتے ہوئے اس کی کی بجاآوری کر سکیں۔ پاکستان کے اندر رائج تعلیمی نصاب میں ہر بنیادی اور علمی مضمون پڑھایا جاتا ہے ماسوائے قانون کے مضمون کے جو کہ سراسر قوم کا تعلیمی استحصال ہے۔ کیوں کہ تعلیم حاصل کرنا حق بھی ہے اور فرض بھی اس لیئے اگر ہم (Law) کے ہیں تو پھر لاء بھی ہمارا سبجکٹ ہونا چاہیے۔

یہاں یہ کہنا ماورائے عقل نہ ہوگا کہ علم قانون ایک فرد کو ریاست کے اندر رائج حقوق وفرائض کا علم دیتا ہے۔ بنیادی قانون کی تعلیم نہ صرف ایک طالب علم کیلئے شعوری اعتبار سے اپنے دروازے کھولتی ہے جن سے وہ پہلے واقف حال نہیں ہوتا۔ قانون کا مضمون طلباء کے اندر قانون کی رغبت پیدا کرتا ہے اور بہتر حکمت عملی پر مبنی شعبہ ہائے زندگی مثلاً حکومت و بین الاقوامی ادارے ورضاکارانہ خدمت، کاروبار اور انسانی وسائل میں بھی خاطر خواہ نتائج حاصل کرنے میں معاون اور مددگار ثابت ہوتا ہے۔

لہٰذا پاکستان کے روشن اور بہترین مستقبل کیلئے ضروری ہے کہ پاکستانی قوم میں ایسے افراد کا وجود ہونا ضروری ہے جو پاکستان کے تابناک مستقبل اور معاشرے کی بہترین فلاح و بہبود کی خاطر دن رات کوشاں ہوں۔ اور ایسے افراد صرف اور صرف اسی صورت میں ہی پیدا ہوں گے جب ہر طالب علم کو قانون کی بنیادی تعلیم سے روشناس کروایا جاے۔ آیئے سب مل کر اس مقصد کے حصول کے لیے حکومت پاکستان تک یہ پیغام پہنچائیں کہ پاکستان کے تعلیمی نظام میں سکول و کالج، یونیورسٹی کی سطح پر بنیادی قانون کی تعلیم کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

******

# دعا

(رحمت اقبال،ایم اے سال اول،

انبساط حبیب،ایم اے سال اول،رولنمبر 551)

دعا اللہ رب العزت جل و علا سے مناجات کرنے، اس کی قربت حاصل کرنے، اس کے فضل و انعام کے مستحق ہونے اور بخشش و مغفرت کا پروانہ حاصل کرنے کا نہایت آسان اور مجرب ذریعہ ہے۔

رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان ارشاد فرماتے ہیں:

''اے عزیز! دعا ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے کہ پرودگار تقدس و تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کرامت فرمائی اور اُن کو تعلیم کی، حل مشکلات میں اس سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں اور دفع بلا و آفت میں کوئی بات اس سے بہتر نہیں۔''

## دعا کی اہمیت ______ قرآن کی رو سے

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

**اُدعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید خلون جھنم داخرین**
(پارہ 24 سورۃ المومن:60)

**اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبو الی** (پارہ 20،البقرۃ:186)

## دعا کی قبولیت کی شرائط:

سورۃ مومن کی آیت کریمہ 60 کے تحت فاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی اپنی بیان کردہ تفسیر میں لکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ بندوں کی دعائیں اپنی رحمت سے قبول فرماتا ہے اور ان کے قبول کے لیے چند شرطیں ہیں

دعا میں اخلاص ہو۔

قلب غیر کی طرف مشغول نہ ہو۔

دعا کسی امر ممنوع پر مشتمل نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین رکھتا ہو۔

شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی قبول نہ ہوئی۔

حدیث شریف میں ہے

دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے یا تو اس کی مراد دنیا ہی میں اس کو جلد دے دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ ہوتی ہے یا اس سے اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے۔(خزائن العرفان ص754)

**فضائل دعا__________حدیث کی رو سے**

حدیثِ قدسی میں آتا ہے

اے فرزندِ آدم! تو جب تک مجھ سے دعا کرتا اور میرا امیدوار رہے گا، میں تیرے گناہ کیسے ہی ہوں معاف فرماتا رہوں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔(سنن ترمذی، کتاب الدعوات)

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے بزرگ و برتر نہیں۔(سنن ترمذی، کتاب الدعوات)

اس طرح نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

بلا اُترتی ہے پھر دعا اس سے جا ملتی ہے تو دونوں قیامت تک کُشتی لڑتے رہتے ہیں۔( المستدرک، کتاب الدعاء والتکبیر)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "دعا عبادت کا مغز ہے۔" (الدعاء سنن ترمذی، باب ماجاء فی فضل)

**ایک تیر پانچ شکار**

ایک: دعاسے آدمی کو پانچ فائدے حاصل ہوتے ہیں

اول: عابدوں کے گروہ میں داخل ہوتا ہے کہ دعا فی نفسہٖ عبادت بلکہ سترِ عبادت (یعنی عبادت کا مغز) ہے۔

دوم: وہ اقرارِ عجز و نیاز داع واعتراف بہ قدرت و کرم الہیٰ پر دلالت کرتی ہے۔

سوئم: امتثال امر شرع، کہ شارع نے اس پر تاکید فرمائی، نہ مانگنے پر غضب الہیٰ کی وعید آئی۔

چہارم: اتباع سنت کہ حضورِ اقدس ﷺ اکثر اوقات دعا مانگتے اور اوروں کو بھی تاکید فرماتے۔

پنجم: دفعِ بلا و حصول مدعا (بلا ٹلنے اور مراد پوری ہونے) کہ **بحکم (ادعونی استجب لکم)** اور **(اجیب دعوۃ الداع اذا دعان)**

**آداب دعا و اسباب اجابت میں**

نبی معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے:

**وا علموا ان الله لا یستجیب دعاء من قلب غافل ۔**

خبردار رہو! بے شک اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں کرتا کسی غافل کھیلنے والے دل کی ( سنن ترمذی کتاب الدعوات)

لہٰذا بہتر ہے کہ دعا کہ وقت ادب کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے اور فاذکرونی اذکرکم کا تقاضا بھی یہ ہے کہ

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں""

چنانچہ چند ایک ضروری آداب ملاحظہ ہوں

1: دل کو حتی الامکان خیالات غیر سے پاک کرے۔

**ان الله لاینظر الی صورکم و امو لکم ولکن ینظر الی قلوبکم**

4,3,2: بدن، لباس و مکان، پاک ونظیف وطاہر ہوں۔

5: جن کے حقوق اس کے ذمہ ہوں ادا کرے یا معاف کروالے۔

6: کھانے پینے لباس وکسب میں حرام سے احتیاط کرے کہ حرام کار و حرام خور کی دعا اکثر رد ہوتی ہے۔

7: دعا سے پہلے گزشتہ گناہوں کی توبہ کرے۔

8: دعا کے وقت باوضو، قبلہ رو، مودب بیٹھے۔

ما زباں دا ننگریم و قال را

ما دواں دا بنگریم و حال را

ترجمہ: زبان و قال کی جانب کبھی ہوتی نہیں مائل

میری رحمت دل خستہ تمہاری ہی طرف مائل

(انتخاب: فضائل دعا

از مولانا نقی علی خان عایہ الرحمتہ المنان)

******

# تعلیم سے ترقی

(حافظ مبین احمد، بی ایس، BS-16-08)

تعلیم کا مسئلہ بہت اہم مسئلہ ہے دنیا کی کوئی قوم بغیر تعلیم کے ترقی نہیں کر سکتی۔ کسی قوم کی ترقی کا پہلا زینہ تعلیم ہے۔ اسلام میں سب سے پہلے پڑھنے ہی کی آیت نازل ہوئی فرمایا:

**اِقراءَ بِاسمِ رَبِک الذِی خَلَق --اِقراءَ وَرَبُّک الاکرَم الذِی عَلَم بِاالقَلَم**

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا-اور پڑھ تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا''

اسلام سے قبل کا زمانہ بداخلاقی، بداعمالی اور برائیوں سے بھرپور تھا۔ لیکن اس زمانہ کا نام بداخلاقی اور بدعملیوں کا زمانہ نہیں رکھا گیا، بلکہ اس کا نام زمانہ جہالت رکھا۔ معلوم ہوا کہ ہر برائی کا سرچشمہ جہالت ہے اور اس کے مقابلہ میں اسلام کا بنیادی سرچشمہ تعلیم ہے۔

تعلیم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جتنا اہتمام کیا اور کسی چیز کے بارے میں نہیں کیا سب سے پہلے حضرت آدم علیہ اسلام کو پیدا کیا تو ان کے کھانے پینے اور پہننے کا انتظام نہیں کیا بلکہ اولاً تعلیم کا بندوبست کیا۔ جیسے

**وَعَلَّمَ آدَمَ الاَسمَآءُ کُلھَا** انہیں اشیاء کے نام سکھلا کر ملائک سے مقابلہ کرایا اور وہ کامیاب ہوئے تو خلافت سے بہرہ ور کیا اور خلافت کا تاج سر پر رکھا اس کے بعد فرمایا

**اسکُن اَنتَ وَزوُجُکَ الجنہ** تو رہنے سہنے کا انتظام کیا۔ معلوم ہوا کہ علم اور تعلیم کا بہت درجہ ہے۔ بغیر تعلیم کے حیوان اور انسان میں فرق نہیں کیا جا سکتا اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کہ باپ کو تعلیم دیتے اور بس کرتے بلکہ اولاد کو بھی تعلیم دی۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پشت پر دایاں ہاتھ مارا تو نیک اولاد نکلی اور بایاں ہاتھ مارا تو بری طرح کی اولاد نکلی اور اس کے بعد تمام کو وادی خاران میں جمع کر کے ان سے خطاب کی اور فرمایا:

**اَلَستُ بِرَبِکُم قَالُو ابلیٰ** ''تو اس سے بھی تعلیم کا اہتمام معلوم ہوا گویا دنیا ایک مدرسہ ہے اور تمام انسان اس کے طالب علم ہیں۔ اللہ تعالیٰ معلم ہیں اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے خصوصی شاگرد ہیں تو دنیا کا مقصد تعلیم ہے

اوراس کے بعد عبادت ہے۔ حسنِ معاشرت ہے۔ تعلیم کے سلسلہ میں ضرورت پڑتی ہے کہ طالب علم کیلئے وظیفہ ہوتا کہ کھانا پینا اور رزق حاصل ہو تو اس کیلئے زمین اور دریا کنارے بنائے۔ مطالعہ کیلئے وظیفہ روشنی ہوتی ہے تو چاند، تارے اور سورج کو پیدا کیا تو جب ہم اس دنیا سے قبر میں جائیں گے، تو اسی تعلیم سے متعلق سوال ہوگا۔ مَن رَبُّک اوراس کا امتحان ہوگا کچھ کامیاب ہونگے اور کچھ ناکام، کامیاب کو انعام دیئے جائیں گے اور ناکام کو سزادی جائے گی اس امتحان میں تمام شریک ہونگے اس میں بوڑھے، جوان اور بچوں کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا۔ اگر عالم ارواح میں تمام شریک ہونگے مگر اخری عمر کے اعتبار سے جو پیدائش کے بعد جلد مرے گا وہ بچہ اور جو جوانی میں مرے گا وہ جوان اور جو بڑھاپے میں مرے گا وہ بوڑھا تو ان روحوں میں بھی جوان، بوڑھے اور بچے اس اعتبار سے تھے۔ اس لیے تعلیم کا اتنا لحاظ رکھا گیا کہ جوان، بچے اور عمر رسیدہ تمام سے امتحان ہوگا۔ تعلیم ایک بنیادی چیز ہے اور دنیا کو آباد کرنے کا مقصد یہی ہے۔ تعلیم کا سلسلہ عورتوں کے لیے ضروری بھی ہے۔ اس لئے کہ ابتدائی چیز ہے اور ابتدائی تربیت یہیں سے شروع ہوتی ہے۔ قوم کی تعلیم کا دارو مدار ماں کی تعلیم پر ہے اگر وہ جاہل رہی تو قوم جاہل رہے گی۔ الاماشاللہ۔ جس کی فطرت سلیمہ ہوا اگر وہ عالم ہوئی تو اولاد بھی عالم ہوگی۔ اگر والدہ کے قلب میں تعلیم کی نورانیت موجود ہو تو بچے بھی اس نورانیت سے فیض یاب ہوں گے اور ماں نورانیت سے خالی ہے تو اپنے بچے بھی ایسے ہی رہیں گے۔ اسی لیے جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کی تعلیم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اوراس کے دائیں کان میں اذان دی جاتی ہے۔ جس میں توحید ورسالت اور عبادات کا ذکر ہے تو اذان سے اس کو اصول وفروغ عقائد اعمال کی تعلیم دی جاتی ہے اور حی علی الفلاح میں اس کا انجام اور نتیجہ بھی بتادیا جاتا ہے۔ کہ فلاح اور کامیابی ہے جو آخرت میں تمہیں میسر ہوگی تو ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ اسلام میں تعلیم کا کتنا بڑا مرتبہ ہے اور درجہ ہے۔ اسی لیے اس پر زور دیا ہے کہ

**طَلَبُ العِلَمِ فَرِیضَۃٌ علیٰ کُلِّ مُسلِمِ وَمُسلِمَۃ۔**

علم کی طلب ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے، تاکہ علم حاصل کرنے کے بعد ہر مسلمان مرد اور عورت کو معلوم ہو جائے کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کے کیسے اخلاق ہونے چاہیے چھوٹوں پر شفقت، بڑے

سے ادب واحترام سے پیش آنا، رہنے سہنے اور حسنِ معاشرت کا طرزِ عمل معلوم ہوا اس لیے تعلیم واجب قرار دی گئی ہے۔ تمام پر خواہ مرد ہو یا عورت اس کے بعد دوسرے اعمال کی تعلیم دی جاتی ہے جیسے کہ حدیث میں آتا ہے کہ

''جب سات سال کا بچہ ہو جائے اسے عبادت کی طرف متوجہ کر دیا جائے''

تو حقیقت میں یہ مقصد عورتوں سے ہی حاصل ہوتا ہے کہ جب ماں تعلیم یافتہ ہو گی بچے کو بھی تعلیم سے آشناء کرے گی۔ جس سے اس کے اخلاق سدھر جائیں گے اور بالفرق اور بالفرض ماں بچے کو تعلیم دینے کے صلاحیت ساتھ اگر نیکو کار اور بااخلاق ہے تو اس کی نیکوکاری اور حسنِ اخلاق کی بدولت اولاد بھی دین دار بن جائے گی۔

آج دنیا میں بہت ترقی ہو رہی ہے اور اس کی وجہ صرف اور صرف تعلیم ہے تعلیم ایسی ضرورت ہے کہ جس سے ہماری زندگی بنتی ہے جو ہمیں زمین سے آسمان کا سفر طے کرواتی ہے جو ہمیں زندگی گزارنے کے طریقے بتاتی ہے جو ہمیں اچھے اور برے کی پہچان کرواتی ہے اگر آخرت میں کامیابی کے لیے نماز اور قرآن اور اچھے اعمال کا ہونا ضروری ہے اسی طرح زندگی میں کامیابی کے لیے تعلیم کا ہونا ضروری ہے۔ میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ ہم سب کو ایک تعلیم یافتہ، نیک اور اچھے کردار والا مسلمان بنائے (آمین)

******

# ہوا: اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نشانی

(فاطمہ شاہد ایم اے سال دوم صبح، رول نمبر 77)

ہواؤں کا یہ تعمیر و انقلاب قدرت خداوندی اور اس کی وحدانیت کی دلیل ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور ہواؤں کے بدلنے میں اور ابر میں جو زمین و آسمان کے درمیان مقید رہتا ہے، دلائل ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں"۔ (بیان القرآن)

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں بے شمار ہیں ہر چیز میں دلیل اس کی توحید و یکتائیت کی پائی جاتی ہے۔ اس کی منجملہ نشانیوں میں سے ایک نشانی ہواؤں کا اختلاف و انقلاب ہے کہ ہوا کبھی ٹھنڈی ہوتی ہے، تو کبھی گرم کبھی سخت ہوتی ہے، کبھی نرم۔ کبھی تیز ہوتی ہے کبھی آہستہ کبھی پروا چلتی ہے، کبھی شمال کی جانب چلتی ہے تو کبھی جنوب کی طرف کبھی رحمت کی خبر و بشارت دیتی ہے تو کبھی عذاب لیکر آتی ہے۔ غرضیکہ ہواؤں کا یہ تغیر و انقلاب قدرت خداوندی اور اس کی وحدانیت کی دلیل ہے۔ قاضی شریح بیان کرتے ہیں کہ ہوا یا تو بیمار کو صحت و تندرستی بخشتی ہے، یا تندرست کو بیمار کرتی ہے، چنانچہ ہوتا بھی ایسا ہی ہے کہ ہوا کسی کے لیے صحت و شفاء کا باعث بنتی ہے، تو کسی کے لیے بیماری اور کمزوری کا سبب بنتی ہے، علماء نے لکھا کہ ہواؤں کی آٹھ قسمیں ہیں جن کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔

جن میں چار قسم کی ہوائیں رحمت اور خداوندی عنایت کی پیشن گوئی کرتی ہیں، اور چار قسم کی ہوائیں عذاب اور خدا کی پکڑ کو لاتی ہیں ان رحمتوں کی ہواؤں میں دو کا تعلق خشکی سے ہے۔ دو کا تعلق سمندر اور تری سے ہے۔ رحمت کی ہوا جس کا تعلق خشکی سے ہے ان کو مبشرات کہا جاتا ہے۔ اور دوسری کو رخاء کہا گیا ہے، جن کا تعلق سمندروں سے ہے، ان میں سے ایک کو ناشرات اور اور دوسری کو مرسلات کہتے ہیں۔ اس طرح عذاب والی ہوا جو خشکی پر چلتی ہے ان میں ایک کو عقیم اور دوسری کو صرصر کہتے ہیں۔ دریائی اور سمندروں کی جو عذاب والی ہوا چلتی ہے ان میں سے ایک کو عاصف اور دوسری کو قاصف کہتے ہیں۔

قوم عاد جس کو اللہ تعالیٰ نے عاد اولیٰ کے نام سے تعبیر کیا تھا، جس کا شمار قدیم ترین قوموں میں ہوتا ہے، بعض حضرات نے ان کو دو ڈھائی ہزار سال قبل از مسیح کی قوم قرار دیا ہے سامی النسل قوموں میں اس کو پہلی مقتدر اور حکمران قوم مانا ہے، ان کی آبادی عمان سے حضرت موت اور یمن تک پھیلی ہوئی تھی۔ متمدن قوم تھی، اللہ تعالیٰ نے انکو تمدن اور معیشت کے ایسے نادر وسائل اور بیش قیمت ذرائع عطا فرمائے تھے کہ دوسری کسی قوم کو ویسے وسائل میسر نہیں تھے۔ دنیا میں کوئی قوم اس جیسی قوت وجثہ والی نہیں تھی، اور سنگ تراشی اور نقاشی میں بڑی مہارت رکھتی تھی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

**التی لم یخلق مثلها فی البلاد**

ان کو اپنی قوت وطاقتِ پر بڑا غرور تھا اور اپنے مقابلہ کے لیے نعرے لگاتے تھے۔ ان کے ایک ایک فرد کے متعلق مفسرین نے لکھا ہے کہ ایسا طاقتور تھا کہ پہاڑ کی چٹان کو اُٹھا کر دشمنوں کے قبائل کے اوپر دے مارتا تھا۔ ایک ایک آدمی انکا بارہ بارہ گز لمبا تھا، غرض کہ بڑے بڑے ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔ آپؑ نے ان کو کفر وشرک سے روکا، بت پرستی سے ہٹا کر توحید الٰہی کی طرف بلایا۔ مگر قوم نہ مانی، حضرت ہودؑ کو جھٹلایا اور نہایت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ہودؑ نے ان کی نافرمانیوں کے سبب انھیں عذاب الٰہی سے ڈرایا، بجائے اس کے کہ ان میں خوف ودہشت پیدا ہوتی، الٹا عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرنے لگے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

**فاتنا بما تعدنا**

جب قوم عاد کسی طرح نہ مانی اور انتہائی جرات کے ساتھ عذاب میں جلدی کا شور کرنے لگی، تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی ہلاکت کا سامان ہوا۔ ایک بادل کو بھیجا گیا جسے دیکھ کر قوم عاد نے کہا کہ "یہ بادل ہم پر پانی برسائے گا"۔ اللہ تعالیٰ نے انکی اس خوش فہمی کو دور کرتے ہوئے فرمایا کہ: "یہ تو وہ عذاب ہے جس کی تم نے جلدی مچار کھی تھی" وہ بادل اپنے اندر ایک تباہ کن طوفان باد کو لئے ہوئے تھے چنانچہ سخت سردی میں سات رات اور آٹھ دن تک مسلسل یہ ہوائی طوفان ان پر نازل ہوتا رہا ایسی تیز آندھی چلتی کہ ان دیو ہیکل لوگوں کو تنکے کی طرح اوپر اٹھاتی اور

زمین پر پٹخ دیتی۔ جس سے ان کے سر چکنا چور ہو جائے۔ ان کے پیٹ پھٹ جاتے، آنتیں باہر نکل کر پھیل جاتیں۔ طوفان باد نے انہیں ایسا تباہ کیا کہ گویا کھجور کے کھوکھلے بے جان تنے ہیں۔ جن کے سر اوپر سے کاٹ دیئے گئے ہیں اور انکا غرور اپنی ایک مخلوق ہوا کے ذریعے نکال دیا یہ ہوا ان کے مکانوں کے اندر داخل ہوتی ہے اور انکی چھتوں کو الٹا کر پلٹ دیتی، مکان درخت، مویشی کوئی چیز نہ چھوڑی سب کو ہلاک و برباد کر دیا۔ قرآن کریم میں متعدد جگہ پر اسکا تذکرہ ہے، ایک جگہ ہے:

**و اما عاد فا هلكوا بريح صر صر عاتية سخر ها عليهم سبع لبال و ثمانية ايام حسوما فترى القوم فيها صرعى كانهم اعجاز نخل خاوية فهل ترى لهم من باقية**

5ھ ماہ شوال کو عرب کے اکثر قبیلے مدینہ منورہ پر چڑھائی کرنے لگے وہ سب لوگ متحد و متفق ہو کر مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے کے لیے جمع ہو گئے تھے۔ جن کی تعداد دس ہزار سے متجاوز تھی۔ آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے اور بالخصوص حضرت سلمان فارسی سے مشورہ کے بعد مدینہ طیبہ کے تحفظ کے لیے تقریباً ساڑھے تین میل لمبی ایک خندق کھدوائی۔ آپ ﷺ خود بھی بنفس نفیس خندق کھدوانے میں شریک رہے۔ اس خندق کو کفار نے دیکھا تو حیران رہ گئے۔ عرب میں خندق کھودنے کا کوئی دستور ہی نہ تھا۔ اس لئے کہنے لگے۔

**ان هذه مكيدة (بغوى )**

اس خندق کی وجہ سے کفار مدینہ پر چڑھائی نہ کر سکے اور مسلمانوں سے بڑی لڑائی بھی نہ ہوئی۔ البتہ ایک مہینہ تک پورے زور و شور کے ساتھ مدینہ کا محاصرہ کئے رکھا اور ہر طرف سے پوری شدت کے ساتھ نظر رکھی گئی۔ اس مدت میں معمولی سی جھڑپیں ہوئیں اور مسلمانوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

سردی کا موسم تھا، ایک روز بہت تیز طوفان، پرواہوا کا چلا جس نے کفار کے خیمے اکھاڑ پھینکے اور انکی ہڈیاں چولہوں سے اوندھا دیں، اور برتن بھانڈے بکھیر دے اس تیز ہوا میں سنگ ریزے اور مٹی نے ان کے چہروں پر ضربیں لگا

دیں۔اوران کے دلوں میں ایسارعب طاری ہوا کہ وہ بالکل سراسیمہ ہو گئے اور کم ہمت اور شکست خوردہ مدہوش ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔اوراس طرح اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے اس جمگھٹے کواس پرواہوا کے ذریعے منتشر کر دیا۔ یہ ہوااہلِ اسلام کے لئے باعث رحمت بنی اور رسول کریم ﷺ کا ایک عظیم معجزہ ہوا۔ "سورۃ احزاب" میں اس واقعہ کو بیان کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

**یا یہا الذین آمنوا ذکر و انعمۃ اللہ علیکم اذ جائتکم جنود فارسلنا علیھم ریحا وجنود الم تروھا**

حدیث شریف میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"میری پرواہوا کے ذریعے مدد کی گئی ہے۔اور قوم عاد کو پچھواہوا کے ذریعے ہلاک کیا گیا تھا"۔

******

# والدین کے حقوق

(بہزاد حسن)

رسول کریم ﷺ نے جس طرح ماں، باپ پر اولاد کے حقوق اور ذمہ داریاں بیان فرمائی اسی طرح اولاد پر ماں باپ کے حقوق اور فرائض بھی بیان فرمائے۔ قرآن مجید میں ماں باپ کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم اللہ تعالیٰ کی توحید اور عبادت کے ساتھ جس طرح دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کے اعمال میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد ماں باپ کی خدمت کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی خوشنودی میں پوشیدہ ہے۔

سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا:

"اور تمھارے لیئے رب کا قطعی حکم ہے کہ صرف اسی کی عبادت اور پرستش کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھے سے اچھا برتاؤ اور ان کی خدمت کرو"۔

سورہ لقمان میں ماں باپ کے حقوق بیان کرتے ہوئے یہاں تک فرمایا گیا کہ اگر بالفرض کسی کے ماں باپ کافر و مشرک ہوں اور اولاد کو بھی کفر و شرک کیلیئے مجبور کریں تو اولاد کو چاہئے کہ ان کے کہنے سے کفر و شرک تو نہ کرے لیکن ان کے ساتھ اچھا سلوک اور ان کی خدمت پھر بھی کرتی رہے۔

حضرت ابوامامہ سے روایت ہے:

ایک شخص نے رسول ﷺ سے پوچھا کہ اولاد پر ماں باپ کا کتنا حق ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تمہاری جنت اور دوزخ ہیں۔ (بخاری و مسلم شریف)

اس کا مطلب ہے کہ اگر تم ماں باپ کی خدمت کروگے اور ان کو راضی رکھوگے تو جنت پالوگے اور اس کے برعکس اگر نافرمانی کر کے انہیں ناراض کروگے اور ان کا دل دکھاؤگے تو پھر تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضامندی سے وابستہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص سے روایت ہے:

رسول ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی رضا مندی والدین کی رضا مندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔(جامع ترمذی)

اس حدیث کا مدعا یہ ہے کہ جو اپنے رب اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہئے تو وہ اپنے والدین کو راضی اور خوش رکھے۔اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے (والد) کی رضا شرط ہے اور والد کی ناراضگی کالازمی نتیجہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔لہٰذا جو کوئی اپنے والدین کو ناراض کرے گا وہ رضاالٰہی کی دولت سے محروم رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے:

کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے تو کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے اور مجھے معافی مل سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا تمہاری ماں زندہ ہے اس نے عرض کی کہ ماں تو نہیں ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا تو کیا تمہاری کوئی خالہ ہے؟ اس نے عرض کی کہ ہاں خالہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کی خدمت اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو،اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے تمہاری توبہ قبول فرمالے گا اور تمہیں معاف فرمادے گا۔(معارف الحدیث صفحہ نمبر 53 جامع ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت اور اسی طرح خالہ اور نانی کی خدمت بھی ایسے اعمال میں سے ہے جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ گناہ گاروں اور سیاہ کاروں کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور ان سے راضی ہو جاتا ہے۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ:

رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ماں باپ کی خدمت، فرماں برداری اور حسن سلوک کی وجہ سے آدمی کی عمر بڑھادیتا ہے۔(معارف الحدیث صفحہ 58 مسند ابن منیع، کامل ابن عدی)

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

**و بالوا الدين احسانا**

ترجمہ:

"اور والدین کے ساتھ احسان اور بھلائی کرو"۔

******

# اللہ کی رضا والدین کی خوشنودی میں ہے

(انبساط حبیب، ایم اے، سال اول، رول نمبر 551)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے "۔ (صحیح جامع الترمذی 1899، صحیح ابن حبان (2026

اگر ہمارے والدین ہم سے راضی ہونگے تو ہمارا رب بھی ہم سے راضی ہوگا وگرنہ ہم یہی کہتے رہیں گے کہ ہم اللہ سے دعائیں تو کرتے ہیں مگر ہماری دعائیں قبول نہیں، ترقی، اور کامیابی نہیں مل رہی، کاروبار میں برکت نہیں ہے۔

قابل احترام قارئین! ان تمام چیزوں کی وجہ ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ ہمارے والدین ہم سے ناراض ہیں۔

والدین بڑی ہی نرالی نعمت ہیں جن کا بدلہ نہیں جن کی خدمت میں کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔ ان کو ناراض کر دینے سے ناکامی و خسارہ کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

محترم قارئین! ذرا سوچئے وہ کون سی چیزیں ہیں جو ہمیں والدین کی اطاعت اور ان کے احترام و محبت سے دور رکھے ہوئے ہیں کہیں وہ اس دنیا کا مال و متاع تو نہیں؟ اور وہ کونسی ایسی چیزیں ہیں جو ہمیں والدین کو (Old Houses) میں داخل کروانے پہ مجبور کرتی ہیں۔ کہیں وہ وجہ ہماری بیوی اور اولاد تو نہیں کہ جن کی وجہ سے ہم اپنے والدین کی خدمت کو ترک کیے بیٹھے ہیں؟؟

اگر یہی چیزیں والدین کی اطاعت و فرمانبرداری سے رکاوٹ بنے ہوئے ہیں تو ہمیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد رکھنا چاہیے کہ "مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور آپ کے رب کے ہاں باقی رہنے والی نیکیاں ہی ثواب میں اور امید لگانے کے اعتبار سے بہتر ہیں" (سورۃ الکھف: 46)

ہم سب پر والدین کا یہ حق بھی ہے کہ جب ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں ہی بڑھاپے کی عمر میں پہنچ جائیں تو ہم ان کی خدمت اس انداز سے کریں جس انداز سے انہوں نے ہمیں بچپن میں پالا۔

جو شخص والدین کی خدمت نہ کر کے جنت کو حاصل نہ کر سکے اس کے لیے جبرائیل نے بد دعا کی "**رغم انف عبد ادرک ابویہ او احد ھمالم یدخلہ الجنۃ**" اس آدمی کا ناک خاک آلود ہو (ذلیل ہو جائے) جو والدین میں سے دونوں یا ایک کو پائے اور پھر (انکی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہو سکے "تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر آمین کہا۔

ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں آپ سے جہاد پر جانے کا مشورہ کرنا چاہتا ہوں تو آپ ﷺ نے دریافت کیا "کیا تیری والدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا((**فالزمھا فان الجنۃ تحت رجلیھا**))(صحیح سنن النسائی:3106)تو اس کے ساتھ رہ(خدمت کر)یقیناً جنت اس کے قدموں تلے ہے"۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی آیا جس نے ایک عورت کو قتل کر دیا تھا اور توبہ کا ذریعہ پوچھنے لگا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے والدہ کی خدمت کرنے کا کہا۔۔۔ پھر فرمایا: انی لا اعلم عملا اقرب الی اللہ عزوجل من بر الوالدۃ والدین کے ساتھ حسن سلوک سے بڑھ کر میں ایسا کوئی عمل نہیں جانتا جو اللہ تعالیٰ کی قربت کا باعث ہو"۔

محترم قارئین: ہمیں اللہ رب العزت کی رضا حاصل کرنے کے لیے اور دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے والدین کی خدمت کرنی چاہیے۔

******

# حسنِ خلق

(غلام فاطمہ، ایم اے سال اول، رولنمبر 54)

دنیا کے تمام مذاہب میں اخلاق کو خاص اہمیت حاصل ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دین اور اخلاق کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ دین کی تکمیل ممکن ہی نہیں جب تک اخلاق کی بلندی حاصل نہ ہو۔

حسنِ خلق ایمان کے ان شعبوں میں سے ہے جن کا تعلق دوسرے لوگوں یعنی حقوق العباد سے ہے اس کے ثمرات، برکات سے خود صاحب اخلاق ہی سب سے زیادہ فائدہ اُٹھاتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی آخر الزمان ﷺ تو حسنِ اخلاق کے عظیم مرتبے پر فائز تھے۔ قرآن نے خود گواہی دی ہے کہ

**وانک لعلی خلق عظیمo**

''اور آپ تو بلاشبہ خلقِ عظیم کے مالک ہیں''

اُم المومنین سیدہ عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کے خلق کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا

**کان خلقہ القرانo**

''آپ کا خلق قرآن تھا''

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے

"میں حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لیے معبوث کیا گیا ہوں۔"

آپ ﷺ نے حسنِ اخلاق اور اخلاقِ حسنہ پر بہت زور دیا ہے۔ حسنِ خلق اور خندہ پیشانی ایک مومن کی صفت اور ایمان کی علامت ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"ترازو میں کوئی چیز خلق اچھا ہونے سے زیادہ بھاری نہیں ہے"

ترمذی شریف میں فرمانِ نبوی ﷺ ہے

**وان صاحب الخلق لیبلُغ بہ درجتہ صاحب الصوم والصلوٰۃ**

اور اچھے خلق والا شخص اس کے ذریعے روزے اور نماز والے شخص کے درجے کو پہنچ جاتا ہے

ایسی خصلتیں جو طبعیت میں پختہ ہو جائیں اور اس طرح عادات بن جائیں کہ بغیر سوچے سمجھے خود بخود سرزد ہوتی ہیں خلق کہلاتی ہیں۔ خصوصاً جن عادات کا تعلق ایک دوسرے سے برتاؤ کے ساتھ ہو۔ اچھی ہوں تو حسن الخلق اور بری ہوں تو سوء الخلق۔

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برے اخلاق کے بارے میں فرمایا

**لایجمعان فی مومن البخل و سو ء الخلق**

"دو خصلتیں مومن میں جمع نہیں ہو تیں بخل اور بد خلقی"

بخل اور بد خلقی کی صفت کے لیے کئی آیات اور احادیث ملتی ہیں اور انہیں کفار کے اوصاف میں شمار کیا گیا ہے۔

فرمانِ خداوندی ہے

"یقیناً اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت نہیں رکھتا جو تکبر کرنے والا ہو، وہ جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کا حکم دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے جو کچھ دیا ہے اُسے چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے" (سورۃ النساء 36-37)

مزید فرمایا

**ارئیت الذی یکذب بالدین o فذلک الذی یدع الیتیم o ولا یحض علی طعام المسکین**

"کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو قیامت کے دن کو جھٹلاتا ہے وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور (خود کھلانا تو در کنار) مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت بھی نہیں دلاتا" (سورۃ الماعون)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں کفار کے اخلاق سیہ ء کا ذکر واضح لفظوں میں فرمایا ہے کہ ان بُرے اخلاق والے لوگوں کی پیروی ہر گز نہ کریں۔ فرمان ہے

''اور کسی ایسے شخص کا کہنا بھی نہ ماننا جو زیادہ قسمیں کھانے والا ہو بے کار، کمینہ، عیب گو، چغل خور، بھلائی سے روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، گناہ گار، سرکش پھر ساتھ ہی مشہور بدنام ہو اس کی سرکشی صرف اس لیے ہے کہ وہ مال والا اور بیٹوں والا ہے جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے یہ تو اگلوں کے قصے ہیں۔''

حقیقت یہ ہے کہ یہ اخلاق سیء کفار ہی کا حصہ ہیں۔ایمان مومن کو کبھی اتنی اخلاقی پستی میں گرنے نہیں دیتا۔سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

**الأوم سوء الخلق**

''اصل نحوست بد خلقی ہے''

ہمارے نبی آخر الزماں ﷺ نے کسی بھی چیز میں شوم (نحوست) کی نفی فرمائی ہے۔ بعض احادیث میں ہے کہ اگر کسی چیز میں نحوست ہو تو عورت، گھوڑے اور مکان میں ہے جس کی وضاحت کچھ اس طرح ملتی ہے کہ کوئی بھی چیز ذاتی طور پر منحوس نہیں ہوتی صرف بُرے اوصاف کی وجہ سے اس میں نحوست پائی جاتی ہے مثلاً عورت بدزبان ہو، گھوڑا اڑیل ہو اور مکان تنگ یا غیر صحت مند ہو۔

زیرِ بحث حدیث میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اصل نحوست بُرا خلق ہے بدزبانی، بُخل، حسد بے رحمی وغیرہ ایسے اوصاف ہیں جس شخص میں پائے جائیں وہ سعادت کی زندگی نہیں گزار سکتا بلکہ ان بد اخلاقیوں کی وجہ سے اپنے لیے اور دوسروں کے لیے بے برکتی کا باعث بن جاتا ہے۔اگر وہ اپنے اخلاق درست کرے تو یہ نحوست ختم ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلقِ عظیم کے زیور سے مالا مال فرمائے۔(آمین)

******

# حکمت ودانائی

# بیٹیاں

(روبینہ بشیر، ایم۔اے سال دوئم صبح، رول نمبر 33)

بیٹیاں نور ہیں نگاہوں کا

بیٹیاں باب ہیں پناہوں کا

بیٹیاں عکس ہیں اپنی ماؤں کا

بیٹیاں صلہ ہیں دعاؤں کا

بیٹیاں دل کی صاف ہوتی ہیں

گویا کھلتا گلاب ہوتی ہیں

بیٹے اگر اولاد نرینہ ہوتے ہیں

تو بیٹیاں بھی اولاد نگینہ ہوتی ہیں

ان نگینوں کو ٹھیس نہیں لگنی چاہیے

چاہے وہ اپنی ہوں یا پرائی

******

# ماڈرن ازم: ایک فریب

(سدرہ اسد، ایم اے صبح، رول نمبر 40
عمارہ ، ایم اے شام، رول نمبر 250)

لباس نت نئے ڈیزائن، جیولری، میک اپ، بیگ، موبائل کے نئے ماڈلز، بال بنانے کے مختلف انداز، کبھی اونچی قمیضیں، کبھی کھلا پاجامہ، کبھی کھسہ، کبھی پنسل ہیل، ناز و ادا، ڈرامے، گانے، رومانس، اجواتھنٹ، لڑکے ہیروئن، ماں سٹار پلس میں گم، باپ پیسہ بنانے میں رہ گئے، ہر شخص خالی، تنہا کیا یہی ہے وہ ماڈرن ازم یا جدیدیت جس کے پیچھے سب ایک ریوڑ کی صورت بھاگے جا رہے ہیں۔ دیکھنے میں ماڈل لگنے والی لڑکی، جب بات کرتی ہے تو منہ باندھ دینے کو جی چاہتا ہے، جب کوئی معاملہ کرتی ہے یا کسی پیش آمدہ مسئلے کا حل نکالتی ہے تو جاہلوں سے بھی دو ہاتھ آگے۔ آزادی چاہئے لڑکوں کو بھی اور لڑکیوں کو بھی۔۔۔۔ کیا یہ مادر پدر آزادی ہو۔

ذرا کسی ڈکشنری میں ماڈرن ازم کی تعریف تو دیکھیں!

اصطلاحاً جدیدیت یہ ہے کہ آپ ان نظریات کے پیروکار ہوں جو فطرت انسانی سے قریب تر ہوں اور مروجہ حالات و معاملات سے مختلف ہوں لیکن ہمارے ہاں جدیدیت کیا ہے؟

نیا موبائل چاہئے کیونکہ یہ سٹیٹس سمبل کی بات ہے۔ آج کل اونچی قمیض کا فیشن ہے چاہے سجے نہ سجے آپ نے لینی ضرور ہے۔

آج کل یہ کلر ان ہے یہ گانا آؤٹ ہے! اور ذرا اخلاقیات کی طرف نظر دوڑائیں تو!

ساری دنیا فریبی مکار ہے؟ آپ بھی چالاکیاں سیکھیں گے!

ساری دنیا، غیبت کرتی ہے؟ آپ بھی کریں گے! ساری دنیا گرل فرینڈز اور بوائے فرینڈز بناتی ہے آپ کے نزدیک حرج بھی کیا ہے؟ کیوں؟

صرف اس لئے ناں کہ دنیا آپ کو 'پینڈو' نہ کہے تو آپ پھر ماڈرن تو نہ ہوئے آیئے تاریخ کے جھروکوں میں جھانکیں! قبائل قریش شدید گرمی کی شدت میں بے لباس ہو جاتے خواتین سر اور سینہ ڈھانپے بغیر گھر سے نکلتیں، جس کا جی چاہتا، جس عورت پر چاہتا جبر کرتا عاشقی کے قصے زبان زدِ عام۔

شاعری میں برائی پر فخر، بدی پر غرور، شراب۔۔۔ محبوب مشروب

ظالم طاقتور، مظلوم بے بس، پتھر خدا

یہی تھے ناں عرب! پھر اسلام آیا جدیدیت کا ایک انقلاب رونما ہوا۔ لوگ قبل اسلام کو زمانہ جاہلیت کہنے لگے۔ ذرا اس جدیدیت کے چند پہلوؤں پر نظر دوڑایئے اعلان ہوتا ہے!

اپنے سر ڈھانپ لو! (تو پھر ڈھانپنا فیشن ہوا یا کھولنا)

خواتین سر اور چہرہ ڈھانپ کر نکلیں (تو پھر پردہ فیشن ہوا یا بے پردگی)

لوگو! بے حیائی کے قریب نہ جاؤ، ظالم کی مدد کرنے والا بھی ظالم ہے۔

لوگو! بت ناپاک اور شراب حرام

سننے والے انگشت بدنداں رہ گئے قلب سلیم نے قبول کر لیا اور برائی کے دل نے ٹھکرا دیا۔ آیئے دوسری نگاہ آج کی دنیا کے 'مادی کعبہ' مغرب پر ڈالئے۔

آیئے مغرب کی جدیدیت کے پیروکار ہونے کا دعویٰ ہے تو پھر مذہب کہاں جائے گا جس کی بناء پر مغرب آپ کا دشمن ہے، جدیدیت اونچی قمیضوں اور کھلے پاجاموں کا نام نہیں بلکہ یہ سوچ کے زاویے بدلنے اور رویوں کی تبدیلی کا نام ہے یہ برائی اور اچھائی میں تمیز کرنے اور پھر شدید مخالفت کے باوجود اچھائی ہی کو اپنا لینے کا نام ہے۔

اصل میں ہر وہ کام جو نا صرف جبلت انسانی کے قریب تر ہو بلکہ تمام انسانوں کی فلاح کا حاصل ہو جدیدیت کی تعریف میں آتا ہے جدیدیت یہ نہیں ہے کہ آپ کتنی انگلش بولتے ہیں بلکہ یہ ہے کہ آپ کتنی شائستہ گفتگو کرتے ہیں۔

آیئے !آپ بھی اپنی سوچ کا زاویہ بدلیں اور جہاں ملیں کہ اسلام دنیا کا جدید ترین مذہب ہے، ساری جدیدیت، سراسر ماڈرن ازم اس کو اپنا لینے میں ہی ہے یہی وہ فلاح کی راہ ہے جو آخرت کو تو سنوارتی ہی ہے۔ دنیا کو بھی آسان بنادیتی ہے۔ یہی دینِ فطرت ہے اور جبلت انسانی سے قریب تر بھی۔

ذرا غور تو کریں! جب شیطان کے بہکاوے میں آکر انہوں نے پھل کھالیا اور بے لباس ہو گئے تو لگے اپنے آپ کو پتوں سے ڈھانپنے۔ کیا یہ جبلتِ انسانی حیا نہیں؟

اے لوگو! تجسس نہ کرو! غیبت نہ کرو نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں کیا یہ انسانی حقوق کی پاسداری نہیں؟

دوسروں کے گھروں میں جانے سے قبل اجازت لے لیا کرو۔ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں، فجر سے پہلے، ظہر کے بعد، عشاء کے بعد، ان میں آنے والا اجازت طلب کرلے۔ کیا یہ مغرب کا Law of Privacy نہیں ؟اے لوگو! جب باہر نکلا کرو تو اپنی اوڑھنیاں سر اور سینے پر لٹکا لیا کرو یہ زیادہ قریب ہے کہ تم ستائی نہ جاؤ۔ اے مردو! اپنی نگاہیں جھکا کر رکھو۔ کیا انفرادی آزادی اور انفرادی حقوق کی پاسداری نہیں؟

اے لوگو! عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو عورتوں کے لیے ترکہ میں حصہ ہے، عورتوں کو ان کے اعمال کے مطابق کیا یہ حقوق نسواں نہیں۔ اے ابو بکر انہیں گانے دو کہ یہ خوشی کا دن ہے۔ اللہ نے تمہارے لیے خوشی کے دن بنائے ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔

کیا یہ تفریح کی آزادی نہیں ؟اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے اُجڑے حال ایک شخص کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ کیا اس کے پاس صابن نہیں تھا کہ کپڑے دھو لیتا، یا کنگھی نہیں تھی کہ بال سنوار لیتا اگر میری امت پر گراں نہ ہوتا تو میں ہر وضو سے پہلے مسواک کا حکم دیتا۔ کیا یہ سجنے سنورنے کی آزادی نہیں؟ پھر\ اگر یہ سب سچ ہے اور یقیناً ہے تو آپ کس سراب کے پیچھے بھاگ رہے ہو۔

آیئے ! اسلام کی طرف یا اس جدیدیت کی طرف جو دور اسلام کی تاریکی میں سحر کا استعارہ ہے ورنہ شاید جہالت کی یہ دوڑ ایسے اندھے کنویں میں جا دھکیلے کہ واپسی کا راستہ نہ ہو وہ کہیں گے ،اے ہمارے رب ! ہمیں ایک دفعہ واپس دنیا میں بھیج ہم نیک اعمال کریں گے لیکن وہاں سے واپسی نہیں۔

## ”ذمہ داریوں کا احساس“

لو جی۔۔۔۔۔۔۔کر لو کمائیاں سارے کام ہی اچھے ہو جائیں گے۔

اب،بس،یہی مسئلہ رہ گیا تھا جو ہونا باقی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔یہ کچھ ایسے جملے ہیں جو عموماً اس وقت ہماری سماعت میں آتے ہیں جب گھر کی بجلی اچانک غائب ہو جاتی ہے۔ظاہر ہے جب آپ کے کام صرف ایک بجلی کے چلے جانے سے رک جائیں تو کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔جی جی میں جانتی ہوں کہ آپ کیا سوچ رہے ہوں گے کہ اب کہاں ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ہر جگہ ایسی ایجادات ہیں کہ وہ لوڈ شیڈنگ سے مقابلہ کرتی ہیں۔مگر جناب ۔۔۔۔۔۔آہ۔۔۔۔۔افسوس۔۔۔۔۔۔۔میں تو ان لوگوں کہ گھروں کا حال بیان کر رہی ہوں جو ان ایجادات سے مستفید نہیں ہیں۔

یہ مسئلہ کب ختم ہوگا؟کوئی جواب؟اس کا جواب آپ ہی کے پاس ہے۔ جی ہاں آپ کے پاس سوچیئے۔۔۔۔۔۔سوچیئے۔۔۔۔۔ارے ذرا دماغ پر زور تو دیجیئے۔اگر نہیں تو میں آپ کو اس کا جواب دیتی ہوں ۔حکومت نہیں ۔۔۔۔۔۔نہیں سارا قصور صرف حکومت کا نہیں ہے جناب زرا خود کی طرف بھی توجہ فرمائیں۔دفتروں میں کام کرنے والوں،سکولوں،کالجوں،یونیورسٹیوں، مدارس،دکاندار، گھر والے،مختلف اسٹیشنوں پر کام کرنے والے لوگ۔۔۔۔۔۔کیا آپ بجلی کا استعمال ایمانداری سے کر رہے ہیں؟اللہ کو حاضر ناظر جان کر جواب دیجیئے۔میں دیتی ہوں اس کا جواب ”نہیں“۔۔۔۔کیا دن میں کسی دفتر یا کسی بھی جگہ پر سورج کی روشنی موجود نہیں ہوتی۔کیا اللہ کا نظام نہیں چل رہا۔کیا اللہ اپنی رحمت سے ہمکنار نہیں کر رہا۔کیا جو اینٹوں کی دیوار جس پر اتنا سرمایہ لگا دیا ہے اس کے اندر سورج کی روشنی نہیں پہنچ رہی۔اے اشرف المخلوقات روشنی پہنچتی

ہے۔ہر جگہ پہنچتی ہے۔ذرا نظر کو گھما۔تو پھر دن میں بجلی کا استعمال کیوں ؟ذرا دماغ پر زور تو دے۔مختلف راہ داریوں میں بجلی کا استعمال کیوں۔وہاں دن تو کیارات کے وقت بھی کوئی کام نہیں کرتا۔اور کچھ لوگ توماشاءاللہ اللہ انہیں ہدایت دے۔جان بوجھ کر بجلی کو ضائع کرتے ہیں۔اور اگر کہیں یہ سوال اٹھایاجارہاہے کہ کیسے پہنچے تو جناب ذرا یہ اپنی کھڑکی جو کہ آدھی دیوار پر بنی ہوتی ہے۔اس پر سے پردہ تو ہٹاؤتو دیکھ پوراکمرہ کیسے روشن ہوتاہے۔کہنے کو میرے پاس بہت کچھ ہے۔مگر اجازت صرف اتنے ہی الفاظ کی تھی۔بس اتنا کہوں گی صرف غور کریں بجلی توتب بھی ضائع ہوتی ہے جب پانی ضائع ہوتاہے۔

اور کسی چیز کا بے جااستعمال تواللہ کو بھی پسند نہیں۔چیز کواتنااستعمال کرو جتنی ضرورت ہے۔ورنہ اہمیت کا پتہ توتب چلتاہے جب وہ نہیں ہوتی۔اور ایسے الفاظ کااستعمال کرناپڑتاہے۔جیسے الفاظ کاانتخاب میں نے آغاز میں کیاہے۔

******

# انسانی بدن کے حیرت انگیز حقائق

(حافظہ عصمت بی بی، سال اول صبح، رولنمبر 44)

نمازِ فجر کے بعد جب تھوڑی تھوڑی روشنی ہونے لگے تو بہت سہاناوقت ہوتاہے اس سے بہت سے لوگ ورزش بھی کرتے ہیں تا کہ تندرست وتوانارہ سکیں۔

مگر کبھی آپ نے انسانی جسمانی ساخت پر غور کیا؟

اس بات پر بھی کہ جس جسم کوآپ توانارکھنا چاہتے ہیں اللہ عزوجل نے اس میں کیا کیا چیزیں رکھی ہیں؟؟

اگر ہم اس پر غور کریں تو حیران رہ جائیں گے۔

## انسانی جسم کی دلچسپ معلومات:

## چربی:

یہ توآپ جانتے ہی ہیں کہ انسانی جسم میں چربی بھی ہوتی ہے۔ لیکن یہ کتنی ہوتی ہے؟؟

سائنس کی روسے انسان کے جسم میں اتنی چربی ہوتی ہے کہ اس سے تقریباًچار پونڈ صابن تیار ہوسکتاہے

## فولاد:

انسانی بدن میں اتنافولاد ہوتاہے کہ اس سے درمیانے درجے کے سات کیل تیار ہوسکتے ہیں۔

## حرارت:

انسانی جسم میں اتنی حرارت ہوتی ہے کہ اس کے ذریعے ایک وقت میں چائے کی تین پیالیاں تیار کی جاسکتی ہیں۔

## چھینک:

جب انسان چھینکتاہے ہے تواس میں ہواکی رفتار سو میل فی گھنٹہ ہوتی ہے۔

## انسانی خون کی گردش:

میرے ناقص مطالعہ کے مطابق انسان کے جسم میں خون کا ایک قطرہ پچاس سال تک تقریباً بیس میل کا سفر طے کرتا ہے۔

## مرد کی داڑھی:

یہ داڑھی ایک سال میں تقریباً سولہ انچ کے حساب سے بڑھتی ہے۔

## ہڈیاں:

انسانی ہاتھ میں کل ستائیس ہڈیاں ہوتی ہیں۔ انسانی سر میں ہڈیاں ہوتی ہیں۔انسانی ٹانگ میں اکتیس ہڈیاں ہوتی ہیں۔انسانی جسم میں کل دو سو چھ ہڈیاں ہوتی ہیں۔

## مسام:

ایک اندازے کے مطابق انسانی جسم میں کل پچیس لاکھ مسام ہوتے ہیں۔

## ناخن بڑھنے کی رفتار:

انسانی ناخن روزانہ اوسطاً اعشاریہ ایک ملی میٹر کے حساب سے بڑھتے ہیں۔

## جلد:

انسانی جلد کا وزن پورے جسم کے وزن کے سولہ فیصد ہوتا ہے۔

## بدن میں پانی:

جس طرح دنیا میں سات حصے پانی ہے۔اسی طرح اگر ہم انسانی جسم کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے جسم کا 65 فیصد حصہ پانی پر مشتمل ہوتا ہے۔

## اللہ کی قدرت:

پھیپھڑے جنہیں انگریزی زبان میں Lungs کہتے ہیں۔ دو ہوتے ہیں۔ دونوں کا ایک ہی کام ہے لیکن انسان کے دونوں پھیپھڑوں میں دائیں طرف والا پھیپھڑا بڑا ہوتا ہے۔

## توانائی:

انسانی جسم میں اتنی توانائی موجود ہوتی ہے کہ اگر اس کو برقی توانائی میں تبدیل کیا جائے تو اس سے ساٹھ وولٹ کا بلب 22 منٹ تک روشن کیا جاسکتا ہے۔

******

# مستقبل کی معمار

(صباء خانم، ایم۔اے سال دوم)

اکثر خواتین جب اپنا تعارف کرواتی ہیں تو کہتی ہیں کہ میں ہوں۔

میں کہتی ہوں کہ وہ کیا ہوتی ہیں؟ تو جواب ملتا ہے کہ وہی جو سارا دن گھر میں ہوتی ہے اور کبھی کچن، کبھی کپڑوں، کبھی ماسی اور اکثر بچوں کو سنبھالنے میں مصروف رہتی ہے۔ جو ادھر سے ادھر دن بھر بھاگتی رہتی ہے۔ میں نے کہا اس تعریف کے اعتبار سے تو یہ کوئی ہاوس فلائی جیسی لگ رہی ہے۔

آپ اپنے تعارف میں یہ کیوں نہیں کہتی کہ میں ہوں، میں وہ عظیم کام کر رہی ہوں جس میں کوئی چھٹی نہیں ہوتی، نہ کوئی Annual Leave نہ Casual Leave، نہ کوئی Medical Leave, اور نہ ہی کوئی Nation Builder Leave۔ میں وہ ہوں جو عمر بن عبدالعزیز، محمد بن قاسم، صلاح الدین ایوبی، طارق بن زیاد، سلطان فاتح، نور الدین زنگی، امام بخاری، امام ابو حنیفہ، ٹیپو سلطان، شیر شاہ سوری، علامہ اقبال، محمد علی جوہر، غازی علم الدین، ڈاکٹر امجد ثاقب، ڈاکٹر عبدالباری خان اور ایسے ہزاروں لوگوں کے پیچھے ہوتی ہے۔

جسکی قربانیوں اور مشقتوں کے بغیر ایسے گوہروں سے ہم نہ فائدہ اٹھا پاتے نہ روشناس ہوتے۔ ہم ان میں سے کسی کی بھی ماں کا نام شاید نہیں جانتے لیکن آپ کا کیا خیال ہے وہ خواتین جو ان اور ان جیسے عظیم لوگوں کی مائیں اور بیویاں اور Contribution، خواتین کا ماں ہونا، بیوی ہونا، بیٹی ہونا، اور بہن ہونا کوئی چھوٹی بات نہیں بہت بڑی بات ہے۔

اتنی بڑی بات کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انکے لئے اپنی چادر بچھا دیا کرتے تھے۔ اللہ ہمیں اپنے مقام و مرتبے کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

******

# حدیث قدسی

ایک تیری چاہت ہے ایک میری چاہت ہے ہو گا وہی جو
میری چاہت ہے پس سپرد کردے خود کو جو میری چاہت ہے

کونسی دعا تھی۔۔۔ کونسی التجا تھی۔۔۔ کونسی منت سماجت تھی جو
میں نے اپنے رب کے گوش گزار نہ کی۔۔۔۔ وہ کونسے واسطے تھے
جو میں نے اپنے رب کو نہ دیئے؟ کیا میں نے اسکو اسکے رب ہونے کا واسطہ نہ دیا تھا۔۔۔ میں نے ہر وہ فریاد کی تھی جو میں کرسکتی تھی۔۔۔

مشہور مقولہ ہے:

یہ دنیا امید کے سہارے قائم ہے۔ایسی ہی ایک امید ابھی میرے اندر بھی زندہ تھی۔

کہ شاید میری ماں کے اس خاکی جسم میں دوبارہ روح پھونک دی جائے۔۔۔ جنازہ اُٹھنے سے پہلے تک۔۔۔۔ شاید میرے کان وہ پیاری آواز دوبارہ محسوس کرسکیں شاید! زندگی بخش دی جائے۔ مگر اب کچھ نہ ہو سکتا تھا۔۔۔ یہ اللہ کا فیصلہ تھا اور مجھے من وعن تسلیم کرنا تھا۔

کیا اللہ نے مجھے موت سے غافل کیا تھا؟ نہیں؟ ہر گز نہیں۔۔۔ بلکہ زندگی کی بہاروں نے مجھے خود بھلادیا تھا کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے۔۔۔۔ میں نے فراموش کیا تھا موت؟ میں کہیں بھول گئی تھی کہ موت تو ہر لمحہ میرے کندھوں پر سوار ہے۔ میں مسلمان ہوں میرا تو کامل یقین ہے کہ ہر انسان نے اس دنیا کو چھوڑ کر اللہ کی طرف پلٹنا ہے۔

پھر میں کیسے غافل رہ گئی؟ ہاں! مجھے دنیا کی رنگینیوں نے موت کی حقیقت سے نہ آشنائی کروائی تھی۔۔۔
ورنہ میرا رب تو ہر لمحہ منادی دیتا ہے۔۔۔ آؤ میری طرف پلٹ آؤ۔۔۔ تمھاری خلاصی تو موت ہے بس۔۔۔ اور

اصل زندگی تو مر کر جی اُٹھنے کی بعد ہے۔۔۔!

اس وقت مجھے احساس ہوا کہ انسان کی وقعت مٹی سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے۔

اللہ فرماتے ہیں:

''ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے اور باقی رہنے والی ذات بس اللہ کی ہے''

میری والدہ کا چلے جانا کیا بے مقصد تھا؟ ہر گز نہیں؟ بلکہ اس میں اللہ کی حکمت تھی۔۔۔ کہ اے میرے بندو! مجھ سے غافل نہ رہو۔۔۔ میں نے کسی کو بھی بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ اور مسلمان کو اپنی اصلیت سے ہر گز غافل نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر لمحے اپنی موت کی تیاری پر کمر بستہ رہنا چاہیے۔ ہمیں ہر وقت اپنی موت کو یاد کرنا چاہیے اور اسکی تیاری کرنی چاہیے۔۔۔

میری یہ تحریر لکھنے اور ذاتی تجربہ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ مجھ سمیت میرے تمام قارئین کو ہر وقت اپنی موت کو یاد رکھنا چاہیے اور سب سے زیادہ اس کیلئے تیاری اور عمل کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ اللہ سب کی ماؤں کو سلامت رکھے۔ جن کی ماں حیات ہے اللہ انھیں انکی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور جن کی مائیں اس دنیا سے پردہ فرما چکی ہیں اللہ ان کے درجات بلند فرمائے۔ میری والدہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھے گا۔

تا حیات تیری دید کو ترسیں گی نگاہیں
یوں تیرے بچھڑ جانے کا وہم و گماں بھی نہ تھا

******

# بروایت حضرت ثوبانؓ

(ارم کلیم، ایم اے سال اول صبح، رولنمبر 97)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

*تقدیر کو کوئی چیز نہیں بدلتی مگر دعاء۔

*عمر کو کوئی چیز نہیں بڑھاتی مگر نیکی

*انسان کو روزی سے محروم نہیں کیا جاتا مگر اسکے گناہ کی وجہ سے جس کا اُس نے ارتکاب کیا۔

## چینی مثال(China)

*اگر ایک سالہ منصوبہ ہو تو چاول کاشت کرو

*اگر دس سالہ منصوبہ ہو تو درخت لگاؤ

*اگر سو سالہ منصوبہ ہو تو بچوں کی پڑھاؤ

******

# اللہ اور بندے کا تعلق

(غلام فاطمہ، ایم اے سال اول، رولنمبر 54)

میں نے کہا: تھک چکی ہوں

جواب آیا: اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ (سورۂ زمر: 53)

میں نے کہا: کوئی بھی میرے دل کی بات نہیں جانتا؟

جواب آیا: اللہ انسان اور اسکے قلب کے بیچ حائل ہے۔ (سورۂ الانفال: 24)

میں نے کہا: تیرے سوا میرا کوئی نہیں؟

جواب آیا: ہم گردن کی رگوں سے بھی انسان کے قریب تر ہیں۔ (سورۂ ق: 16)

میں نے کہا: لیکن لگتا ہے تو مجھے بھول ہی گیا ہے؟

جواب آیا: مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا۔ (سورۂ البقرہ: 152)

میں نے کہا: کب تک صبر کرنا پڑے گا مجھے؟

جواب آیا: تم کیا جانو شاید وعدے کا وقت قریب ہی ہو۔ (سورۂ الاحزاب: 63)

میں نے کہا: تو بہت بڑا ہے اور تیری قربت مجھ نہایت چھوٹے کیلیے بہت ہی دور ہے، میں اس وقت تک کیا کروں۔

جواب آیا: تم وہی کرو جو میں کہتا ہوں اور صبر کرو تا کہ خدا خود ہی حکم جاری کر دے۔ (سورۂ یونس: 109)

میں نے کہا: تو بہت پر سکون ہے! تو رب ہے تیرا صبر و تحمل ہی کبریائی ہے۔ جبکہ میں تیری بندی ہوں اور میرے صبر کا ظرف بہت ہی چھوٹا ہے تو ایک اشارہ کر دے کام تمام ہے۔

جواب آیا: شاید تم کسی چیز کو پسند کرو اور تمھاری مصلحت اس چیز میں نہ ہو۔ (سورۂ البقرہ: 216)

میں نے کہا: میں تیری کمزور اور ذلیل بندی ہوں تو مجھے کیونکر اس حال میں چھوڑ سکتا ہے۔

جواب آیا: خداانسان پر بہت ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔(سورۂ البقرہ:143)

میں نے کہا: گھٹن کا شکار ہوں؟

جواب آیا: لوگ کن چیزوں پر دل خوش رکھتے ہیں ان سے کہہ دو کہ اللہ کے فضل و رحمت پر خوش رہا کریں۔(سورۂ یونس:58)

میں نے کہا: چلیے میں مزید پروانہیں کرتی ان مسائل کی! توکلت علی اللہ

جواب آیا: اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔(سورۂ الاعمران:159)

میں نے کہا: بندے ہیں تیرے مالک!!! لیکن اس بار

جواب آیا: خیال رکھنا

بعض لوگ صرف زبان سے خدا کی بندگی کرتے ہیں اگر انھیں کوئی خیر پہنچے تو امن و سکون محسوس کرتے ہیں۔ اگر آزمائش میں مبتلا کیے جائیں تو روگرداں ہو جاتے۔(سورۂ الحج:11)

******

# گناہوں کی بخشش کے لیے (استغفارات)

(نام نامعلوم)

1۔ حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار ''**استغفر اللہ**'' کہتے۔(سورۃ النور:39 )

2۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدہ میں اکثر یہ فرماتے تھے

**''سبحانک اللھم ربنا و بحمدِ ک اللھُم اغفرلی''(صحیح مسلم : 1085)**

3۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ سجدہ میں یہ دعا کرتے

**''اللھم اغفرلی ذنبی کلہ دقہ وجلہ و اولہ و آخرہ و علانیتہ و سعرہ''( صحیح مسلم : 10:85)**

4۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ

گنا جاتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہر مجلس سے اُٹھنے سے پہلے سو بار فرماتے تھے

**''رب اغفرلی وتُب علی انک انت التواب الغفور''( سنن الترمذی : 34:34)**

5۔ حضرت زیدؓ نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو شخص یوں کہتا ہے

**''استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ''**

''تو اس کو بخش دیا جاتا ہے اگرچہ وہ جہاد سے بھی بھاگا ہو۔''(سنن ابی داؤد:1517)

6۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دعا کیا کرتے تھے

**''اللھم اغفرلی خطیتی و جھلی و اسرافی فی امری۔''( صحیح البخاری :6399)**

7۔ حضرت فضالہ بن عُبیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

''انسان جب تک اللہ سے استغفار کرتا ہے اس وقت تک اللہ کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے''

## "مقبول دعائیں"

1۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مجھے یہ کہنا **سبحان اللہ والحمد اللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر** ان تمام چیزوں سے زیادہ پسند ہے جن پر سورج نکلتا ہے۔ (صحیح مسلم:6847)

2۔ حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ذوالنون کی دعا جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں پڑھی یہ ہے کہ

**"لا الہ الا انت سُبحانک انی کنت من الظالمین"**

"جس نے کسی بات کو اس دعا کے ساتھ مانگا، اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی"

(سنن الترمذی:3505)

3۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا تو ایک شخص نے دعا کرتے ہوئے کہا

**یا بدیع السموت یا حی یا قیوم انی اسئلک**

تو آپ ﷺ نے فرمایا

"کیا تم جانتے ہو کہ اس نے کس چیز کے ساتھ دعا کی؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اللہ کے اس نام کے ساتھ دعا کی ہے جس کے ساتھ دعا کی جائے تو قبول کی جاتی ہے"

(الادب المفرد صحیح البخاری:705)

******

# تقویٰ کیا ہے؟

(نام نامعلوم)

تقویٰ کی بہترین تعریف وہ ہے جو حضرت ابی بن کعبؓ نے حضرت عمرؓ کے دریافت کرنے پر بیان فرمائی۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے ان سے پوچھا کیا آپ کبھی کانٹوں والے راستے پر نہیں چلے؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا ''کیوں نہیں''

توانہوں نے پوچھا ''اس وقت تمہارا عمل کیا ہوتا ہے؟''

حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ ''میں اپنے کپڑے سمیٹ لیتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ میرا دامن کانٹوں میں نہ اُلجھ جائے۔''

حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا ''یہی تقویٰ ہے''۔

**تقویٰ کا مرکز:**

تقویٰ کا اصل مرکز دل ہے البتہ اس کا اظہار مختلف اعمال کے ذریعے ہوتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "التقوی ھاھُنا" ''تقویٰ یہاں ہے''(صحیح مسلم)

یعنی تقویٰ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا وہ احساس ہے جو انسان کو اللہ کی نافرمانی سے باز رکھتا ہے اور خیر و بھلائی کی طرف لے جاتا ہے جس کا اثر انسان کے دل اور دماغ پر ہوتا ہے جو بات چیت، چال ڈھال میں نظر آتا ہے مال، اولاد، زوج اور زندگی کے دوسرے معاملات، تعلقات اور رویوں کو اللہ کی مرضی کے مطابق کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے اس احساس کے ساتھ زندگی گزارنے والے افراد متقین کا درجہ پاتے ہیں جو دنیا اور آخرت میں کامیابی کا مقام ہے۔

**متقین کا مقام**

**1۔ دنیا میں عزت**

ارشادِ باری تعالیٰ ہے **"ان اکرمکم عند اللہ اتقا کم " (الحجرات)**

بے شک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے متقی ہے" "

**2۔آخرت میں بلند مقام**

ایک جگہ ارشاد فرمایا **"ان المتقین فی جنت و نھرہ فی مقصد صدق عند ملیک مقتدر"۔(القمر:55,54)**

ترجمہ:" بے شک متقی لوگ باغات اور نہروں میں ہوں گے ذی اقتدار بادشاہ کے پاس سچائی کی مجلس میں۔

**تقویٰ میں اضافہ کرنے والے اعمال:**

1. پانچ نمازیں اول وقت میں خشوع و خضوع سے ادا کرنا
2. نمازِ تراویح اور دیگر نوافل کا اہتمام کرنا
3. قرآن کی تلاوت زیادہ سے زیادہ کرنا
4. اپنے لیے اور دوسروں کے لیے خوب دعائیں کرنا
5. کثرت سے استغفار کرنا
6. روزمرہ کے کاموں کے دوران اللہ کا ذکر جاری رکھنا
7. درسِ قرآن کی مجلس میں شرکت کرنا
8. اچھی کتب کا مطالعہ کرنا
9. اللہ کی محبت میں پوشیدہ صدقہ کرنا
10. نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا
11. اپنے غصہ پر قابو رکھنا
12. لوگوں کی زیادتیوں کو معاف کرنا

**تقویٰ میں کمی کرنیوالے اعمال**

1. لڑائی جھگڑا کرنا
2. غیبت و چغلی میں شامل ہونا
3. فتنہ و فساد کا حصہ بننا
4. بد گمانی اور تجسس کرنا
5. جھوٹ اور بہتان تراشی کرنا
6. بد زبانی و گالی گلوچ سے زبان کو آلودہ کرنا
7. فحاشی و بے حیائی کے کام کرنا
8. دل میں کینہ اور حسد رکھنا
9. بغض و عناد کو دل میں جگہ دینا

**حصولِ تقویٰ کی دعائیں**

**الھم انی اسلک الھدی و التقی والعفاف و الغنی (صحیح مسلم)**

ترجمہ: "اے اللہ! بے شک میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں"۔

**اللھم ات نفسی تقوھا و زکھا انت خیرو من زکھا انت ولیھا و مولھا(صحیح مسلم)**

ترجمہ: اے اللہ! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اور اسکو پاک رکھ، تو ہی اس کو بہترین پاک رکھنے والا ہے تو اس کا ولی اور مولیٰ ہے۔

خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا

خبردار! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی، کسی گورے کو کسی سیاہ پر اور سیاہ کو کسی گورے پر تقویٰ کے بغیر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔

******

# نماز کے طبّی فوائد

(حافظ مبین احمد،بی ایس،BS-16-08)

نماز اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ہے اور قرآن مجید اس کو مومنوں کی معراج سے تعبیر کرتا ہے۔ نماز کا اولین مقصد عبادت ہے مگر اس میں ان گنت ضمنی فوائد بھی مضمر ہیں۔ نماز نہایت آرام واطمینان اور قلبی وجسمانی سکون کے ساتھ ادا کرنی چاہیے۔ جو لوگ اس کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی کرتے ہیں۔ قرآن کریم ان کو منافق سے تعبیر کرتا ہے۔

''منافق خدا کو دھوکا دینا چاہتا ہے'' کہ یہ لوگ خود دھوکے میں مبتلا ہیں۔ان کی حالت یہ ہے کہ :
جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں(جیسے کوئی مارے باندھے کھڑے ہو جائے۔) محض لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھتے ہیں اور بالکل ہی کم اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

دوسری طرف اس سے بھی سخت الفاظ میں فرمایا:

''ان لوگوں کی حالت حد درجہ افسوسناک ہے جو اپنے سے بے خبر بے نیاز ہیں۔وہ جو دکھلاوے کی نماز پڑھتے ہیں۔ گویا ان لوگوں کا طرزِ عمل نہایت ہی افسوسناک ہے۔ جو نماز کی تمام کیفیات سے غافل اور بے پرواہ ہیں۔ نہ انکو اسکے روحانی فوائد سے کوئی غرض ہے۔ نہ جسمانی اعتبار سے صحت مند فوائد سے کوئی واسطہ !!

نماز کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی ملاحظہ فرمایئے۔آپؐ نے فرمایا:

''بے شک نماز میں شفا ہے۔''

ایک اور مرتبہ آپؐ نے فرمایا:

''بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔''

**مطلب:**

اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں جہاں روحانی فرحت اور اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ وہاں اس میں جسمانی صحت کے راز بھی مضمر ہیں۔ اسکے تمام ارکان اگر اچھی طرح اور باقاعدگی کے ساتھ ادا کئے جائیں۔ تو اس سے کئی جسمانی بیماریوں سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

**طبّی نقطہ:**

طبّی نقطہ سے کولیسٹرول (Cholesterol) یعنی چربی کو جو کہ شریانوں میں تنگی پیدا کرتی ہے۔ کم کرنے کا سب سے بہتر ذریعہ ورزش ہے۔ اور اس ورزش میں باقاعدگی بہت ضروری ہے۔ بلکہ اس سے اصل مقصد اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے۔ جب یہ دن میں کئی بار کی جائے۔ کیونکہ ہم دن میں جتنے بار کھانا کھاتے ہیں۔ اتنی ہی بار:

''کولیسٹرول کی مقدار ہمارے خون کی سطح سے بلند ہو جاتی ہے''۔

اور خون گاڑھا ہو جاتا ہے۔ اور یہی وقت ہے جبکہ چربی شریانوں میں بیٹھتی ہے۔ اگر یہ اچھی طرح جم جائے تو اس کا اکھڑنا نہایت دشوار ہو جاتا ہے۔ عام طور پر اتنی زیادہ اور اتنی بار ورزش سوائے ان لوگوں کے جو مزدوری یا کاشت کاری اور کھیتی باڑی وغیرہ کرتے ہیں۔ بالکل ناممکن ہے۔ اتنی دفع ہلکی پھلکی ورزش صرف اور صرف نماز ہی سے ممکن ہے۔

''اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کر کے ہم پر بہت احسان کیا ہے''

نماز جہاں ہمیں روحانی علاج اور طمانیت قلب عطا کرتی ہے اور برائیوں سے نکال کر پاکیزگی کے دائرے میں داخل کرتی ہے۔ وہاں یہ جسمانی صحت کیلئے بھی مفید و معاون ہے۔ جسم کو چاک و چوبند رکھنے اعصابی تکلیفوں اور جوڑوں کی بیماریوں سے بچانے اور غذا ہضم کرنے میں نماز بہت موثر کردار ادا کرتی ہے۔ علاوہ ازیں صحت جسمانی کیلئے نماز کا ایک فائدہ یہ ہے کہ

''نماز کا ایک فائدہ یہ ہے کہ کولسٹرول یعنی چربی کو کم کرنے کا کسی حد تک باعث بنتی ہے''۔

آگے چل کر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ نماز کس طرح مختلف امراض خاص کر دل کے درد، فالج سے ہمیں بچاتی ہے۔ مناسب ہوگا کہ یہاں یہ طبّی نکتہ سمجھ لیا جائے کہ دل کا دورہ اگر ساٹھ سال کی عمر کے بعد پڑے تو عموماً زیادہ خطرناک نہیں ہوتا۔ کیونکہ عمر کے تقاضے سے جوں جوں دل کی اپنی شریانیں تنگ ہونا شروع ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ ساتھ نئی شریانیں نکلنے لگتی ہیں۔ جو بوقت ضرورت خون کی فراہمی میں مدد دیتی ہے۔ اسے امدادی دورانِ خون کہتے ہیں۔ اسلئے عالم پیری میں دل کے درد زیادہ خطرناک نہیں ہوتے۔ آجکل چند وجوہات کی بناء پر جن کا ذکر بعد میں ہوگا۔ کم عمری میں ہی شریانیں تنگ ہو جانے کی وجہ سے دل کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔ اس عمر میں دل کا دورہ زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ کیونکہ نئی امدادی شریانیں ابھی نکل نہیں پاتی۔ ان شریانوں کو نکالنے کے لئے متوازن روزمرہ ورزش کی ضرورت ہے۔ جو کسی قدر نماز میں بصورت عبادت موجود ہے۔ مجھے یقینِ واثق ہے کہ صحیح طور پر نماز قائم کرنے سے ہماری نوجوان نسل میں دل کے دوروں کا رجحان کم ہو سکتا ہے۔ اگر یہ دورہ خدانخوستہ پڑھ جائے تو جونہی معالج مریضوں کو چلنے پھرنے کی اجازت دے اسے نماز قائم کرنی چاہیے۔ اور آہستہ آہستہ کثرت سے نوافل پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ یہاں یہ بات عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیئے زیادہ سے زیادہ نوافل پڑھنے چاہیے۔ اس سے روحانی وجسمانی دونوں مفاد حاصل ہوتے ہیں۔ اگر آپ غور فرمائیں۔ تو نمازوں کی ترتیب سے منشائے الٰہی کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً جب معدہ خالی ہوتا ہے تو رکعتوں کی تعداد کم ہوتی ہے۔ جیسے فجر۔ عصر اور مغرب کی نمازیں۔ مگر جب کھانے کے بعد نماز کا وقت ہوتا ہے تو رکعتیں زیادہ ہو جاتی ہیں جیسے کہ ظہر و عشاء کی نمازیں۔ کیونکہ کھانے کے بعد خون میں کولیسٹرول زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور اگر دورانِ خون سست ہو تو خون کی نالیوں میں کاس کے بیٹھنے کے امکانات زیادہ ہو جاتے ہیں۔ لٰہذا ورزش ہی اس کا مداوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہ رمضان میں افطاری کے بعد عشاء میں تراویح کا اضافہ کیا گیا ہے کیونکہ روزہ افطار کرنے کے بعد عموماً زیادہ کھانا کھایا جاتا ہے۔

اگر عبادت کی شکل میں ورزش کی صورت قائم نہ رہے تو سوتے ہوئے خون مین کولسٹرول کی زیادتی کی وجہ سے شریانوں میں گاد کے بیٹھنے کا زیادہ امکان ہے۔

نماز اگر صحیح انداز سے ادا کی جائے تو ہر عمر کے مردوزن کیلئے عبادت کیساتھ نہایت متوازن اور مناسب ورزش کا کام دیتی ہے۔ اگر ہم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات اور عمل کے مطابق صحیح طریقہ سے نماز ادا کریں۔ تو جسم کا کوئی اعضاء، عضو ایسا نہیں جس کی احسن طریقے سے ہلکی پھلکی ورزش نہ ہو جائے۔ عضلات کی حرکت ان کی صحت اور دورانِ خون کے لیے ضروری ہے۔ نماز کی مختلف حالتوں میں جو جو ورزش ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

**تکبیر:**

تکبیر کہتے وقت کہنی کے سامنے کے عضلات اور کندھے کے عضلات حصہ لیتے ہیں۔

**اقامت:**

''ہاتھ باندھتے وقت کہنی کے آگے کھینچنے والے پٹھے اور کلائی کے آگے اور پیچھے کھینچنے والے پٹھے حصہ لیتے ہیں۔ جبکہ باقی جسم کے پٹھے سیدھا کھڑے ہونے کی حالت میں اپنا معمول کا کام ادا کرتے ہیں۔''

**رکوع:**

''گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر کمر کو جھکانے کی حالت کو رکوع کہتے ہیں۔ اس حرکت میں جسم کے تمام پٹھوں کی ورزش ہوتی ہے۔ اس میں کولہے کے جوڑ پر جھکاو ہوتا ہے۔ جبکہ گھٹنے کے جوڑ سیدھی حالت میں ہوتے ہیں۔ کہنیاں سیدھی کھینچی ہوئی ہوتی ہے۔ اور کلائی بھی سیدھی ہوتی ہے۔ اور انکے پٹھے چست حالت میں رہتے ہیں۔ جبکہ پیٹ اور کمر کے پٹھے جھکتے اور سیدھے ہوتے وقت کام کرتے ہیں۔''

**سجدہ:**

سجدے میں کولہے، گھٹنے، ٹخنے اور کہنیوں پر جھکاؤ ہوتا ہے۔ جبکہ ٹانگوں ورانوں کے پیچھے کے پٹھے اور کمر و پیٹ کے پٹھے کھینچے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسکے ساتھ ساتھ کلائی کے پیچھے کے عضلات بھی کھینچے ہوئے ہوتے ہیں۔
دماغ عام حالت میں بیشتر وقت دل کی پمپ سے اونچا رہتا ہے۔ اسلئے دماغ میں خون کی سرایت قدرے مشکل ہوتی ہے۔ مگر سجدے میں دماغ دل سے نیچے ہوتا ہے۔ اسلئے اس حالت میں اسکو خون بآسانی اور باافراط پہنچتا ہے۔ جتنا لمبا سجدہ ہوگا اتنا ہی زیادہ خون دماغ کو پہنچے گا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طویل سجدوں کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

**سلام:**

سلام پھرتے وقت گردن کے دائیں اور بائیں طرف کے پٹھے کام کرتے ہیں۔

**باجماعت نماز:**

نماز باجماعت کی بناء پر ایک نمازی کو دن میں پانچ مرتبہ باقاعدگی کے ساتھ مسجد کی طرف جانا پڑتا ہے۔ اسطرح جسم کے تمام اعضاء کی ورزش ہوتی رہتی ہے۔ مسجد کی نیک فضاء میں اپنے ہم عمر و غمگسار احباب سے گفت و شنید و دیگر مشغولیت۔ بوڑھے اور ضعیف لوگوں کی طمانیت کا موجب بنتی ہے۔ اور ان کے وقت کا بہترین مصرف ہے۔ اسکے مقابلے میں مغربی سوسائٹی میں ضعیف لوگوں کی قیام گاہوں کی کسمپرسی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔

''درحقیقت یہ دنیا میں دوزخ کا نمونہ پیش کرتی ہے''

جبکہ ہمارے بزرگ بار بار مسجد میں جاکر جو ذہنی اور جسمانی سکون حاصل کرتے ہیں۔ دنیا کی کوئی اقامت گاہ اس کی نظیر پیش نہیں کرسکتے۔ اسطرح باجماعت نماز نے مسلم سوسائٹی کو ضعیف العمری کی اقامت گاہوں سے بے نیاز کردیا ہے۔

******

# تعجب ہے چار قسم کے آدمیوں پر جو چار باتوں سے غافل ہیں

(شمع احمد،ایم۔اے سال اول صبح)

حضرت امام جعفر الصادقؑ ایک مرتبہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ ان سے علمی استفادہ کیلئے آئے،آپ نے لوگوں سے کہا کہ مجھے تعجب ہے چار قسم کے آدمیوں پر جو چار باتوں سے غافل ہیں۔

مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو مصیبت میں پھنسا ہوا ہو اور ''**یا اَرحَمہ الراحمین**'' نہ پڑھتا ہو حالانکہ قرآن پاک میں حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے۔

**وایوب اِذنادی ربہ انی مسنی الضروانت اَرحم الرّاحمین۔(سورۃ انبیاء ۸۳)**

اس دعا کا فائدہ خود قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔

**فاستجنبالہ فکشفنا مابہ من ضر۔ (سورۃ انبیاء۸۴)**

مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو غم میں پھنسا ہوا اور وہ دعا نہ پڑھے جو حضرت یونس علیہ اسلام نے مچھلی کے پیٹ میں پڑھی تھی۔

**لاالٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظالمین۔ (سورۃ انبیاء۸۷)**

اس کا فائدہ قرآنِ پاک میں یہ بیان کیا گیا ہے۔

**فاستجنالہ ونجینٰہ من الغم و کذٰلِک ننجیالمومنین۔(سورۃ انبیاء۸۸)**

مجھے تعجب ہے اس شخص پر جسے کوئی خوف لاحق ہو اور وہ دعا نہ پڑھے جو صحابہ کرامؓ نے خوف کے وقت پڑھی۔

**حسبنااللہ ونعم الوکیل۔(سورۃ آل عمران:۷۳)**

اس کا فائدہ قرآنِ پاک میں یہ بیان کیا گیا ہے۔

**فانقلبو ابنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسہ۔ (سورۃ آل عمران:۷۴)**

مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو دشمنوں کے مکر و فریب میں مبتلا ہو اور وہ دعا نہ پڑھے جو فرعون کے خاندان کے ایک مومن نے پڑھی تھی۔

**وافوض امری اِلی اللہُ ان اللہ یصیر بالعباد۔ (سورۃ مومن:۴۴)**

اس کا فائدہ قرآن میں یہ بیان کیا گیا ہے۔

**فوقٰہ اللہ سیأت مامکروا(سورۃ مومن: آیت ۴۵)**

*****

# نواہم نصیحتیں

(نام معلوم)

پڑھیں انتخاب کے ساتھ
غور کریں گہرائی کے ساتھ
خدمت کریں لگن کے ساتھ
بحث کریں دلیل کے ساتھ
بولیں اختصار کے ساتھ
مقابلہ کریں جرأت کے ساتھ
عبادت کریں محبت کے ساتھ
بات سنیں توجہ کے ساتھ
زندگی طے کریں اعتدال کے ساتھ

******

# آداب گفتگو

(بہزاد حسن)

دل اور زبان انسانی جسم کے سب سے اہم دو حصے ہیں، زبان دل کا ترجمان ہے اس لئے اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے۔آدمی کی گفتگو ہی اس کا عیب وہنر ظاہر کرتی ہے۔

لہٰذا مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں:

1۔ زبان سے وہی گفتگو کریں جس کا مقصد خیر ہو۔

2۔ کسی غلطی کی اصلاح کرتے وقت حکمت کو مد نظر رکھیں۔

3۔ اگر مخاطب کو کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو ضرورت کے تحت دہرائیں۔

4۔ حق وصداقت اور سچائی کو اپنا شعار بنائیں۔

اور مندرجہ ذیل چیزوں سے پرہیز کریں:

1۔ ناحق اور بے جا بحث وحجت کرنے سے۔

2۔ حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے لڑائی سے۔

3۔ تکلف اور تصنع سے، باچھیں کھول کر اور منہ بھر کر کلام کرنے سے۔

4۔ درمیان میں بات کاٹنے سے۔

5۔ غیبت وچغلخوری اور لگائی بجھائی سے۔

6۔ کسی خبر کو یقین کے ساتھ معلوم ہوئے بغیر عام کرنے سے۔

7۔ جھوٹ اور خلاف حقیقت کوئی بات کہنے سے۔

8۔ کسی مرد کے سامنے کسی عورت کے محاسن بیان کرنے سے الا یہ کہ کسی شرعی مقصد جیسے نکاح وغیرہ کے لئے اس کی ضرورت ہو۔

9۔ براکام کرنے کے بعد اسے محفل میں بیان کرنے سے کہ یہ دہرا جرم ہے۔

10۔ کسی کا راز فاش کرنے سے سوائے اس صورت کے کہ صاحب راز نے اجازت دے دی ہو یا خود فاش کر دیا ہو۔

11۔ مجلس کی رعایت کئے بغیر بولنے سے، خوشی کے مواقع پر غمی کی باتیں اور غمی کے مواقع پر ہنسنے کی باتیں کرنے سے، سنجیدہ مواقع پر مذاق کی باتیں زیبا نہیں۔

اور آخر میں یاد رکھیں:

آداب گفتگو میں سے یہ بھی ہے کہ سامنے والے کی بات غور سے سنیں، اسے بولنے کا موقع دیں درمیان میں اس کی بات نہ کاٹیں اور ادھر ادھر توجہ کرنے کے بجائے اسی کی طرف پوری توجہ رکھیں۔

******

# والدین کے ادب واحترام کے اہم طریقے یعنی (ان کے حقوق)

(فاطمہ شریف، ایم۔اے سال دوم صبح، رولنمبر 50)

* "والدین کو ایک بار محبت کی نظر سے دیکھنا مقبول حج کا ثواب ہے"۔
* اور حقوق العباد میں سب سے پہلا حق والدین کا ہے۔
* والدین کی موجودگی میں اپنے فون کا استعمال بند رکھیں۔
* انکی بات توجہ سے سنیں۔
* ان کی رائے کو مقدم رکھیں۔
* ان کی گفتگو میں شامل رہیں۔
* ان کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھیں۔
* ان کے ساتھ بداخلاقی سے بات نہ کریں۔
* ان کے ساتھ اچھی بات شیئر کریں۔
* ان کو بری خبر بتانے سے پرہیز کریں۔
* ان کے دوستوں کا احترام کریں۔
* ان کی کہی ہوئی اچھی باتیں ہمیشہ یاد رکھیں۔
* ان کی عمر کا احترام کریں۔
* بیماری یا تکلیف میں ان کا خاص خیال رکھیں۔
* ان کی موجودگی میں کسی دوسری گفتگو سے پرہیز کریں۔
* ان کے سامنے ادب سے بیٹھیں۔
* ان کی رائے اور سوچ کے متعلق معمولی سا بھی اختلاف نہ کریں۔

* جب وہ گفتگو کریں تو ان کی بات کو نہ کاٹیں۔
* ان کی دہرائی ہوئی باتوں کو اس طرح سنیں جسے پہلی بار سن رہے ہو۔
* انکے حکم اور مشورے کو قبول کریں۔
* انکی موجودگی میں ان سے ہر کام میں رہنمائی لیں۔
* ان کے سامنے اپنی آواز کو ہرگز اونچا نہ کریں۔
* ان کے سامنے خود کو بڑا ظاہر مت کریں۔
* ان کو ہمیشہ تعظیم دیں۔
* ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے اپنے پاؤں ان کی طرف نہ بڑھائیں۔
* ان کی طرف ہمیشہ محبت کے نگاہ سے دیکھیں۔
* ان کی غلطی اور اپنی بھول پر کبھی بھی مت مسکرائیے۔
* ان کی زیارت برابر کرتے رہیں۔
* ان سے بات کرتے وقت ادب کو ملحوظ خاطر رکھیں۔
* ان کو ہر چیز پر مقدم رکھیں اور ترجیح دیں۔
* ان سے پہلے کھانا شروع مت کریں۔
* ان کے ساتھ چلتے ہوئے انکے آگے چلنے یا بڑھنے سے پرہیز کریں۔
* والدین اس کرہ ارض پر خزانہ ہے اس سے پہلے کہ یہ خزانہ دفن ہو جائے اپنے والدین کی قدر کریں۔

******

# دعا

(حافظہ آمنہ طاہر، ایم اے سال اول)

دعا اللہ رب العزت جل و علا سے مناجات کرنے، اس کی قربت حاصل کرنے، اس کے فضل و انعام کے مستحق ہونے اور بخشش و مغفرت کا پروانہ حاصل کرنے کا نہایت آسان اور مجرب ذریعہ ہے۔

رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان ارشاد فرماتے ہیں:

"اے عزیز! دعا ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے کہ پروردگار تقدس و تعالیٰ نے پنے بندوں کو کرامت فرمائی اور اُن کو تعلیم کی، حل مشکلات میں اس سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں اور دفع بلا و آفت میں کوئی بات اس سے بہتر نہیں۔"

******

# گداگری

(جنید شفیق،

عدنان مجید، ایم۔اے سال دوئم، رول نمبر 15)

آج گداگری ایک مجبوری اور معذوری نہیں بلکہ ایک ایسی تنظیم ہے جو مہذب معاشرے کے جسم پر برص کا داغ ہے۔اور ہر باشعور حکومت کو اس کی طرف توجہ دینی چاہیے اور اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ کوئی قوم بھی ترقی یافتہ مہذب باشعور اور باغیرت نہیں کہلا سکتی جب تک اس کے افراد عزت نفس کی دولت سے مالا مال نہ ہوں۔ جس معاشرے میں ہٹے کٹے انسان گداگری کے روپ میں جرائم کے مرتکب ہو رہے ہوں۔ جہاں انسان اپنے اعلیٰ واشرف مقام سے ناآشنا ہو اور غیرت بال کھولے ماتم کناں ہو۔ وہاں ارتقاء کے تقاضے اور نشوو بلوغ کے سلسلے دم توڑ دیا کرتے ہیں کیوں کہ وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جو خوددار ہوتی ہیں اور بھیک کے لقمے کے بجائے فاقے کو ترجیح دیتی ہیں۔

آج کے بھکاری کو دیکھ کر دل کے آنگینے کو ٹھیس نہیں لگتی بلکہ دل میں تنفر سا ابھرتا ہے صرف اس لئے کہ آج کا بھکاری ایک مجبور انسان نہیں بلکہ وہ ایک پیشہ ور عیار ہے۔اور اس کے پاس آج کے درمیانے طبقے کے سفید پوش سے کہیں زیادہ روپے ہیں جو بینک بیلنس رکھتا ہے اور علاقے کے ٹھیکیدار کو باقاعدہ کمیشن ادا کرتا ہے۔ جو مضبوط توانا ہونے کے باوجود محنت سے دور بھاگتا ہے۔ وہ گداگری کی آڑ میں ہوس ناک نگاہوں کو تسکین پہنچاتا ہے۔ بچوں کو اغوا کرتا، امیر گھروں کو تاڑتا اور شب کی تاریکیوں میں قفل توڑتا ہے۔

گداگری ایک لعنت ہے جسے بہر کیف ختم ہونا چاہیے۔اس کے لئے سخت قوانین کی ضرورت ہے، اگر اس ایک لعنت کو ختم کر دیا جائے تو اس سے پھوٹنے والی بہت سی برائیاں خود بخود دم توڑ دیں گی۔ معاشی ضروریات ہر ایک کے ساتھ ہیں پیٹ کے تقاضوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو شکم کی ضروریات کو محنت مزدوری سے پورا کرتے ہیں۔ غریب ہونا جرم نہیں۔اپنے آپ کو دوسروں کا محتاج بنانا جرم ہے۔ ہاتھ پاؤں کی

توانائی کے باوجود لولا لنگڑا بننا قبیہ ہے۔ غریب، غیور ہو تو وہ ایک ایسی تلوار ہے جس کی کاٹ کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

یہ بھیک مانگنے والے ایک تنظیم کے ساتھ کام کرتے ہیں باقاعدہ تربیت یافتہ ہوتے ہیں اور ان کے پس پردہ ایک کنٹرولنگ باڈی ہوتی ہے۔ ان کا لباس، ان کا انداز، ان کا شعار اور ان کے لبوں سے پھسلنے والے بے ساختہ جملے ایک مسلسل تربیت اور پیہم ریاضت کا پتہ دیتے ہیں۔ یہ تنظیم انسانی نفسیات کی ماہر ہے۔ اپنے فن میں کامل ہے اور لوگوں کی مزاج شناس اور نبض آشنا ہوتی ہے۔ اس تنظیم کے کرتا دھرتا اپنے کارندوں کی عمر، کیفیت، صلاحیت اور جسمانی ساخت کے مطابق انہیں فرائض سونپتے ہیں۔ بعض بھلے چنگے بچوں کو اغوا کر کے ان کے اعضاء کو توڑ مروڑ کر انہیں اپاہج بنا دیا جاتا ہے۔ بعض دیکھتی آنکھوں کو تاریک بنا دیا جاتا ہے اور انہیں ایسے جملے رٹائے جاتے ہیں جو سادہ دل سامعین کے جذبہ شفقت کو ابھارتے ہیں اور گداگری کے بعض حربے اور انداز اس قدر جدید اور سائنٹیفک ہوتے ہیں کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔

******

# نیرنگِ خیال

# اتحادامت۔۔۔۔۔۔۔دور جدید کی اہم ضرورت

(حافظ محمد ولید)

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

اس وقت دنیا میں ایک سو بیس کروڑ سے زائد مسلمان ہیں۔ یہ سب ساٹھ سے زیادہ ملکوں میں رہتے ہیں یہ سارے مسلمان ایک خدا کو مانتے ہیں۔ سب نبیوں اور رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو مانتے ہیں۔ سب کا یہی عقیدہ ہے کہ قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے جو اس کے آخری رسول ﷺ پر نازل ہوئی۔ سب کا یہی عقیدہ ہے کہ اس کتاب میں کوئی کمی پیشی واقع نہیں ہوئی۔ سب مسلمانوں کا ایک مرکز اور ایک قبلہ ہے، جس کی طرف منہ کر کے سب مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔ سب مسلمان قیامت پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی تمام بنیادی عقائد پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اسلام کے بہت سارے احکام پر بھی مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

جب اتنا کچھ مسلمانوں میں مشترک ہے تو پھر یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے کہ ان کے درمیان اتحاد بھی ضروری ہے۔ عقل کا تقاضا یہی ہے کہ وہ آپس میں متحد رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بھی یہ حکم دیا ہے

واعتصموا بحبل الله جميعاو لا تفرقو

''اور سب مل کر اللہ کی رسی کو تھام لو اور تفرقہ نہ ڈالو''

عالم اسلام پر ایک سرسری نگاہ ڈالیں۔۔۔۔ ہاں پہلے باقی دنیا کو بھی آنکھ بھر کر دیکھ لیں عالم اسلام پر ڈالی گئی نظر شہادت دے گی کہ وہ تقسیم در تقسیم کا شکار ہے۔ غربت، پسماندگی اور جہالت کا راج ہے۔ عدل اجتماعی کا تصور کہیں گم ہو گیا ہے چھوٹی چھوٹی کمزور ریاستیں باہمی اعتماد سے محروم ہیں۔ قانون اور آئین کتابوں کی باتیں ہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے سطحی اثرات مانگے تانگے کے ہیں۔ بے پناہ وسائل ہیں جنہیں اغیار دونوں ہاتھوں سے لوٹ کر لے جا رہے ہیں اور حکمران اس لوٹ مار میں ان کے معاون بنے ہوئے ہیں۔ اگر کہیں پر یہ کچھ نہ ہو یا ان میں سے کچھ پہلو

مختلف ہوں تو اسے استثنا کہیے نتیجہ یہ کہ اغیار نے اپنے لوٹ مار کے منصوبوں کی تکمیل کے لئے ہماری ہی سرزمینوں کو مار دھاڑ کے لیے بھی منتخب کرر کھا ہے۔ان کی افواجِ قاہرہ ہماری بستیوں میں اتر آئی ہیں ان کے بم ہماری آبادیوں کو نابود کرر ہے ہیں اور ان کا میڈیا ہمیں انسانیت کا درس بھی دے رہا ہے عالمی تباہکاروں کی گولیاں اور بم شیعہ ، سنی ، اہل حدیث ، وہابی ، دیوبندی اور بریلوی کی تمیز کے بغیر ہر اس شخص کو نشانہ بنا رہے ہیں جسے مسلمان کہا جاتا ہے اور حالت یہ ہوگئی ہے جسے اللہ کے حضور فریادی ان الفاظ میں بیان کرتا ہے کہ اے ہمارے اللہ !

ضاقت الارض ومنعت السماء

زمیں ہم پر تنگ ہوگئی اور آسمان نے نزول رحمت کو روک دیا

یہ کیفیت ۔۔۔۔۔ یہ دردناک ، الم ناک اور وحشت ناک کیفیت ایسی ہے جس نے آنکھوں کو خوف ، ذہنوں کو سراسیمگی اور دلوں کو ویرانیوں سے بھر دیا ہے کیا ایسے میں کہیں باہر سے آنے والے کی ضرورت ہے کہ وہ آکر کہے اللہ کے بندو ! اب تو اکٹھے ہو جاؤ۔ کیا اتحاد و وحدت کا سبق پڑھانے کے لیے کسی اور معلم کے آنے کا انتظار کیا جائے ؟ کیا ایسے میں کوئی یقین کر سکتا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو خون میں نہلانے کے ارادے سے گھر سے نکلے گا ؟ کیا رسول اللہ ﷺ کی زبان وحی ترجمان سے نکلے ہوئے الفاظ سے بڑھ کر تاثیر کرنے والی کوئی زبان بیدار دل کے لیے ہو سکتی ہے ؟ وہی رسول ﷺ جنہوں نے فرمایا ہے

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں

آج عالم اسلام میں انتشار عروج پر پھیل چکا ہے ، آج مسلمانوں کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ ہر جگہ مسلمانوں پر ظلم و ستم کا پہاڑ ڈھایا جارہا ہے وہ مسلمان کہ جن کی آدھی دنیا پر حکومت تھی آج انہیں مسلمانوں کی عزتوں کو پامال کیا جارہا ہے آج قبلہ اول مسلمانوں کی غیرت کو للکار رہا ہے ، کشمیری مسلمان عالم اسلام کی بے حسی کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں ، برما ، شام ، بوسنیا میں خون مسلم کی ہولی کھیلی جارہی ہے ، فلپائن کی مسلم آبادی پر ظلم و جبر کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے ، افغانستان میں خون مسلم پانی کی طرح بہایا جارہا ہے ، شام جیسی عظیم سرزمین پر مسلمانوں پر کیے ہوئے ظلم و جبر کو

کون بھول سکتا ہے کہ جس میں لاکھوں ماؤں کی کودیں اجاردیں گئی لاکھوں ننھے بچوں کے جسموں سے ان کے سر کو الگ کر کے انہیں سر عام بازاروں میں سجایا گیا، مسلمانوں کی اس ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ موجودہ دور میں سب سے زیادہ بہنے والا خون خونِ مسلم ہے الغرض عالم اسلام میں انتشار اور بے یقینی کی کیفیت چھائی ہوئی ہے مسلمانوں پر ظلم و بربریت کی سب سے بری وجہ ان کی آپس میں نااتفاقی ہے آج نااتفاقی حالت یہ ہے کہ ایک دوسرے کو کافر جیسے پلید الفاظ سے نوازا جارہا ہے، کفر و شرک کے فتوے سر عام ایک دوسرے پے لگائے جا رہے ہیں، جو خون اسلام کی آبیاری کے لیے بہانا تھا وہ ملت اسلامیہ کو ڈھانے کے لیے بہایا جارہا ہے۔ مسلمان کو دوسرے کے لیے نمونہ اور مثال بننا تھا تا کہ دوسرا متاثر ہو کر راہ اسلام اختیار کرے لیکن صد افسوس کہ آج مسلمان جو تصویر پیش کر رہا ہے وہ اتنی بھیانک ہے کہ کوئی مائل نہیں ہوتا کیونکہ اختیار کے بجائے فرار کے راستے دکھائے جا رہے ہیں اتحاد کی بجائے درس انتشار دیا جارہا ہے اسلام پرستی کی جگہ فرقہ پرستی نے لے لی ہے وہ عبادت خانے جہاں اللہ تعالی کی واحدانیت اور محمد ﷺ کی سنت مبارکہ کی تبلیغ دینی چاہیے تھی، جس محراب و منبر سے انصاف، عدل، مساوات، بھائی چارے اور اتحاد و یکجہتی کا درس دیا جانا تھا آج ان کی جگہ تابڑ توڑ حملوں اور زبان کی بوچھاڑ نے لے لی ہے آج اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم ترقی کریں اور ہمیں اپنا وقار دوبارہ مل جائے اور ہم دنیا پر حکمرانی کر سکیں تو ہمیں سب سے پہلے اپنے اندر اتحاد قائم کرنا ہو گا اور پھر اپنے اخلاق کو درست کرنا ہو گا آج ہمیں اسلام کی تعلیمات پر مکمل طور پر عمل پیرا ہونا پڑے گا اور اپنے خلاف ہونے والی سازشوں کو ختم کرنا ہو گا آج اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم میں اتحاد برپا ہو تو ہمیں فرقہ پرستی کو چھوڑ کر اسلام پرستی کے دامن کو تھامنا ہو گا اسی میں ہماری بھلائی ہے اور ہم پھر اپنا وقار پا سکتے ہیں۔

******

# افسانہ سراب راستے

(سدرہ اسد، سال اول، رولنمبر 40 )

میری قسمت سے الہیٰ پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لیے

**والذین کفروااعمالھم کسراب بقیعہ یعلبُہ الظمان مآءً۔ حتّٰی اذاجآءoلَم یجدہ تبیا و وجد اللہ عندہ فوفہ حسابہ ط واللہ سریع الحسابo (سورۃ النور:39)**

''اور کافروں کے اعمال چٹیل میدان میں سراب کی مانند ہیں جس کو پیاسا پانی سمجھتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ (ہی) نہیں پاتا(اسی طرح اس نے آخرت میں) اللہ کو اپنے پاس پایا مگر اللہ نے اس کا پورا حساب دنیا میں ہی چکادیا تھا، اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔''

اب بس بھی کرو آبدار، آج کتنے لوگوں کے ہوش اڑانے کا ارادہ ہے، اس کی مہرین نے شوخ لہجے میں اس سے استفسار کیا، آج تو صرف بہروز کے ہوش اڑانے کا ارادہ ہے کہ اس کی آنکھوں کے سامنے کوئی اور چہرہ ٹک ہی نہ سکے۔

آبدار نے میک اپ کو آخری ٹچ دیتے ہوئے اپنے عکس کو قد آدم آئینہ میں دیکھا۔ سیاہ رنگ کی جھلملاتی ساڑھی میں اس کے دودھیا سڈول بازو سنہرے موتیوں جیسے سنہری دِکھ رہے تھے۔ اونچا جوڑا جس میں سے نکلی ہوئیں سُنہری لٹیں اس کے رخسار اور گردن کو چھو رہی تھیں۔ صراحی دار گردن جس میں اس نے بہروز کے نام کا نیکلیس پہنا ہوا تھا اور اس کی چمک دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتی تھیں۔

آبدار وہ اپنے نام کی طرح ایک ایسا سمندر کا موتی تھی جس کو پانے کے لیے ہر مرد ماہی بے آب کی طرح تڑپتا تھا۔ گلابی ہونٹ، ستواں ناک، غلافی آنکھیں، سنہرے آبشار کی طرح گرتے بال جسے وہ ہمہ وقت کھلے رکھتی تھی اور ایک ادا سے پیچھے جھٹکتی تھی۔

اس کا تعلق ایک خوشحال گھرانے سے تھا۔ آبدار دو بہنیں اور تین بھائی تھے۔ نیہا اِس سے چھوٹی تھی اور وہ تین بھائیوں کے بعد تھی۔ چونکہ تین بھائیوں کے بعد آئی تھی اس لیے زلیخا بیگم نے اسے خوب لاڈ پیار سے رکھا تھا۔ نیہا اور اس میں پانچ سال کا وقفہ تھا۔ لاڈ پیار نے اس کے اندر عجیب قسم کی عادات پیدا کر دیں تھی۔ بات کرتی تو اس کے لہجے میں ایک عجیب قسم کی حاکمیت، ضدی پن، خود سری اور ہٹ دھرمی ہوتی تھی، وہ کسی کو اپنا مقابل نہیں سمجھتی تھی اور نہ ہی کسی خوبصورت لڑکی کو برداشت کر سکتی تھی، اگر کسی فنکشن میں کوئی لڑکی اس کے مقابل ہوتی تو وہ بڑی رعونت سے نیہا سے کہتی: ''پتہ ہے نیہا اگر یہ لڑکی سو مرتبہ بھی مر کر جیے تو آبدار جیسی نہیں ہو سکتی''۔ اور نیہا بس اسے تعصب سے دیکھتی رہتی تھی۔ اس کے اور نیہا کے مزاج میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ آبدار جتنی تلخ مزاج، اکھڑ اور بد دماغ تھی تو نیہا اتنی ہی نرم مزاج، عاجزی پسند اور صلح جو لڑکی تھی۔

زلیخا بیگم بھی آبدار کے مزاج کے حوالے سے اکثر پریشان رہتی تھیں کہ اس کا سسرال میں کیسا گزارہ ہو گا۔ اگر وہ کالج سے چھٹی کرتی تو یا تو سارا دن سونے میں گزار دیتی اور آدھا دن موبائل کے ساتھ گزار دیتی۔ اسے گھر کے کاموں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ہاں دلچسپی تھی تو صرف اپنی ذات کے ساتھ اور اس معاملے میں نہ تو وہ خود کوتاہی کرتی تھی اور نہ ہی کسی اور کی کوتاہی برداشت کرتی تھی۔

اُس کی اور بہروز کی منگنی ان دونوں کی باہم رضامندی سے طے پائی تھی۔ بہروز اس کا ماموں زاد تھا۔ اور بے تحاشا دولت کا مالک تھا۔ اس کے ماموں نے بہروز کے نام بہت سی جائیداد چھوڑی تھی اور وہ اس جائیداد کا تن تنہا وارث تھا۔ ویسے تو سب کچھ ٹھیک تھا، بہروز ایک خوبصورت نوجوان تھا۔ شریف تھا، پڑھا لکھا تھا اور سب سے بڑی بات کہ اُسے رشتوں کے تقدس کا نبھانا آتا تھا۔ لیکن آبدار کو اس کی جھکی نگاہوں اور داڑھی سے وحشت ہوتی تھی۔

ان دونوں کے درمیان کبھی موبائل پر بات چیت نہیں ہوتی تھی جیسے روایتی منگیتروں کے درمیان ہوتی ہے اور اس میں سارا کمال بہروز کا تھا۔ ہاں آبدار بہروز کو زچ کرنے کے لیے اسے فون کرتی تھی اور بہروز کو اس سے بات کرنا

ہی پڑ تھی تھی۔ یہ نہیں تھا کہ وہ آبدار کو پسند نہیں کرتا تھا وہ آبدار کو شروع سے ہی پسند کرتا تھا بس وہ اس چیز کا قائل تھا کہا گر اللہ نے نکاح سے پہلے کسی بھی تعلق کو حرام کیا ہے تو اس میں اس کی کوئی مصلحت ہی ہو گی۔

آج پھر ایسا ہی ہوا۔ بہروز کی بہن نایاب کی بارات کا فنکشن تھا اور وہ پوری فیملی انوائیٹ تھی۔ اس نے گولڈن کام دار لہنگا پہنا ہوا تھا۔ بلاؤز کی آستین آدھی سے بھی زیادہ چھوٹی تھیں۔ بھاری کام دار دوپٹہ اس نے گردن میں ڈال رکھا تھا۔ ٹیکے کے ساتھ بڑے بڑے سنہرے جھمکے اس کے حسن کو مزید دلکش بنا رہے تھے۔ جب اسے بہروز دور سے آتا دکھائی دیا۔ وہ اس سے دیکھے اور بات کیے بغیر آگے بڑھ گیا۔ آبدار کے تو گویا تن من میں آگ لگ گئی اور اسے اپنی ساری محنت اکارت ہوتی نظر آئی۔

وہ اس وقت یہ کیوں بھول گئی تھی کہ نہ تو بہروز اس کا محرم اور نہ ہی وہاں بیٹھے دوسرے مرد۔ پھر اس کی یہ سج دھج کس کے لیے تھی؟ وہ ہر مرد کے لیے کیوں دعوت نظارہ بنی ہوئی تھی۔ اس میں اور ایک طوائف میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔ طوائف بھی اس کی طرح سجتی سنورتی ہے جس طرح وہ سجتی سنورتی تھی۔ طوائف بھی اپنے حسن کی نمائش کر کے مردوں کو اپنی طرف بہکاتی ہے اور وہ اپنے حسن کی نمائش کر کے مردوں کو اپنی طرف بہکا رہی تھی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ طوائف اپنے جسم کا سودا کرتی ہے اور پیسہ کماتی ہے اور وہ صرف ہوس زدہ مردوں کی آنکھوں کی پیاس کو بجھا رہی تھی اور انہیں اپنی طرف بہکا رہی تھی۔

وہ یہ کیوں بھول گئی کہ ہر مرد کسی کی امانت ہوتا ہے اور وہ بھی کسی کی امانت تھی۔ مرد اپنی ہونے والی بیوی اور عورت اپنے ہونے والے شوہر کی امانت ہوتی ہے۔ مرد اور عورت دونوں کے کے خیالات، احساسات، جذبات کا محور صرف اُسے ہونا چاہیے جسے اللہ نے اس کے لیے حلال ٹھہرایا ہے۔ اس کے علاوہ دونوں کے لیے عورت کے لیے غیر محرم مرد کو سوچنا اور مرد کے لیے کسی غیر محرم عورت کے لیے سوچنا یا محبت کرنا ایسا ہی ہے کہ:

کوئی افطار سے پہلے روزہ افطار کرے، افطار کا مزہ بھی نہ رہا، گناہ کا مستحق بھی ہوا، کفارے کا خرچہ بھی، اور سزا کا دھڑکا الگ لیکن اسے کسی کی بھی پرواہ نہ تھی اُسے پرواہ تھی تو صرف اپنی ستائش کی اور جب اسے یہ ستائش بہروز کی

طرف نہ ملی تھی تو وہ اس کی طرف مائل ہو گئی جس سے اُسے ستائش ملنے کی توقع تھی۔اُس دن نایاب کے فنکشن پر بہروز کو آبدار کی ناراضگی کا علم ہوا تو اسے افسوس ہوا۔وہ یہ سمجھتا تھا کہ آبدار کم عقل ہے اور نادان ہے۔آہستہ آہستہ وہ اسے اپنے رنگ میں ڈال لے گا۔اس دن اسے آبدار کے ملنے سے بہت شرم محسوس ہوئی تھی اور اس نے یہ سوچا کہ رشتہ دار کیا کہیں گے کہ یہ ہے اس کی پسند لیکن وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو جاتا تھا کہ آبدار وقت کے ساتھ ساتھ ڈھل جائے گی۔اس دن بھی بہروز نے اسے علیحدگی میں اس کے لباس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ حدیث سنائی کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا''اہلِ نار کے دو گروہ میں نے ابھی تک نہیں دیکھے،ایک ایسی قوم جن کے پاس بیلوں کی دموں جیسے کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور دوسری قسم ایسی عورتیں جو کپڑے پہن کر بھی ننگی ہوں گی،دوسروں کو اپنی طرف اور خود دوسروں کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی،ان کے سر بختی اونٹوں کی جھکی ہوئی کوہانوں کی طرح ہوں گے،جنت میں داخل ہوں گی نہ اس کی خوشبو پا سکیں گی۔حالانکہ اس کی خوشبو اتنی مسافت پر سے محسوس کی جا رہی ہو گی۔(بحوالہ مسلم،اللباس والزینتہ،باب النساء)

زمانہ آیا بے حجابی کا، عام دیدارِ یار ہو گا
سکوت تھا پردہ دار اسکا،وہ راز اب آشکار ہو گا

لیکن اس نے بہروز کی پوری بات سنے بغیر ہی باہر کی طرف قدم بڑھا دیئے تھے اسے اس وقت یہ معلوم نہ تھا کہ اس کی یہ ہٹ دھرمی اسے کہاں تک پہنچا دے گی۔

یوں ان کے درمیان روز بروز اختلافات بڑھتے گئے اور ان کو ختم کرنے کی کوششیں دونوں میں سے کسی نے بھی نہیں کی تھی۔سرمد آبدار کا یونیورسٹی فیلو تھا اور اس کے عاشقاؤں میں سے تھا۔سرمد ایک عیاش پرست مرد تھا وہ ہر لڑکی کو ٹشو پیپر کی طرح استعمال کرتا تھا اور جب اس کا دل کسی بھی لڑکی سے بھر جاتا تو وہی اسے بازارِ حسن کا حصہ بنا دیتا تھا۔جب سرمد نے یہ محسوس کیا کہ ان دونوں کے درمیاں اختلافات ہیں تو اس نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آبدار کی طرف پیش قدمی کی۔آبدار جو پہلے ہی بہروز کی عادتوں سے تنگ تھی اور اس سے چھٹکارہ پانا چاہتی تھی جب

اسے اپنا آئیڈیل سرمد میں نظر آیا تو اس نے سرمد سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا۔

اس دن موسم خراب تھا۔۔۔۔۔ بلکہ خراب تر۔۔۔ باہر بادل زور سے گرج رہے تھے۔۔۔۔ بجلی کی کڑک زور دار تھی۔۔۔۔۔ بارش تھی یا کوئی طوفان۔ مگر آبدار کو اس وقت کسی بھی چیز کی پرواہ نہ تھی، پرواہ تھی تو صرف سرمد کے فون کی وہ اس کی کال کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی۔ آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور سرمد کی کال آئی۔ ہاں! بولو، سن رہی ہوں، جلدی بولو، گھر سے نکل جاؤں، تم مجھے دارالامان سے پِک کر لینا۔ آبدار نے فون بند کر کے رکھ دیا۔ تب آبدار نے الوداعی نظر اپنے گھر کی طرف ڈالی اور اپنے قدم گیٹ سے باہر کی طرف بڑھا دیے۔ باہر کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے اس کے قدم لمحہ بھر کے لیے ڈگمگائے۔ لیکن جب اسے من چاہے مرد کا خیال آیا تو اس کے سارے خدشات دور ہو گئے۔

''بس اتنی سی بات تھی۔ اس نے اپنے سجے سنورے روپ کو دیکھا وہ سرمد کے فلیٹ میں تھی اور اس کے نکاح میں تھی۔ بس صرف اتنی سی جرأت چاہیے اپنی من چاہی چیز کو حاصل کرنے کے لیے۔۔۔۔۔ بس ایک چھلانگ ۔۔۔۔اور وہ سماج کی حدود و قیود سے آزاد ہو کر محبت کی پر جوش پناہوں میں تھی وہ آج رات زمین پر نہیں آسمان پر تھی''

شروع کے تین ماہ بہت اچھے گزرے۔ دونوں ہی ہواؤں میں اڑ رہے تھے۔ لیکن اب چوتھا مہینہ تھا اور سرمد کا سارا بینک بیلنس ختم ہونے کے قریب تھا۔ ساری عمر کمایا تو نہ تھا، ہاں کھلایا اور اُڑایا ضرور تھا۔ اب اگر باپ کو بھنک بھی پڑ گئی تو عاق کر دیا جائے گا۔ خرچہ پانی رُک گیا تو کیا کرے گا۔

''تین ماہ کافی ہوتے ہیں۔ کسی بھی حُسن کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے۔۔۔۔ زندگی جو ایک بار ملتی ہے، کسی ایک عورت کے ساتھ گزار دینا بے وقوفی ہے ۔ وہ اس کے حُسن سے جی بھر کر سیراب ہو چکا تھا'' اس نے طلاق نامے پر دستخط کرتے ہوئے یہی سوچا تھا۔ اس نے ابھی طلاق نامہ آبدار کے ہاتھ میں نہیں پکڑایا تھا۔ بات بات پر تلخ کلامی، گالی گلوچ اور ہاتھ اٹھانا سرمد کا معمول بن چکا تھا اور وہ اس کی نظر التفات کو ترس گئی تھی۔ وہ

بھی ایک ایسی خوفناک رات تھی۔ ہر سُوسناٹا چھایا ہوا تھا۔ جب اُسے سرمد فون پر کسی سے بات کرتے ہوئے سنائی دیا اور آنے والی آواز نے اسے لکھ سے ککھ بنادیا تھااور وہ آسمان سے زمین پر پٹخ دی گئی تھی۔

**''کم عمر، خوبصورت اور اَن چھوئی''**

ملک صاحب! آپ لڑکی کو دیکھ کر ایک لاکھ بھول جائیں گے۔ آپ کی ہر ڈیمانڈ پر پورا اترتی ہے۔ مجھے تو چودھری نثار نے بھی کہا ہوا ہے لیکن آپ سے تو اپنا پرانہ یارانہ ہے اس لیے لحاظ کر رہے ہیں۔ او کے ملک صاحب، اللہ حافظ۔ یوں وہ اس دن سے بازارِ حُسن کا حصہ بن گئی۔ طلاق نامہ اُسے مل چکا تھا۔ یوں ہر رات اس کا سودا ہوتا اور ہر رات وہ بِکتی تھی اور ہر روز ناگ اس کو ڈسنے آتے تھے۔ ایک دن اس کے دل میں خیال آیا کہ روز مرنے اور روز جینے سے بہتر ہے کہ ایک ہی دفعہ مر لیا جائے۔ اس دن سیٹھ کاشف کی کوٹھی میں مجرا تھا۔ اس نے بہانے سے ڈرائیور کو دس منٹ کی مسافت سے دور دکان پر پھولوں کے گجرے لینے بھیجا اور خود ڈرائیو کرتے ہوئے نہر کے کنارے پہنچ گئی۔ لوگوں کے پہنچنے سے پہلے وہ نہر میں چھلانگ لگا چکی تھی۔ جب تک عملے نے اُسے نکالا وہ زندگی کی بازی ہار چکی تھی۔ صبح ٹیلی ویژن میں یہ خبر بریکنگ نیوز کی طرح چل رہی تھی کہ نہر کے اندر سے ایک لڑکی کی لاش برآمد ہوئی ہے ۔لاش ایک نوجوان لڑکی کی ہے۔ عملہ ان کے وارثین تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور اس کی لاش چیخ چیخ کر یہ کہہ رہی تھی کی دیکھو مجھے ''میں ہوں عبرت کا نشان''۔

**ماں کی بددعا لینے والی کا انجام:**

بہن کے خوابوں کو ریزہ ریزہ کرنیوالی کا انجام بھائیوں کے کندھوں کو جھکانے والی کا انجام باپ کی عزت کو داغدار کرنے والی کا انجام کیا؟ بہروز آبدار کے بعد کسی اور لڑکی پر اعتبار کر کے کسی اور لڑکی سے شادی کر سکے گا؟ کیا وہ اس کے بعد کسی اور لڑکی کو اتنا مان، فخر اور اعتماد دے سکے گا؟ جو اس نے آبدار کے حوالے سے سوچا تھا۔ اس کا جواب آپ دیں گے!

******

# طنزومزاح

(رافیہ عباس خان رولنمبر 42، ایم اے سال اول)

**یونیورسٹی دیاں خاص بیماریاں:**

تھلے دتی گئی بیماریاں طالبِ علماں نوں جو واں وانگوں لڑدیاں نیں چند بیماریاں بیانکیتیاں گئیاں نیں۔

1-امتحان

2-رزلٹ

3-حاضری

**امتحان:** ایہہ بیماری نہ صرف ساڈے ادارے وچ بلکہ پورے ملک وچ سب توں وڈی بیماری اے ایہہ بیماری تے وڈے وڈیاں دے چھکے چھڑا دیندی اے تے اوہ پھنے خان جنہاں نے سارا سال عیش، آوارہ گردی تے فیشن دے سوا کتاباں نوں ہتھ لا کے نیں ویکھیا اوہ وی ایس بیماری اگے سَر ست کے کتاباں دا دیدار کرن تے مجبور ہو جاندے نیں۔

**علاج:** ایس بیماری دا کوئی علاج نین ایہدے توں تے ساڈے ماں پیو وی نین سانوں بچا سکدے ایہہ AIDS وانگون لاعلاج مرض اے۔

**رزلٹ وریا:** ایس بیماری نوں اچھوت دی بیماری وی آکھیا جا سکدا اے کیونکہ ایہہ بیماری ہر سال دے اخیر تے امتحان ختم ہون دے بعد حملہ آور ہوندی اے۔ ایس بیماری نال بچے دے ہتھ پیر پیلے ہونا شروع ہو جاندے نیں۔ کئی وظیفے بچے نوں یاد ہو جاندے نیں عموماً کُڑیاں دے سرے دوپٹہ تے اکاں وچ ہنجو دِسدے نیں تے بہتا ویلا مصلے تے لنگدا اے منڈیاں دائی کجھ ایہو حال ہوندا اے اوہناں دے سرتے ٹوپی تے مسیتاں دے چکر بہتے لگنا شروع ہو جاندے نیں۔

**علاج:** جے رزلٹ چنگا آوے تو علاج دی وی لوڑ نیں ہندی جے بھیڑا آوے تھے فیر گھر والے آپ ای کوئی علاج کر لیندے نیں پہلاں تے چنگی چھتر وال ہوندی اے فیر کسے Hitler ورگے استاد نوں ساڈے اُتے تعینات کر دِتا جاندا اے۔

**حاضری:** ایہہ بیماری وی اہم اے تے اوہناں لوکاں واسطے بُہتی خطرناک اے جیہڑے نوٹس بورڈ پڑھدیتے ٹیچر دی وارننگ دے باوجود کلاس روم وِچ وڑھ کے نین ویکھدے ایہہ بیماری اوہناں تے بہتی حملہ آور ہوندی اے جیہڑے لیکچر دے دوران مریضاں وانگوں خراٹے مارے جان یا فیر جیہڑے کلاس چھڈ کے کنٹین وچ بہہ کے بو تلاں کھڑکاندے نین تے بر گراں تے سموسیاں دے مزے لیندے نیں ایہہ بیماری والدین دی جیب واسطے بہتی بھیڑی اے۔

**علاج:** ایہہ دا علاج ایہہ وے کے کلاس دے Moniter نال بنا کے رکھی جاوے تاکہ ویلا پین تے ٹیچر نوں تہاڈی سائیڈ تے Convince کر سکے۔

******

# گنجا

(انعم احمد، ایم اے سالِ اول)

زمانہ قدیم میں کچھ زیادہ قدیم نہیں جدید کی پھوٹتی ہوئی لہروں کے منبع کے انتہائی قریب جہاں قدیم و جدید کی لہریں آپس میں ٹکرا کر مل جائیں، اتنی ہی پرانی بات ہے جب بڑوں کی محافل جما کرتی تھیں تو گاؤں کے کسی چھوکرے کو اجازت نہ تھی کہ وہ ان محافل کی رنگارنگی میں آدھمکے یا رنگ میں بھنگ ڈالے بلکہ یہ خاص بڑوں کی محفل ہوا کرتی تھیں یہ دانائی اور سمجھ داری کی باتیں تھیں جسے عقلِ سلیم من و عن قبول کر دے کہ ایک نئے نویلے چھوکرے کی کیا جرأت کہ کرتا دھرتا لوگوں کے برابر بیٹھے مگر وہ لوگ نادان و بے وقوف نہیں ہوا کرتے تھے وہ اپنے دن ورات کو ایک نیا رنگ دیا کرتے تھے وہ بچوں کو اپنے ساتھ بٹھایا کرتے یہ محافل بڑوں کی محفلوں سے بالکل الگ ہوا کرتی تھیں ہم بھی ان محافل کا اور ان سے جڑی جرأت و بہادری کی باتیں کیا کرتے تھے کا حصہ رہے، کبھی کسی محفل میں بہادری کی داستان شروع ہوتی تو بہادر کے سر، گردن، سینہ، بازو اور ٹانگوں کی موٹائی مبالغہ آرائی سے بیان کی جاتی کہا جاتا کہ فلاں پہلوان کی گردن اس لئے خوب موٹی ہوئی کہ وہ ہر روز استرے سے دن کا آغاز کرتا اور جب تک پہلوانی کرتا رہا گنجا ہی رہا، ایسا تذکرہ سن کر ہم بھی ایک دوسرے کو کن انکھیوں سے دیکھا کرتے تھے کیونکہ ہم ہر گنجے کو ٹھونگے مارا کرتے اور خوب مضحکہ اڑایا کرتے تھے، میرے ایک برادر ایک روز انتہائی غصے کے موڈ میں کرب کی غایت کو چھوتے ہوئے، عوام کے مسائل رات دن کے گزرنے حکومتوں کے بدلنے کے ساتھ ساتھ انتہائی گھمبیر صورتحال اختیار کرتے جا رہے ہیں، مگر پارلیمنٹیرین کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی، ہم نے بھی جواب دے مارا کہ جوں کیا رینگے ہم نے بھی تمام گنجے پارلیمنٹ مین دھکیل دیئے ہیں شاید انہوں نے بھی کسی بڑے سے گردن موٹا کرنے کی تکنیک سیکھ لی ہو اس لئے عوام کا مال بٹور بٹور کر گردن موٹی کرنے والے گنجے ہو گئے۔ جب سیاست پاکستان نے نئی انگڑائی نہیں لی تھی تو ملک عزیز کی بھاگ دوڑ ایک ملک دشمن کے ہاتھ میں تھی اس وقت نواز اور شہباز دونوں بھائیوں کے ساتھ شریف بولا جاتا تھا لیکن اب اس اصطلاح طولانی ہوئی ہے تو اس میں مستی کے ساتھ ساتھ مزاح

بھی بھر دیا گیا ہے اب بگڑے ہوئے مزاج کے ساتھ نواز گنجا، شہباز گنجا یا گنجا برادران کا نعرہ بلند کرتے نظر آرہے ہیں گاؤں میں سے چھوٹوں بڑے اکثر پوچھا کرتے تھے کہ تم بڑے ہو کر کیا بنو گے لیکن جب ہم نے سکول میں ڈرتے ڈرتے قدم رکھا تو سکول کے لڑکوں نے بھی یہی سوال دے مارا کہ تم بڑے ہو کر کیا بنو گے مگر ابھی ہم بول ہی نہ پائے تھے کہ گنجے کی انتہائی مضحکہ تصویر دکھا کر جواب دیا گیا کہ ''یہ گنجا بنے گا''۔ بچپن میں ہم گنجوں کے بارے میں کئی کئی محاورے اور اصطلاحیں یاد رکھا کرتے تھے بطور مثال ''گنجا پاپی پاپ کرے'' چڑیاں پھڑ پھڑ کر حلال کرے اک چڑی چڑھ گئی سمان نوں، گنجے دی بن گئی جان نوں، ہری ہری گھاس پر دو منجے پڑے، پیچھے مڑ کے دیکھا تو گنجے پڑے''

اسی طرح کی دیگر باتیں مگر ہم بھی لاہوریوں کی طرح زندہ دل لوگ تھے اسی وجہ سے ہم زبان کی صلاحیت تو دور کی بات، دو یا تین باتیں زبانوں کو ملا کر حلیہ ہی بگاڑ دیا کرتے تھے، کبھی کسی گنجے کے ساتھ باغ میں جانے کا موقع ہاتھ آیا تو ہماری خوشی دیدنی بلکہ یوں کہوں گا کہ پانچوں انگلیاں گھی میں، سر دیگ میں اور ٹانگیں کڑاہی میں ہوتی تھیں۔ کیونکہ ہم کوؤں کو چھیڑنے کے شوقین تھے گنجے کی موجودگی میں یہ مزہ دوبالا ہو جاتا تھا جب کوؤں کی ایک جماعت اپنا لشکر جرار لے کر گنجے کو ٹھونگیں مارا کرتی ہم بھی کمین گاہ میں بیٹھے آوازیں کستے اوئے گنجیا ایدھروں آیا اوئے گنجیا ایدھروں آیا۔

سچ پوچھیں تو ہم بھی گنجا کروانے سے گھبرایا کرتے تھے جب بھی ہمیں کسی کام کو چھوڑنے کی ضد آتی تو بڑے گنجا کروانے کا عندیہ دے کر ہم سے وہ کام بغیر مار پیٹ کے کروالیا کرتے تھے ہمارا خوف جو گنجے کے بارے میں تھا وہ اچنبے کی بات نہ تھی جب تک ہم نے ہوش نہیں سنبھالا تھا تب تک ہم ہر گنجے کا اس وقت تک مذاق اڑایا کرتے تھے جب تک وہ رو نہیں پڑتا تھا یا منہ اس طرح بنا کر نہیں بیٹھ جاتا تھا کہ ہمیں اس پر ترس آجائے۔ انہی دنوں مجھے لاہور جانے کا اتفاق ہوا وہاں پر میرا ماتھا چٹکا کہ اب گنجا ہونا فیشن بن چکا ہے کلین شیو ہونے کے ساتھ ساتھ گنجے ہونا کتنا اچھا فیشن ہے۔ اب گنجے کی جگہ ''بالچر'' لفظ نے لے لی ہے۔ اس بیماری نے گنجے کا قدرتی حسن بگاڑ

کر رکھ دیا ہے مہمات ہیں کہ اب کوئی گنجا نہیں رہے گا جنہیں پڑھ کر میں سوچتا ہوں کہ اب کوئی موٹی گردن والا نہیں رہے گا۔

******

## محبت

(نام نامعلوم)

محبت کی ان بل کھاتی پگڈنڈیوں پر واپسی کے راستوں میں گھنے جنگل اگ آتے ہیں۔ دکھ کی امر بیل عاشق کے قدم آگے بڑھتے ہی پیچھے یوں تیزی سے ان ٹیڑے میڑے راستوں سے لپٹی ہے کہ پھر کوئی مڑنا بھی چاہے تو واپسی کا راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ فرار حاصل کرنا چاہے تو بھی نہیں کر سکتا۔ درد اور غم کے عفریت ان گھنے جنگلوں میں سر شام امل تاس کے پیڑوں سے نیچے اتر آتے ہیں اور واپسی کے بھٹکتے مسافروں کو چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں۔

محبت کے راستے پر آگے بھی موت ہے اور پیچھے بھی فنا۔ محبت وہ خونی جزیرہ ہے جو اپنے باسیوں کے لیے پل بھر میں اس برفیلے گلیشئر میں تبدیل ہو جاتا ہے جو اپنے ساحل سے کٹ کر گہرے سمندر میں بہہ چکا ہے اور اب دھیرے دھیرے گھل کر خود بھی پانی میں تبدیل ہو رہا ہے۔۔۔۔۔

******

# ابنارمل کی ڈائری

(سیدہ آمنہ نواز، ایم اے سال اول شام، رولنمبر 533)

کبھی کبھی مجھے ایسے لگتا ہے کہ جیسے میرے اندر کوئی دکھ کا گلیشئیر ہے جو پگھل رہا ہے۔ اندر آنسوؤں کی آبشار ہے کہ بہتی ہی جاتی ہے رکنے کا نام ہی نہیں لیتی پر باہر ایک قطرہ نہیں گرتا۔

میرا اندر آنسوؤں سے بھرا ہوا ہے۔ بھیگے پن کا بوجھ ہے کہ مجھ سے اٹھایا ہی نہیں جاتا جیسے Internal Bleeding میں خون اگر باہر نہ نکل سکے تو اندر ہی اندر اکٹھا ہو کر زہر بنتا جاتا ہے بالکل ویسے ہی میرے اندر سارے آنسو اکٹھے ہو کر زہر پیدا کر رہے ہیں۔ دل چاہتا ہے کوئی مجھے رلائے۔ کہیں کٹ لگا کر آنسوؤں کا تالاب بہہ کر باہر آجائے۔

کوئی زور سے مجھے نچوڑے کہ سارے اندر پڑے، پھنسے ہوئے، آہیں بھرتے آنسو نچڑ جائیں۔

کوئی تو ہو جو مجھے رُلائے کہ کئی ماہ سے چاہ کر بھی رو نہیں پا رہا ہوں۔

کوئی مجھے دھوپ میں ڈال دے سوکھنے کو، کوئی تو ہو جو میری مدد کرے کہ میں خود کو خود ہی نچوڑ بھی تو نہیں سکتا۔

******

# آنسوؤں کی مان لو

(نام نامعلوم)

ایک بار چھٹیوں میں یونیورسٹی کی فیس جمع کروانے کی آخری تاریخ تھی۔ میں نے گھر سے نکلنے سے پہلے فون کر کے کہا" جلدی تیار ہو جاؤ ورنہ ہم لیٹ ہو جائیں گے میں بس آرہا ہوں"۔

جب میں اُسے پک کرنے گیا تو اپنے گھر کے باہر سڑک پر ٹھنڈہ ٹھار شربت صندل کا گلاس لے کر کھڑی تھی میرے پوچھنے سے پہلے ہی شربت کے گلاس کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی پتہ نہیں اسے کیسے پتہ چل گیا کہ تم جلدی میں ہو گے اور گھر کے اندر نہیں آؤ گے تو۔۔۔ سچی میرے لاکھ سمجھانے کے باجود زبردستی میرے ساتھ باہر آگیا۔ چلو اب جلدی سے پی لو ورنہ بے چارے کا دل ٹوٹ جائے گا۔ رونے لگ جائے گا کسی کو رولانا اچھی بات تو نہیں ہے۔

صرف اس کے گلاس کی ہی نہیں میں تو اس کے چاولوں کی بات بھی مانتا تھا۔ اکثر چاول پکا کر میسج کرتی۔

Rice are missing you, where are you?

اب میں اکثر چاول پکا کر بیٹھا رہتا ہوں چلو وہ میری نہیں مانتی تو نہ سہی چاولوں کی ہی مان لے۔۔۔

میں تو اسکی مسکراہٹ تک کی مان لیتا تھا وہ ظالم تو میرے آنسوؤں کی بات بھی نہیں مانتی۔

******

# ہن تپ لگدی اے

(سیدہ آمنہ نواز، ایم اے سال اول شام، رولنمبر 533)

میرے استاد محترم اللہ اُن کی عمر دراز کرے اور اُن کے سائے شفقت میں علم کی روشنی سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں نے ایک دن انہیں فرماتے ہوئے سُنا گو کہ یہ ان کا ذاتی تجربہ تھا مگر مجھے یوں محسوس ہوا کہ ان کے یہ الفاظ میرے لیے ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔! آپ نے بتایا کہ میرے والد محترم نے میرے ہاتھوں میں دَم توڑا ۔۔۔۔استادِ محترم کی یہ باتیں مجھے ماضی کے جھرونکوں میں لے گئیں ۔۔۔۔استاد صاحب کے والد محترم کی وفات کے بعد ان کے کسی عزیز نے ان سے پوچھا؟ اب آپ کیسا محسوس کرتے ہیں؟ گویا کہ ان کے پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ والد محترم کے سایہ شفقت سے محرومی کے بعد اس دنیا کی دھوپ آپ کو کیسی معلوم ہوتی ہے۔۔۔۔۔استاد محترم کے یہ الفاظ۔۔۔۔۔میرے جسم میں ایک کرنٹ سا گزر گیا۔

''پلے تے تُپ محسوس ہی نیں ہوندی سی ہن تُپ لگدی اے''

ماں باپ دھوپ میں چھاؤں کی مانند ہیں۔ اُن کی موجودگی میں یہ ٹھنڈک محسوس نہیں ہوتی۔ مگر ان کی غیر موجودگی احساس دلاتی ہے کہ کسی گھنی چھاؤں سے انسان محروم ہوگیا ہے۔

ماں باپ دنیا میں سب سے بڑی نعمت ہیں
ماں نہ ہو تو دل کو دلاسہ دینے والا کوئی نہیں
ہوتا اور اگر باپ نہ ہو تو زندگی کی دوڑ
میں اچھا مشورہ دینے والا کوئی نہیں ہوتا

******

# نظروں کے تیر

(اُفق جاوید، رولنمبر538، ایم اے سال اول)

میں جب بھی یونیورسٹی جاتی تو وہ وہاں کھڑا ہوتا میں یونیورسٹی سے واپسی آتی تو تب بھی وہ وہاں ہوتا۔اس کی سنہری مائل خوب صورت آنکھیں مجھے ہی دیکھتیں وہ دلکش آنکھیں میرے ہی تعاقب میں رہتیں وہ جب جب میری طرف اُٹھتیں مجھے خوف زدہ کر دیتں۔ایک دن یونیورسٹی سے واپسی آتے اس نے مجھے گھیر لیا وہ میرے اتنے قریب آیا کہ ہمارا فاصلہ صرف ایک فرلانگ رہ گیا، اس کی دو پراسرار آنکھیں اب بھی میرے وجود پر تھیں۔اب وہ میری طرف آنے لگا اور میں وہشت اور خوف سے لبریز پیچھے ہونے لگی اور میرا سارا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا اور پھر میں اتنا تیز بھاگی کہ میں نے گھر آکر ہی دم لیا۔اور اب میں نے سوچ لیا ہے کہ مجھے کیا کرنا ہے۔میں نے اپنے انکل کو کہنا ہے کہ انکل! اپنے چہیتے ''کتے'' کو باندھ کر رکھیں۔

******

# انٹرویو: ڈاکٹر غلام علی خان صاحب

(سیدہ آمنہ نواز، ایم اے سال اول شام، رولنمبر 533)

*** دورانِ تعلیم کوئی ایسا واقعہ جو آپ پر گہرے نقوش ثبت کر گیا ہو؟**

زمانہ طالب علمی میں مسلسل محنت کی۔ مجھے زمانہ طالب علمی میں ''Simus''(ناک کا انفیکشن) ہو گیا تھا اور بہت شدید قسم کا تھا۔ میں اپنی کلاس میں تعلیمی حوالے سے مقابلے پر تھا گولڈ میڈل میرا ٹارگٹ تھا۔ اس انفیکشن کی وجہ سے پوزیشن نیچے چلی گئی۔ یہ مجھے آج بھی یاد ہے۔

*** تکمیل تعلیم کے بعد کی اہم مصروفیات، پیشہ وارانہ سفر کے سلسلے میں کن اداروں میں تقرر رہا؟**

تکمیل تعلیم کے بعد دو مراحل سے گزرا ہوں:

1۔ تکمیل تعلیم کے بعد شرقپور جو ایک چھوٹا سا شہر تھا لاہور سے بالکل قریب تھا وہاں میری پوسٹنگ ہو گئی۔ چار سال میں وہاں رہا۔ میرا تجربہ وہاں بہت اچھا رہا۔ صبح سورج طلوع ہو رہا ہوتا تو میں گھر سے نکلتا اور مغرب کے وقت گھر واپس لوٹتا۔ اردو، مطالعہ پاکستان، اسلامیات جو جو ٹیچر وہاں نہ تھا میں وہ سب مضمون پڑھاتا۔ وہاں کی لائبریری ترتیب دی۔ ٹور لگوائے۔ اس کالج کی تاریخ میں وہ سب کام کروائے جو اس سے پہلے نہ ہوئے تھے۔

2۔ دوسرا تجربہ میرا پوسٹ ڈاکٹریٹ تھا۔ جو میں نے گلاسگو سے کیا۔ اجنبی ماحول تھا وہاں بھی محنت کی۔ اسلامک سکول میں دو گھنٹے تدریس کا موقع ملا۔ خطابت جمعہ، عید اور اسی طرح مسلم کمیونٹی کے لئے بہت کام کرنے کا موقع ملا۔ براہ راست مجھے یہودیوں سے ملاقات کا موقع ملا حالانکہ میں تقابل ادیان یہاں پاکستان میں شروع سے پڑھا رہا تھا لیکن وہ مخاطبین مجھے یہاں براہ راست دستیاب نہ تھے جو وہاں مجھے میسر آئے مجھے اپنی مرضی کا ''Canvas'' ملا۔ ایسا بھی ہوا کہ میں رمضان میں روزانہ 3 سے 4 پروگرام ریڈیو رمضان پر وڈیوس کرتا رہا۔ 24

گھنٹوں میں 22،20 گھنٹے کام کیا۔ ابھی بھی اس کمیونٹی سے رابطہ ہے۔ درس کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ میرا یہ تجربہ تعلیمی نوعیت کا، تفریحی نوعیت کا اور بین الاقوامی ٹور کی حیثیت کا بھی تھا۔

*** شعبہ تدریس کو جوائن کرنے کا سبب:**

میری ترجیحات میں تھا ہی شعبہ تدریس میرا ریکارڈ ہے کہ میں نے کہیں اپلائی نہیں کیا جب میں فرسٹ ایئر میں تھا تو اشفاق احمد کا ایک ڈرامہ (طوطا کہانی) لگا کرتا تھا۔ اس میں ایک استاد تھا جس نے مجھے متاثر کیا۔ میں نے ڈائری میں لکھ دیا تھا کہ میں نے استاد بننا ہے۔ لیکن مجھے سکول کے اساتذہ نے بہت زیادہ متاثر نہیں کیا۔ کالج ٹیچر بننے کی خواہش تھی لیکن جب یونیورسٹی آیا تو

یہاں کے اساتذہ نے بہت متاثر کیا۔ پھر میں نے ارادہ کیا کہ میں یونیورسٹی ٹیچر بنوں گا۔ جب میں سلیکٹ ہو گیا تو اس قدر خوش تھا کہ مجھے میری پسند کا میدان مل گیا اور جانفشانی سے کام کیا۔

الحمداللہ جب میں استاد بن گیا تو کھل کر ہنسنا بھی بند کر دیا، اب میں کسی ذات کا آئیڈیل بن رہا ہوں۔ کسی کی ذات کی تعمیر کر رہا ہوں۔

نظریاتی ٹیچر ہوں۔ By Choice ٹیچر ہوں، By Chance نہیں ہوں۔ جو خواب دیکھے وہ پورے ہوئے الحمداللہ!

*** اگر آپ استاد نہ ہوتے تو کیا ہوتے؟**

اگر میں استاد نہ ہوتا تو ڈاکٹر ہوتا میرے خاندان میں میرے والد طبیب تھے۔ میرا چھوٹا بھائی بھی طبیب ہے اور میرا اپنا بھی حکمت کا بہت مطالعہ ہے۔

اس کے علاوہ اگر میں ڈاکٹر نہ ہوتا تو انجنئیر ہوتا کیونکہ میں بہت Technical مائنڈڈ ہوں۔

*** پنجاب یونیورسٹی میں تقرری کب ہوئی اس پر کیا تاثرات تھے؟**

1988ء میں اپلائی کیا تھا۔ 1991ء میں تقرری ہوئی۔ یہ میری ترقی کی معراج تھی۔ جذبات تشکر تھے جن کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔

* **تصنیفی خدمات پر روشنی ڈالیں۔**

تصنیفی خدمات کے لیے مجھے موقع کم ملا۔ البتہ 4 کے قریب میرے آرٹیکلز ہیں جن میں اکثر ایچ ای سی سے تصدیق شدہ ہیں کچھ آرٹیکلز بین الاقوامی سطح پر بھی ہیں۔

سیمینارز میں شرکت بھرپور رہی ہے۔ اس کے علاوہ یونیورسٹیز میں لیکچر کا سلسلہ جاری ہے البتہ میری کچھ کتابیں جن کا مکالمہ بین المذاہب، تقابل ادیان اور سیرت پر ہیں جو ادھوری پڑی ہیں اگر فرصت ملی اور اللہ نے صحت وزندگی دی تو انشاءاللہ انہیں مکمل کروں گا۔

* **علم کی بلندیوں تک پہنچنے میں کن کن شخصیات نے اہم کردار ادا کیا؟**

میں اپنے والد صاحب سے بہت متاثر ہوں اگرچہ وہ بہت تعلیم یافتہ نہ تھے لیکن بہت اصول پسند اور منظم شخص تھے۔ گریجوایشن میں میرے انگریزی کے استاد ضمیر نقوی صاحب تھے ان سے بہت کچھ سیکھا ایم اے میں ڈاکٹر شبیر احمد منصوری صاحب تھے ان سے بہت متاثر ہوا اور بہت کچھ سیکھا۔ انہوں نے کلاس میں ایک بات کہی وہ میں نے پلے باندھ لی۔

جو بچے بچپن میں کاغذ کا جہاز اڑا لیتے ہیں خواب دیکھتے ہیں کوشش کرتے ہیں وہ اصل میں بھی جہاز اڑا لیتے ہیں۔ اسکے علاوہ بشیر احمد صدیقی اور بہت سے اساتذہ ہیں جنہوں نے میری شخصیت کو نکھارنے میں اہم کردار ادا کیا۔

* **پی ایچ ڈی کا موضوع کیا تھا؟**

''برِ صغیر میں اسلام اور دیگر مذاہب کی فکری کشمکش 1800ء سے قیام پاکستان تک''

* **آپ کو کون کون سے اعزازات ملے؟**

میرا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ میں علم اسلامیات سے وابستہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے منتخب کیا۔

* **اپنی زندگی کا یادگار لمحہ بتائیں/وہ واقعات جو ہمیشہ آپ کو یاد رہیں گے۔**

جب میں پی ایچ ڈی کرنے گلاسکو گیا وہ مسرت و غم کا ملا جلا ایک امتزاج تھا۔

* **آپ کی پسندیدہ کتاب، شعر اور رنگ کون سا ہے؟**

قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں۔ شاعری سے زیادہ لگاؤ نہیں۔ پسندیدہ رنگ سفید ہے۔

* **اپنے بچوں کے بارے میں بتائیں ان کی تربیت کیسے کی؟**

مجھے اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے اور دو بیٹیاں عطا کی ہیں۔ بڑی بیٹی لیکچرار ہے اور آج کل پی ایچ ڈی کر رہی ہے۔ دوسری بیٹی ڈاکٹر ہے۔ بڑے بیٹے کو آرمی کا شوق تھا وہ آرمی میں ہے۔ چھوٹا بیٹا B.S Administration کر رہا ہے۔

* **زندگی آپ کے نزدیک کیا ہے؟**

زندگی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے لیکن اس کا پتہ بہت دیر بعد چلتا ہے کہ یہ ایک نعمت ہے۔

* **تحمل، نظم و ضبط اور پابندی وقت کے بارے میں آپ کی ترجیحات کیا ہیں؟**

پابندی وقت میری سب سے بڑی ترجیح ہے۔

مذہبی اسکالرز میں سے کس کے خیالات سے آپ متاثر ہوئے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی سے بہت متاثر ہوں انہوں نے میری شخصیت سازی میں اہم کردار ادا کیا۔

* **وہ کون سی دعائیں تھیں جو من و عن قبول ہوئیں؟**

ایم۔اے اسلامیات میں آنا چاہتا تھا۔ یہ میرا خواب تھا اللہ تعالیٰ نے میری دعائیں قبول کیں اور پورا کیا۔

الحمد اللہ! زندگی کی تمام بڑی بڑی خواہشات پوری ہوئیں، زندگی میں جو مانگا اللہ تعالیٰ نے وہ دیا۔

*** اردو ادب میں پسندیدہ لکھاری کون سے ہیں اور پسندیدہ شاعر کون ہیں؟**

اردو ادب میں پسندیدہ لکھاری نعیم صدیقی ہیں ایک نور کی ندیاں رواں اور علامہ اقبال کے کلیاتِ اقبال میری پسندیدہ ہیں۔

*** معاشرتی بگاڑ کے آپ کی نظر میں کیا اسباب ہیں؟**

میرے خیال میں معاشرہ مردوں نے بگاڑا ہے اپنی خواہش کو ان کے شرعی حقوق اسلام کے دیئے ہوئے مقام سے محروم کر کے۔

حاکموں کی نااہلی اور غیر ذمہ داری نے ملک کو تنزلی کا شکار کر دیا ہے۔

علماء نے سماج وسماجی برائیوں کو موضوع نہیں بنایا اور لوگوں کی عملی تربیت نہیں کی۔

*** فرقہ وارانہ تشدد کی روک تھام کے لئے آپ کیا تجاویز دینا پسند کریں گے؟**

نبی کریم ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ہمیں پختہ اصول بتا دیئے تھے ہمیں چاہئے کہ اپنے رنگوں اور اپنی نشانیوں سے نکل کر صبغۃ اللہ اور شعار اللہ کو اختیار کریں اور قرآن وسنت کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کریں۔

*** جامعہ پنجاب کے بارے میں آپ کے تاثرات؟؟**

جامعہ پنجاب بہت بڑی تاریخی اور روایتی درسگاہ تھی لیکن اب ماحول خراب ہو گیا ہے۔ جو انتظام کرنے والوں اور اساتذہ کی غفلت کا نتیجہ ہیں ہم نے جامعہ پنجاب کا عروج بھی دیکھا ہے لیکن اب وہ دور نہیں رہا اور یہ بات خوش کن نہیں ہے۔

*** ادارہ علوم اسلامیہ میں کوئی ایسی چیز جس کی کمی محسوس کرتے ہیں؟**

وقت کی کمی کا شدت سے احساس ہوتا ہے کاش ہمارے پاس زیادہ وقت ہو تعلیم سے بڑھ کر تزکیہ کا کام کر سکیں یہاں کتابی کام زیادہ ہے اور وہی روایتی انداز ہے اس سے ہٹ کر عملی سرگرمیاں کم ہیں۔ ٹٹوریل لیکچرز کو صحیح Sprit کے ساتھ پورا سال جاری رکھیں۔

*** ترجیحات کا تعین زندگی میں بہت اہمیت رکھتا ہے آپ کے خیال میں کسی بھی تعلیمی ادارے کا یا خصوصاً ایک اسلامی تعلیمی ادارے کی ترقی کے لیے کون سے اصولوں کو ترجیح دینی چاہیئے؟**

ماخذ اصول قرآن وسنت ہیں۔ کسی تعلیمی ادارے میں چیزوں کو انتظامی اعتبار سے تقسیم ہونا چاہیئے۔ ہر فرد کے پاس اس کی ذمہ داری ہونی چاہیئے اور ان ذمہ داریوں کا ہفتہ وار، ماہانہ وار جائزہ ہونا چاہیئے، چیزوں کو باقاعدہ احتسابی اور تنقیدی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔ بلڈنگ کی صفائی ستھرائی سے لے کر اس کے بلب، پنکھوں تک کا جائزہ ہونا چاہیئے۔

طلباء کے آنے جانے سے لے کر ان کے لباس، چال اور عادات تک کا جائزہ ہونا چاہیئے۔ کہاں تک اور جائیں گے۔ ایک ایک چیز پر باقاعدہ توجہ دینی چاہیئے جس میں پوری انتظامیہ، پورا دفتر شامل ہے اس میں اساتذہ بھی شامل ہیں لیکن بدقسمتی سے ہمارے منصوبے پورے نہیں ہوتے۔ جس کی بڑی وجہ وقت کی کمی ہے۔ طلباء اساتذہ کو دستیاب نہیں اس کمی کا سدباب ہونا ضروری ہے تب ہی چیزیں خوب سے خوب تر ہوتی ہیں۔

*** آئندہ سالوں میں آپ ادارہ میں کون سی نئی سرگرمیاں شروع کرنے کے خواہاں ہیں؟**

ہم انشاءاللہ پوسٹ ڈاکٹریٹ کو شروع کرنے جا رہے ہیں۔

*** اگر آپ کو V.C بنادیا جائے تو سب سے پہلے کون سے تین اقدامات کریں گے؟**

سب سے پہلی بات میں اپنی صحت کے حوالے سے حقیقت پسند نہیں ہوں اور میں V.C بننے کا اہل نہیں۔

اس سوال کو بدل کر یوں کہا جائے کہ آپ کو چند دنوں کے لیے V.C بنادیا جائے تو سب سے پہلے کیا کریں گے؟

اساتذہ جو فارغ ہیں ان کو ذمہ داریاں دوں گا اور ان کا باقاعدہ احتساب کروں گا۔

ایک آدمی کے پاس جو ایک سے زائد عہدے ہیں ان کو ختم کروں گا۔ اور میں جانچ پرکھ کر کے جو اہل ہیں ان کو ذمہ داریاں دوں گا۔

عرصہ دراز سے جن لوگوں نے اجارہ داریاں بنا رکھی ہیں اور کرسیاں خالی نہیں چھوڑتے انہوں نے اداروں کو تباہ کر دیا ہے۔ جو نمائشی ہیں ان کو فارغ کر دوں گا اور جو اہل ہیں ان کو کام دوں گا۔

*** طلباء (قارئین) کے نام کوئی پیغام؟**

سب سے بڑی کامیابی تعلیم کے ذریعے ہے دنیا کی ساری عظمتیں تعلیم ہی کے ذریعے ہیں آپ اس وقت تک کچھ بھی نہیں بن سکتے جب تک آپ تعلیم یافتہ نہ ہوں اور تربیت یافتہ نہ ہوں۔ تعلیم اگر تربیت، عزتِ نفس اور تعمیرِ اخلاق کے بغیر ہو اور صرف ڈگریاں ہی ہوں اور آپ کے اندر خوبیاں نہ پیدا کر سکتیں ہوں تو ایسی تعلیم اور زیادہ خطرناک ہے اور میں ایسی تعلیم کو موت سمجھتا ہوں جو عزتِ نفس، حلال و حرام اور تعمیرِ اخلاق سے خالی ہوں۔

******

# ہم چلے مقالہ لکھنے

(مدیحہ اصغر، ایم اے سال دوم، رولنمبر 37)

جی تو دوستوں! ہوا کچھ یوں کہ پارٹ II میں بیٹھتے ہی تحقیقی مقالہ کا شور زبان زد عام ہوا۔ ہر ایک کی زبان پر ایک ہی جملہ تھا تحقیقی مقالہ کر رہی ہوں یا نہیں کر رہی اور ہم ٹھہرے غیر سنجیدہ جو کسی بات کو خصوصاً پڑھائی کو سنجیدگی سے لیتے ہی نہیں۔ تو پھر کیا سر نفی میں ہلا کر ہر ایک کو ایک ہی جواب دیتے۔ نہیں ہم سے نہیں ہوتی یہ سر کھپائی۔ لہٰذا سیاسیات پڑھنے کا ہی فیصلہ کیا مگر دل ہی دل میں یہ کشمکش بھی تھی کہ رکھ ہی لیتے تو اچھا تھا۔ کیونکہ ہمیں اپنی نالائقی کا تب تب احساس ہوا جب جب پروفیسر حسن مدنی صاحب نے ہمیں سیاسیات کے بڑے بڑے اور مشکل مشکل نظام پڑھانا شروع کیے جو ہمارے سر سے 10 فٹ اوپر سے ہی گزر گئے۔ اور پھر خود کو کوسا کہ کاش تحقیقی مقالہ رکھ لیتے تو اچھا تھا۔ پر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ پڑھائی کو سنجیدہ لینے والے لوگ مقالہ (Thesis) رکھ چکے تھے اور انکے نام بھی لسٹ (فہرست) میں آ چکے تھے لہٰذا دل کو سمجھا کر سیاسیات میں لگانے کی بھرپور کوشش کی مگر سیاسیات نے ہم سے دل نہ لگایا۔ کسی روٹھی ہوئی سخت مزاج محبوبہ کی طرح ہم سیاسیات کو منانے میں ناکام ہی رہے۔

پھر کیا تھا کہ کلاس میں شور اٹھا کہ کچھ لڑکیاں تحقیقی مقالہ کرنا چاہتی ہیں اس مقصد کے لئے جناب ڈائریکٹر صاحب کو درخواستیں دھڑا دھڑ جمع ہو رہی تھیں تو کلاس میں بیٹھے بیٹھے ہم نے بھی درخواست لکھ ہی ڈالی، دل میں یہی تھا کہ "اے کہڑی منظور ہونی اے ایڈی کیتے میں تحقیق کرن والی رہیندی نئیں"۔

اگلے دن پتہ لگا کہ جس جس نے بھی درخواست لکھی تھی سب کے نام فہرست میں آ گئے صرف ہمارا ہی نہیں آیا تو اڑتی اڑی مگر باوثوق ذرائع سے خبر موصول ہوئی کہ جناب سعد صدیقی صاحب کو لکھی گئیں تمام درخواستیں کھو گئی تھی تو پھر سے سب نے لکھی بس پھر دوستو کیا تھا ہم بھی پہنچے پروفیسر محمد عثمان صاحب کے پاس اور جا کر بتایا کہ ہم تو بڑے مر رہے ہیں تحقیقی مقالہ کے لئے مگر بدقسمتی سے نام نہیں آیا۔ دل میں ڈر ہی رہے تھے کہ سر جلال میں نہ آ جائیں۔ اور غصہ نہ کریں۔

مگر صد شکر کے خلاف توقع سر بہت اچھے موڈ میں ملے اور اندازہ ہوا کہ آفس میں سر بہت اچھے موڈ میں ہوتے ہیں لہٰذا سر نے کہا میرے بیٹے آپ دوبارہ لکھ کر مجھے دے جاؤ۔ بس جو کانپے کانپتے آفس میں داخل ہوئے تھے کلمہ پڑھتے ہوئے اور خود کو ذہنی طور پر ہر قسم کے غصہ کا سامنا کرنے کے لئے تیار کر کے بڑے ہنسی خوشی باہر تشریف لائے۔ بس سوچ لیا اب اگر مقالہ ملا تو صرف سر عثمان صاحب کے پاس ہی کرنا ہے۔ دوستو! دلچسپ بات تو بتائی ہی نہیں کہ درخواست پر عنوانات بھی لکھنا تھا جس پر ہم مقالہ کرنا چاہتے ہیں پر عنوانات کا ہم کام چوروں کو کیا پتہ اور تحقیق کیا ہوتی ہے اسکا کیا علم بس عنوانات کے نہ سر تھے نا پیر اسکا، اندازہ بھی تب ہوا جب سر عثمان کے چہرے کے تاثرات بدلتے ہوئے دیکھے جب انہوں نے عنوانات کو دہرایا پھر ہم نے بھی کہا سر عنوانات آپ ہی لکھ دیں۔۔۔

اور ان سے درخواست کی سپر وائزر کے طور پر بھی اپنا نام ہی لکھ لیں۔ اور اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ سر نے اپنا نام لکھ لیا۔ اور عنوان بھی خود ہی تجویز کر دیا۔

بس پھر کیا تھا بہت خوش تھے ہم اور چند دنوں بعد پھر سر کے آفس تشریف لائے اور کام شروع کرنے کے متعلق پوچھا۔ وائے ری قسمت سر نے پوچھا عنوان کیا تھا آپکا؟ اور ہم ٹھہرے غیر سنجیدہ عنوان کیا تھا ماشاءاللہ یاد ہی نہیں آیا اور دماغ پر جتنا بھی زور ڈالا جواب ندارد پھر کیا تھا لرزتی زبان سے کہا سوری سر وہ تو نہیں پتہ۔۔۔

عین اُسی موقع پر کلاس کی دو اور محترمائیں تشریف لائیں غالباً مقالہ کے سلسلے میں ہی تھیں۔

انہوں نے بھی کوئی بونگی ماری سر نے پھر کہا خوب فرمایا جو وہاں موجود تمام محترماؤں کے لئے تھا۔

"عنوان پتہ نہیں اور چلی تحقیقی مقالہ کرنے۔ جتنا وقت آپ لوگ تزئین و آرائش پر لگائی ہیں اگر پڑھائی پر لگایا ہو تو آپ میں سے ہر ایک سکالر بن جائے"۔

بس کان لپیٹے اور آفس سے نکلے۔

کیا خوب کہا شاعر نے۔۔۔

بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے۔

لیکن آہستہ آہستہ سر کے بارے میں جانا تو اندازہ ہوا کہ وہ حقیقت میں ایک اچھے اور شفیق و ملنسار انسان اور محنتی اور ذمہ دار استاد ہیں۔ مقالہ میں غلطیاں کرتے ہوئے ہم تھک جاتے ہیں۔ مگر پروفیسر عثمان صاحب رہنمائی کرتے۔ اور غلطیوں سے آگاہ کرتے نہیں تھکتے اور نہ اکتاتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمارے تمام اساتذہ کی عمریں دراز کریں اور ان سے یونہی اپنے دین کی خدمات لیتا رہے۔ آمین۔۔۔۔

بس پھر تب سے تحقیقی مقالہ جاری ہے۔ راز کی بات بتاؤں دوستو!!

ابھی بھی سوچ رہی ہوں بڑا شوق چڑھا تھا تحقیقی مقالہ کرنے کا سیاسیات ہی ٹھیک تھی۔ کیونکہ ہمیں پکی پکائی کھیر کھانے کی عادت ہے۔

اور اب اندازہ ہو رہا ہے کہ یہاں ایسے نہیں کھائی جائے گی کھیر پہلے خوب پکانی پڑے گی۔

اور ستم ظریفی یہ کہ اپنی پکائی کھیر کھانی بھی خود ہی پڑے گی۔

******

# نوادرات

# معذور افراد کے حقوق

(حافظ محمد شاہد،ایم اے،رول نمبر 13)

مذاہب عالم کا مطالعہ کیا جائے تو ان کی تعلیمات میں سائلین، محرومین، مستضعفین اور کسی بھی انداز کی معذوری اور محتاجی کے سد باب کے اشارے یا واضح اسلوب موجود ہیں۔ قبل مسیح کے دیگر مختلف افکار اور مذاہب کے راہ نما اپنے اپنے صحائف اور اخبارات کے ذریعے معاشرے کے محروم اور ضرورت مند لوگوں کی بھلائی کے بارے مقتدر حضرات کو آگاہ کرتے رہے۔ بعد ازاں ان کی سرداری اپنے ہاتھ میں لے کر ظلم و جبر کا کاروبار عام کرنے والے کامیاب ہوگئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی آسمانی کتابوں زبور اور انجیل میں ان طبقات کی فلاح اور بھلائی کے باب موجود ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اللہ کے اذن سے اندھوں کو بینائی بخشنا اور کوڑھ کے مریضوں کو شفایاب کرنا،ان کی تعلیمات کا عملی نمونہ ہے۔ حتی کہ یہ سلسلہ ادیان حضرت محمد ﷺ کی شریعت مطہرہ تک آن پہنچا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں معذور افراد کے بارے واضح اور کھلے احکامات کا ذکر کرتے ہوئے آنحضور ﷺ کی زندگی میں ہی عملی اقدامات کا بندوبست فرمایا۔

## تکریم انسانیت

رب کائنات نے جتنی مخلوقات کو وجود بخشا،سب سے افضل اور مکرم انسان کو بنایا ہے۔ارشاد ربانی ہے۔

**لقد خلقنا الا نسان فی احسن تقویم (التین 95)**

**ولقد کرمنا بنی ادم (بنی اسرائیل 18 : 80)**

آپ ﷺ نے فرمایا:

اے بنی نوع انسان! تمھارے خون، تمھارے اموال اور تمھارے عزتیں تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح اس ماہ (ذوالحجہ) اس شہر مکہ میں تمھارے لیے اس دن (یون عرفہ) کی عزت ہے۔ (السیرۃ النبویہ،ابن ہشام)

دینِ اسلام نے زندگی کے معاملات میں ہر انسان کو بلا تمیز رنگ و نسل یا سماجی مرتبہ مساوی حیثیت عطا کی ہے۔ یہ عام سماجی رویہ ہے کہ معذور افراد کو زندگی کے عام معاملات اور میل جول میں نظر انداز کرنے کی روش اختیار کی جاتی ہیں۔ قرآنی تعلیمات نے اس روش اور عادت کی سختی سے مذمت کرتے ہوئے ہر انسان کو لائقِ عزت و وقار قرار دیا ہے۔

**یا یھا الذین امنوا الا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونو خیر منھم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیر منھن ولا تلمزو ا نفسکم و لا تنا بزو بالا لقاب بئس ال سم الفسوق بعد الایمان و من لم یتب فاولئک ھم الظلمون (الحجرات:11 )**

## معاشرتی رتبہ اور توجہ کا حق

ایک موقعے پر حضور ﷺ روسا نے مشرکین کو تبلیغ فرمارہے تھے کہ اتنے میں نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دوسروں سے مصروف گفتگو ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ عبداللہ بن ام مکتوم کی طرف متوجہ نہ ہو سکے تو اس عدم توجہی پر یہ آیت نازل ہوئی۔

**عبس و تولی ان جاء ہ الا عمیٰ و ما یدریک لعلہ یزکی ا و یذکر فتنفعہ الذکری (عبس ، 1، 2، 3)**

ان آیات مبارکہ کے توسط سے امت کو یہ تعلیم دی گئی:

1۔ معذور افراد دیگر افراد معاشرے کی نسبت زیادہ توجہ کے مستحق ہیں۔ دوسرے افراد کو ان پر ترجیح دیتے ہوئے انہیں نظر انداز نہ کیا جائے۔

2۔ عزت و وقار کے مرتبے کا تعین سماجی یا معاشرتی حیثیت کو دیکھ کر نہ کیا جائے بلکہ اس کے لیے ذاتی کردار، تقویٰ اصلاح طلبی اور نیکی کے جذبے کو معیار بنایا جائے۔

3۔ معذور افراد کو تعلیم سے بہرہ مند کیا جائے کیونکہ وہ دیگر انسانوں کی طرح مفید اور کار آمد ثابت ہو سکتے ہیں۔

دین اسلام نے کسی شخص کے جسمانی نقص یا کمزوری کی بنا پر اس کی عزت و توقیر اور معاشرتی رتبہ کو کم کرنے کی ہر گز اجازت نہ دی بلکہ جابجا دوسرے انسانوں کی نسبت زیادہ عزت دی ہے۔

## اہل قرابت کے نان نفقہ کا حق

اسلام نے جہاں خصوصی افراد کو معاشرے میں عدم توجہی سے محفوظ رکھنے کے احکامات جاری کیے وہاں ان کے سماجی تحفظ کا بھی اہتمام کیا ہے۔ قدرت نے جہاں انھیں کسی ایک صفت سے محروم کیا وہیں ان کی معاونت اور مدد کے لیے ان کے حقوق کا حکم بھی صادر کر دیا۔

کوئی حرج نہیں اگر کوئی اندھا، یا لنگڑا، یا مریض (کسی کے گھر سے کھالے)۔النور: 22

حضرت عمر کا گزر کسی کے دروازے پر سے ہوا جہاں ایک سائل بھیک مانگ رہا تھا۔ وہ ایک بوڑھا آدمی تھا جس کی بصارت زائل ہو چکی تھی۔ آپ نے پوچھا: تم اہل کتاب کے کس گروہ سے ہو؟ اس نے کہا یہودی آپ نے اس سے پوچھا: تمھیں کس چیز نے بھیک مانگنے پر مجبور کیا جواب ملا میں ضرورت مندی اور جزیہ کی وجہ سے بھیک مانگ رہا ہوں۔ حضرت عمر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور گھر میں اسے کچھ لا کر دیا اور پھر آپ نے بیت المال کے نگران کو بلایا اور فرمایا: اس کا اور اس جیسے دوسرے لوگوں کا خیال رکھو۔

## ذاتی افکار

ہمارے معاشرے ایک المیہ یہ ہے کہ ایک معذور لڑکے / لڑکی کی شادی ایک معذور لڑکے / لڑکی سے کر دی جاتی ہیں۔ مثلاً میں نے دو سے زائد ایسی ہی شادیاں دیکھی ہیں جس میں ایک نابینا لڑکی کی شادی ایک نابینا لڑکے کے ساتھ کی گئی میں نے تھوڑی سی کوشش سے لڑکے اور لڑکی کے والدین سے پوچھا کہ آپ ان دونوں کی شادی کیوں کر رہے جب کہ دونوں افراد معذور ہیں اور ان کے لیے مستقبل میں زندگی گزارنا مزید مشکل ہو جائے گی جبکہ میاں بیوی تو ایک دوسرے کا سہارا اور بازو ہوتے ہیں۔

توان والدین نے جواب دیا کہ "ہمارے بچوں سے کوئی عام Normal بندہ شادی کرنے کے لیے تیار ہی نہیں وہ تو بوجھ سمجھتے ہیں۔ میرے خیال سے ایک میاں بیوی کا جوڑا ایک دوسرے کے لیے سہارا بازو ہوتے جب دونوں میاں بیوی معذور اور ایک قسم کی معذوری کا شکار ہو تو ایک عقل رکھنے والا بندہ یہ ضرور سوچے گا کہ مستقبل میں کیسے زندگی گزاریں گے ؟ کیسے آگے خاندان چلائیں گے ؟

## گوہر قابل

درج ذیل میں ان قابل باصلاحیت خوددار معذور افراد کا ذکر ہے جو کامیاب اعلیٰ شرف انسانیت کی کرسی پر بیٹھ کر زندگی گزار رہے۔

### 1۔ منیبہ مزاری Muniba Mazari

منیبہ ماری ایک پاکستانی آرٹسٹ، ماڈل Motivational Speaker، سنگر (Singer)، اور ٹیلی ویژن میزبان ہے اور سپیشل Special بچوں کے لیے اسکول بھی چلاتی ہیں جہاں تمام تعلیمی سہولیات بالکل مفت دی جاتی ہیں۔

معذوری کو اپنی طاقت ثابت کرنے اور اپنے جیسے لوگوں کو امید دلانے کی ان کوششوں کا اعتراف صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر کیا جاتا ہے۔

### 2۔ سلیم کریم

پاکستان میں معذوروں کی کرکٹ ٹیم کے بانی، کرکٹ کھلاڑی اور بزنس مین ہیں۔

### 3۔ شاکر شجاع آبادی

شاکر شجاع آبادی پاکستان سے تعلق رکھنے والے سرائیکی زبان کے مشہور اور ہر دل عزیز شاعر ہیں جسے سرائیکی زبان کا شیکسپئیر اور انقلابی شاعر کہا جاتا ہے۔

### 4۔ سرمد طارق

سرمد طارق پاکستان کے پہلے معذور ایتھلیٹ اور کہانی گو تھے۔اور انہوں نے کھیل کی دنیا میں بہت سے ریکارڈ قائم کیئے۔

## ہمیں بھی چاہیے

ہم میں سے بعض افراد بہت خوددار ہوتے ہیں وہ کسی بھی کام میں کسی کی کوئی بھی طرح کی مدد نہیں لینا چاہتے وہ سب کچھ اپنے بل بوتے پر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جو کہ ایک اچھی بات ہے کیونکہ ہمیشہ دینے والے ہاتھ کو پسند کیا جاتا ہے نہ کہ لینے والے ہاتھ کو۔اور کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی معذوری کو بنیاد بنا کر اپنی زندگی سے مایوس ہو کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ میرے خیال سے ایسے لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ اس عارضی دنیاوی زندگی خاتمے کے ساتھ یہ عارضی معذوری بھی ختم ہو جائے گی اور اللہ سب سے بڑا سہارا ہے اور رب العالمین ہے۔

میرے خیال سے ہمیں مایوس اور معذوری کو بوجھ سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ نے ایک بہت چھوٹی سی مرضی لے کر اور اسکے ساتھ ساتھ بہت بڑی بڑی نعمتیں دی ہے جو ایک عام انسان کو حاصل نہیں ہیں دنیا میں پیار و محبت بہت قیمتی اور مہنگی چیزی ہے ہمیں اور کیا چاہیے اس محبت و خلوص کے علاوہ۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ اطاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

******

# اللہ تعالیٰ کے احسانات

(نام نامعلوم)

علی ایک بہت ہی اچھا لڑکا تھا۔ سب گھر والے اس سے بہت محبت کرتے تھے۔ علی بھی اپنے بھائی اور بہنوں اور امی ابو سے بہت محبت کرتا تھا وہ امی ابو کی خدمت کرتا تھا کام کاج میں انکا ہاتھ بٹاتا تھا۔ چھوٹے بہن بھائیوں کی پڑھائی میں مدد کرتا تھا علی پانچ وقت کی نماز پابندی سے مسجد جا کر جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا۔

ایک دن علی فجر کی نماز پڑھ کر گھر آیا اور کسی سے بات چیت کئے بغیر اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ علی کی امی نے اس سے پوچھا کیا بات ہے علی بیٹے تم بستر پر لیٹ گئے ہو اسکول نہیں جانا۔ علی نے کہا امی جان میں اسکول نہیں جاؤں گا میرے سب دوست میرے پھٹے ہوئے جوتے دیکھ کر میرا مذاق اڑاتے ہیں آپ ابو سے کہیں وہ میرے لیئے نئے جوتے بازار سے لے آئیں۔

علی کے ابو غریب آدمی تھے وہ ایک جگہ نوکری کرتے تھے وہاں سے ملنے والی تنخواہ سے گزر بسر کرتے اور مشکل سے ہی گھر کا انتظام سنبھال پاتے لیکن علی کی زبان سے اس قسم کی بات سن کر وہ پریشان ہو گئے۔ انھوں نے اپنی اہلیہ (علی کی امی) سے کہا کہ دو رکعت نفل صلوۃ الحاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ یا تو اللہ تعالیٰ اس کے جوتوں کا انتظام کر دے یا علی کو صحیح سمجھ دے کہ وہ اپنا گزرا ان پرانے جوتوں پر کرے۔

علی کی امی جان نے صلوۃ الحاجۃ پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ علی ظہر کی نماز پڑھنے کیلئے نیند سے اٹھا اور کسی سے بات کئے بغیر وضو کر کے مسجد کی طرف چلا گیا۔ راستے میں اس کی نظر اپنے دوستوں پر پڑی جو نئے جوتے پہنے اسکول سے واپس آرہے تھے علی ان سے منہ چھپا کر آگے بڑھ گیا کہ کہیں وہ اس کا مذاق نہ اڑائیں۔

اچانک علی کی نظر ایک لڑکے پر پڑی جو بے ساکھیوں کی مدد سے مسجد کی طرف آرہا تھا اس کے دونوں پاؤں نہیں تھے۔ اسے دیکھ کر علی کو بے حد افسوس ہوا اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو گر پڑے وہ دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ مجھ سے کتنی بڑی غلطی ہو گئی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنے احسانات کیئے کہ مجھے تندرست بنایا۔ دونوں پاؤں

عطا کیئے بغیر بے سا کھیوں سے میں چل سکتا ہوں۔ پھر بھی میں اللہ کی ناشکری کرتا ہوں۔ علی اپنی حرکت پر نادم ہوا اس نے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور گھر آ کر امی ابو سے معافی مانگی اور انھوں نے بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو صحیح راستہ دکھایا۔ علی اپنے پرانے جوتے پالش کر رہا تھا امی جان یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی کہ وہ کہہ رہا تھا اے اللہ میں اسی حال میں خوش ہوں جس حال میں تو نے مجھے رکھا اور پرانے جوتوں پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

**الحمد لله على كل حال**

"ہر حال میں اللہ تعالیٰ تیرا شکر ہے"۔

******

# خود اور خود شناسی

(نام نامعلوم)

ہماری ذات خوبیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہے۔ جو خوبی ہماری شناخت بنتی ہے، اس سے دوام ملتا ہے۔ یہ قدرت کا انعام ہوتا ہے۔ اس خوبی کو ہمیں لے کر چلنا ہوتا ہے۔ قدرت اپنے کارخانے کو چلانے کیلئے ہر انسان میں کچھ ایسی صفات رکھ دیتی ہے کہ کائنات میں جو کمی ہوتی ہے، وہ اس سے پوری ہو جاتی ہے۔ کائنات کا یہ نظام چلتا آ رہا ہے اور چلتا رہے گا، ہم نے پچھلے لوگوں کی جگہ لی، پھر ہماری جگہ اور لوگ لے لیں گے۔ لیکن آج کے وقت میں ہمارا موجود ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اس نظام میں ہماری ضرورت ہے اور اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ہمیں یہ زندگی عطا کی گئی ہے۔

انسان میں یہ تجسس رہتا ہے کہ میں خود کو جانوں، مجھے جانا جائے۔ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ مجھ میں ابھی کمی ہے، ابھی جو کچھ باقی ہے اسے مکمل کرنا ہے یہ تجسس "خود شناسی" کہلاتا ہے۔ یہ تجسس عمر کے کسی بھی حصے میں کسی کے دل میں بھی سما سکتا ہے یہ سوال کبھی بھی اٹھ سکتا ہے کہ میں کون ہوں، میں کدھر جا رہا ہوں اور مجھے جانا کہاں ہے۔ تاریخ میں جن لوگوں نے خود کو جانا، وہ صوفیائے کرام، اولیائے کرام اور وہ نیک لوگ بھی ہو سکتے ہیں اس کے ساتھ وہ لوگ بھی ہو سکتے ہیں جنھوں نے معاشرے کیلئے کوئی کام کیا۔

## مصائب اور مشکلات نعمت ہیں

جن لوگوں کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے خود کو جان لیا، یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے خود کو جان لینے کے بعد وہ کام کیا جس کیلئے وہ پیدا کیے گئے تھے۔ عام طور پر خود کو جاننے والا شخص خود کو اس وقت جانتا ہے جب وہ مصیبت و آلام میں مبتلا ہوتا ہے۔ جتنی خود شناسی انسان کو تکلیف میں ہوتی ہے اتنی خوشی اور راحت میں نہیں ہوتی، غم، تکلیف اور مشکلات کا دور انسان کو اپنے آپ سے آگاہ کرتا ہے۔

حضرت واصف علی واصفؒ فرماتے ہیں:

"جس کی آنکھ میں آنسو ہیں وہ خدا کی رحمت سے بچ نہیں سکتا"۔

خدا کی رحمت سب سے پہلے اس شخص کیلئے ہوتی ہے جسکی آنکھ میں آنسو ہوں، کیونکہ اس وقت دل شکستہ اور ٹوٹا ہوا ہوتا ہے اور شکستہ دل نرم ہوتا ہے۔

## حقیقی محبت

بعض لوگ مجازی محبت میں گرفتار ہوتے ہیں، لیکن وہ محبت انہیں نہیں ملتی۔ البتہ اس محبت کی دوری میں وہ خود کو تلاش کر لیتے ہیں۔ خواجہ غلام فریدؒ کو پڑھا جائے یا حضرت داتا گنج بخش کو پڑھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ ان لوگوں کی خود شناسی کا سفر عشق مجازی سے شروع ہوا تھا۔ تاریخ میں بے شمار ایسے لوگ (صوفیا کرام) ملتے ہیں جن کا مجاز، حقیقت میں بدل گیا۔ انہوں نے ماسوا سے ماورا کی محبت کرلی۔ وہ جزو سے کل کی محبت پر چلے گئے۔ انسان جب اپنا آپ کسی کو دیتا ہے تو اسکو سمجھ آتا ہے کہ اصل زندگی تو یہ زندگی ہے۔ بے شمار لوگ ایسے ہیں جنہوں خود کو تب جانا کہ جب ان کو نیک لوگوں کی صحبت ملی۔ اسکی بہترین مثال اگر کوئی ہے تو رسول اللہ ﷺ کا دورِ نبوت ہے جس کے فیض یافتہ حضرت فاروق اعظم جب منبر پر بیٹھے تھے تو اپنی داڑھی کو پکڑ کر کہتے تھے کہ میں وہ شخص ہوں جو بکریاں اور اونٹ نہیں چرا سکتا تھا۔ یہ حضور ﷺ کی صحبت تھی جس نے مجھے اس قابل بنا دیا۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت تھی۔ یہ بظاہر عام لوگ تھے جن میں تہذیب کی بھی کمی تھی، تمیز کی بھی کمی تھی اور علم کی بھی کمی تھی مگر کمال یہ ہوا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارک کی صحبت میسر آ گئی۔

بعض اوقات تاریخ نے کچھ لوگوں کو ایک آئینہ دیا کہ ان لوگوں نے اپنی شناخت اس کے ذریعے کرلی اور ان کے اندر کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کا اظہار ہونے لگا۔

## بہتر شخصیت

کہا جاتا ہے کہ خود شناسی بھی ممکن ہوتی ہے اگر اپنے سے بہتر شخصیت مل جائے۔ کیونکہ اپنے سے بہتر کا ساتھ سب سے پہلے یہ خیال پیدا کرتا ہے کہ میں اپنی ذات کی نفی کر رہا ہوں، مجھ سے بہتر بھی کوئی ہے،

مجھ میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

کہ ایک شیر کا بچہ گھومتے گھومتے بھیڑوں کے ریوڑھ میں چلا گیا اور وہاں پر رہنے لگا۔ ان میں رہتے رہتے اس نے زندگی گزار دی۔ وہ بھول گیا کہ میں شیر ہوں۔ وقت گزرا ایک دن اس نے دیکھا کہ شیروں کا لشکر جارہا ہے۔ جیسے ہی اس نے شیروں کو دیکھا تو اسے خیال آیا کہ یہ مجھ سے ملتے جلتے ہیں ان کے انداز، ان کے اطوار، ان کے طور طریقے ان کے اندر جھلک میری ہے۔ اس نے دیکھا کہ شیر نے ایک دم بھیڑ کو شکار کر لیا اور کھا گیا۔ یہ دیکھ کر اس کے اندر کا شیر جاگ گیا"۔ انسان کے اندر کا شیر تب جاگتا ہے کہ جب وہ اپنے جیسے کو دیکھتا ہے۔ اگر کوئی درندگی کر رہا ہے اور اسکے اندر درندگی ہے تو وہ اسکو اچھا لگے گا۔ جس کے اندر گناہ ہے اور وہ کسی گناہ کرتے ہوئے دیکھے گا تو اسے ترغیب ملے گی۔ اور اگر اندر نیکی ہے تو پھر نیکی کی ترغیب اندر کی سوئی ہوئی نیکی کو جگا دیتی ہے۔

## جب حق جاگتا ہے

پرانے وقتوں میں شالامار باغ کے علاقے میں زیادہ تر ہندو اور سکھ لوگ رہا کرتے تھے۔ شام کے کسی پہر میں شالامار باغ میں ایک اللہ کے نیک بندے ٹہل رہے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا ایک مرید تھا۔ مغرب کا وقت ہو گیا۔ انہوں نے مرید سے اذان دینے کو کہا۔ مرید نے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد کہا کہ اذان کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے وجہ پوچھی تو مرید نے جواب دیا کہ میں جدھر دیکھتا ہوں مجھے سکھوں کی پگڑیاں نظر آتی ہے یا ہندؤں کی کلنگ نظر آتی ہے، اس لیئے یہاں پر اذان دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ کے ولی نے کہا، بیٹا آپ اذان دے دیجئے جب اذان دی، پیرو مرشد نے نماز شروع کی تو پیچھے تین صفیں بن چکی تھیں۔ مرید نے پوچھا، حضور یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا، حق کی بات سے سویا ہوا حق خود جاگ جاتا ہے آپ کا حق بولنا بہت سوں کے سوئے ہوئے "حق" کو جگا دیتا ہے۔

اسی طرح جن لوگوں کی خودی بیدار ہوئی انہیں تاریخ نے سقراط اور ارسطو کہا تو بعض لوگ درویش ہوئے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو انسان کے مقصدِ حیات کو جگادیتے ہیں کہ جس مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے انہیں بھیجا ہے۔ان کی حق کی پُکار اندر کے حق کو جگا دیتی ہے۔

## محرومی کا احساس

وہ نیکی جو آپکو سلا دے، اس سے بہتر وہ غلطی ہے جو جگا دے جاگنے کے بعد گناہ نہیں ہوتا، توبہ ہو سکتی ہے۔ یہ شعور کہ میں بیدار ہوں، میرا خیال کس طرف جارہا ہے، اللہ کا بہت بڑا انعام ہے۔ ہمیشہ انسان کو غم نے، صالح صحبت نے، توبہ نے یا نیک شخص کی صحبت نے بیدار کیا ہے۔ انسان کی محرومی اسکی طاقت بنتی ہے۔ بشرطیکہ محرومی کا احساس ہو جائے۔ اگر محرومی کا احساس ہی نہ ہو تو محرومی کو دور نہیں کیا جاسکتا۔ کینسر، ہارٹ اٹیک اور ہیپا ٹائٹس بہت سی خطرناک بیماریاں ہیں۔ یہ اس لیے خطرناک ہیں کیونکہ ان کا پتا اس وقت لگتا ہے جب وقت گزر چکا ہوتا ہے۔ لیکن اس سے بھی خطرناک بات یہ ہوتی ہے کہ آدمی کو پتہ ہی نہ ہو کہ میں زندگی میں کس طرف جارہا ہوں۔

انسان پر سب سے بڑی رحمت یہ ہے کہ انسان کی آنکھ کھل جائے اور اسے پتا چل جائے کہ وہ کہاں ہے، کہاں جارہا ہے جب اپنی آنکھ خود پر کھلتی ہے تو اپنی غلطیاں، اپنی کوتاہیاں، اپنے اندر کے موسیٰؑ اور اپنے اندر کے فرعون کا پتالگ جاتا ہے۔ سب سے زیادہ خطرے والی بات تب ہوتی ہے کہ جب غلطیوں کا پتا نہ لگے۔ آدمی کو شعور اور احساس ہی نہ ہو کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کس لیے جی رہا ہے۔

اس کا بہترین حل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ اے میرے مالک! مجھے میری غلطیوں سے آشنا کردے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ میرے اندر کینسر پلتے رہیں۔۔۔ نفرت کا کینسر، بغض کا کینسر، لالچ اور حرص کا کینسر، خودستائشی کا کینسر وغیرہ وغیرہ۔

انسان دو تاریخیں کبھی نہیں بھولتا۔ ایک اسکی تاریخ پیدائش (اگر اسے معلوم ہو) اور دوسری جس دن اسکو یہ پتا لگتا ہے مجھے مالک نے کیوں پیدا کیا۔ اگر یہ پتا لگ جائے کہ مجھے کیوں پیدا کیا گیا ہے۔ میرا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے تو پھر سمجھیئے! کہ خود ستائشی کی بجائے خود شناسی کا سفر شروع ہو گیا ہے۔

## احساسِ خودی

آج بھی بے شمار نوجوانوں میں خودی کا احساس پایا جاتا ہے۔ یہ وہ نوجوان ہیں جن سے معاشرے کو فائدہ ہو رہا ہے۔ آج فلاح و بہبود کے کاموں میں جتنے نوجوان نظر آتے ہیں۔ پہلے اتنے نہیں ہوتے تھے، آج بے شمار تحریکیں نوجوانوں کی وجہ سے چل رہی ہیں۔

ہم یہ گلہ کرتے ہیں کہ نیکی کا زمانہ نہیں ہے۔ لیکن یہ حقیقت بھی یاد رکھیے کہ ایک وقت میں دونوں چیزیں موجود ہوتی ہیں۔ نہ کسی دور میں نیکی مری ہے اور نہ کسی دور میں بدی ختم ہوئی ہے۔ اہم سوال یہ ہے کہ ہم کس صف میں کھڑے ہیں۔ ہماری لائن کون سی ہے۔ ہمارے عمل سے کتنے لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔ اگر واقعی ہمارا خلوص ہے تو پھر بے شمار لوگوں کو اس سے راستہ مل جائے گا۔ بعض اوقات ہماری نصیحتیں دوسروں کو تبدیل نہیں کرتیں، معاملہ فہمی یا حسنِ اخلاق تبدیل کر دیتا ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ :

"مومن کے نامہ اعمال میں قیامت کے روز سب سے وزنی شے اس کے حسن اخلاق ہونگے" (ریاض الصالحین)

کیونکہ حسنِ اخلاق سب سے زیادہ متاثر کرنے والی شے ہے، دوسروں کے دلوں کو بدلنے والی عظیم چیز ہے۔

******

# باپ(ایک عظیم ہستی)

(فاطمہ شاہد، سعدیہ اکبر، ایم اے صبح)

رہاپابرہنہ وہ خود سدا، نیابوٹ مجھ کو دلا دیا
میرے باپ کے اسی روپ نے مجھے باپ جیسابنا دیا
وہ جو سردیوں میں ہوا چلی جو ٹھٹھرتی رات کو فرش پر
میرا باپ چپکے سے سو گیا، مجھے اپنا کھیس اوڑھا دیا
ہمیں بچوں کا مستقبل لیے پھرتا ہے سڑکوں پر
نہیں جو گرمیوں میں کب کوئی گھر سے نکلتا ہے
مجھ کو تھکنے نہیں دیتے ضرورت کا پہاڑ
میرے بچے مجھے بوڑھا ہونے نہیں دیتے
بچائے رکھتا تھا جو موسموں کی شدت سے
وہ میرے باپ کے دستِ دعا کا سایہ تھا

بلاشبہ یہ "باپ" سے اظہار محبت ہی کے کچھ انداز ہیں۔ لیکن نہ جانے کیوں ازل سے ہم نے تصورات و خیالات، احساسات وجذبات یہاں تک کہ اظہار کے انداز میں جو ترتیب باندھ رکھی ہے وہ کچھ اس طرح ہے۔"ماں ۔۔۔ماں۔۔۔ماں اور پھر باپ"۔ بے حس سے بے حس شخص کے سامنے بھی ماں کا ذکر چھیڑ کر دیکھیں، اس کا دل فوراً بھر آئے گا آنکھیں نم ہو جائیں گی۔ لیکن جہاں باپ کی بات آئے۔ لہجے میں سختی ودرشتی در آتی ہے۔ شاید ہم سب کو ہی لگتا ہے کہ وہ شخص جو بظاہر بہت مضبوط و توانا، سخت دل و سخت گیر، سنجیدو رنجیدہ خشک بے لچک سا نظر آتا ہے، اندر سے بھی لطیف اور خوب صورت احساس سے یکسر عاری ہے۔

وہ محض پیسہ کمانے والی مشین، دو جمع دو کرنے والا کوئی کیلکولیٹر ہے۔ عمر بھر محنت وریاضت کی چکی میں پستا، تکلیف ومشقت کی چھلنی میں چھنے جاتا ہے تو اسے زندگی کے کسی بھی مرحلے میں کسی بھی خراج، سلامی اعزاز یا

انعام واکرام کی بھی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن نہیں ایسا نہیں، ہر گز ایسا نہیں ہے۔ باپ کے سانچے میں ڈھلا در حقیقت وہ موم کا پتلا خود پر کتنا ہی مضبوط خول، کیسی ہی تہہ در تہہ کیوں نہ چڑھا دے۔ اسے بھی چاہنے اور چاہے جانے کی تمنا ضرور ہوتی ہے۔ اسے بھی اولاد کی طرف سے اظہار الفت، تجدید محبت، تائید تازہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اگر زبان سے کچھ نہیں کہتا مانگتا نہیں، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ سرے سے اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا۔

وہ بھی اپنے لختِ جگر کی ذرا سی تکلیف پر تڑپ اٹھتا ہے۔ اپنی بیٹی کی آنکھوں سے دو موتی ہی چھلکتے دیکھ لے تو سارا کر و فر۔ طنطنہ، جاہ جلال وہیں جھاگ کی طرح بیٹھنے لگتا ہے۔ یہ کسی ایک باپ کی بات نہیں بلکہ دنیا کے ہر ایک باپ اپنی اولاد کے لیے کچھ ایسے ہی احساسات رکھتا ہے۔ باپ وہ ہستی ہے جو اولاد کے لیے اپنی ذاتی پسند خوشی، نا خوشی حتیٰ کہ اپنی ضرورت تک کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

ایک باپ تن تنہا دس بچوں کو بھی اس خوبی و عمدگی سے پالتا، پرورش کرتا ہے کہ ہر ایک اپنی اپنی جگہ کامیاب انسان کی صورت کھڑا نظر آتا ہے۔ مگر جب ایک روز یہ چٹان حالات کے تھپیڑے کھاتے کھاتے ٹوٹنے چٹخنے لگتی ہے۔ عمر بھر دوسروں کو نفع دیتی ہے کھیتی بنجر ہوتی نظر آتی ہے تو یہ جانے کیوں، ان دس پر وہ اک تنہا تہی دست، کمزور ولاغر وجود بھاری پڑ جاتا ہے۔ تب ہی تو کسی نے کہا ہے:

"ایک باپ دس بچوں کو پال لیتا ہے، دس بچے مل کر ایک باپ نہیں"۔

ہماری تمام خدمات ماں باپ کی محنتوں، تکلیفوں کے سامنے جو انہوں نے ہمیں پالتے وقت جھیلیں کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے والدین کو صحت و تندرستی بھری زندگی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خدا کرے تیری آنکھیں ہمیشہ ہنستی رہیں
دیار وقت سے تو شادماں گزرتا رہے

******

# طالبات سے گفتگو

(روبینہ بشیر، ایم۔اے سال دوئم صبح، رول نمبر33)

**اگر موبائل آپ کی زندگی سے نکال دیا جائے تو کیا ہوگا؟**

- بھئی میرا تو یوٹیوب کے بغیر گزارہ نہیں۔(ساڈاوی)
- زندگی پر سکون ہو جائے گی۔(انعم ستار)

پر کیسے؟

- موبائل کا زیادہ استعمال نہیں کرتی(سنبل 82 وسق

کون ہو تم؟؟؟

- سکون(جویریہ)

OLX پر ڈال دے

- عذاب بن جائے گی۔(انیلہ)

اللہ رحم فرمائے آپ پر

- زندگی ویران ہو جائے گی(ارم)

اے موبائل! زندگی کی یہ بہاریں تمہارے دم سے ہی تو ہیں۔

- چنڈ یہ جانی میرے کول(حافظہ ہما)

Why So Serious?

- تو میں مر جاؤں(فاریہ سلامت)

بریانی!!!

- تو میری دوست فاریہ سے رابطہ کیسے رہے گا۔(سحر شاہین)

یہ دوستی ہم نہیں توڑیں گے۔ توڑیں گے دم مگر تیرا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔

- اب موبائل کی اتنی عادت ہوگئی ہے۔ عجیب لگے گا(ثونیہ علی)

وہ تو لگے گا

- زندگی تھم سی جائے گی(ثوبیہ)

اچھا جی؟؟

- میری زندگی دی رنگینیاں مک جان (از کی بٹ)

دنیا بہت خوبصورت ہے کہ کہیں اور بھی نظر ڈالیں

- نیٹ Addiction ہے مجھے (فاطمہ اسحاق)

شکر ہے Rehabilitation سینٹر سے رابطہ کریں۔ شکریہ

- ہارٹ اٹیک ہو جائے گا مجھے (نصیبا)

اللہ آپ کے موبائل کو لمبی عمر دے۔

- مجھے موبائل ٹیومر ہو جائے گا۔ (صباحت)

بھئی یہ کونسی بیماری ہے؟

- ابھی ابھی نیا لیا ہے ابھی کیسے نکال دوں(حلیمہ)

نیا لیا ہے؟ٹریٹ؟؟؟

- زندگی کو قریب سے جینے کا موقع ملے گا۔(طاہرہ مختار)

پہلے آپ دوربین کا استعمال کرتی ہیں؟

- میرے پاس موبائل نہیں ہے۔ (حلیمہ۔530)

**اگر آپ کو ایک دن کے لیے پنجاب یونیورسٹی کا V.C بنادیا جائے تو آپ سب سے پہلا کام کیا کریں گی؟**

- سب سے پہلے ہاسٹل کا کھانا صحیح کرواؤں گی۔(ارم مختار)

نیک ارادے ہیں۔

- یونیورسٹی کے ماحول کو صحیح کروں گی۔(نبیلہ)

قدم بڑھائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

- وی سی بن کر یہ کوشش کروں گی کہ مستقل وی سی بن جاؤں(صبیحہ بابر)

خطرناک ارادے.

- کینٹین اور پوائنٹس کی صورتحال ٹھیک کروں گی۔(ہما بابر)

ٹھیک ہے جی۔

- بچوں کو استاد کا احترام سکھاؤں گی۔ (شازمہ ناصر)

باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب

- سب سے پہلے وی سی کی کرسی پر بیٹھ کر جھولے لوں گی۔ (ارم بشیر)

اچھا تو آپ وہی ہیں نہ جو ادارے کی کرسیاں توڑتی ہیں۔

- میں سارا سسٹم تبدیل کردوں گی۔(عائشہ قیوم)

بنے گی نئی یونیورسٹی۔

- باپردہ ماحول بناؤں گی۔(اسماء)

سبحان اللہ

- پوری یونیورسٹی میں سر پر دوپٹہ لازمی کردوں گی۔ (ام ہارون

بھائیوں پر دوپٹہ جچے گا تو نہیں۔

- یونیورسٹی کی ہر کلاس میں A.C لگواؤں گی (ارباب)

اور سردیوں میں ہیٹر بھی لگوادینا۔

- یونیورسٹی کی ہر کینٹین سے مفت کھانا کھاکے آؤں گی (از کی بٹ)

عمراں ویکھو تے گلاں ویکھو

- ان حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس ایک دن کو بہتر بنانا چاہوں گی۔ (طاہرہ مختار)

گہری بات

- یونیورسٹی کے ہر پوائنٹ پر WI-FI کا انتظام کروں گی۔ (M-16-107)

اپنے ادارے تو صحیح کروالو پہلے

- یونیورسٹی کے نام کے مطابق اس کا تعلیمی معیار بلند کرنے کی کوشش کروں گی۔ (BS-16-17)

(اللہ کرے آپ کی یہ خواہش جلد پایۂ تکمیل کو پہنچے)

- اپنے ادارے کی عمارت تعمیر کرواؤں گی۔ (BS-16-63)

(اللہ کرے وہ دن جلد آئے) (آمین)

- شام کی کلاسوں کے طلباء و طالبات کو ہوسٹل میں رہنے کی اجازت دوں گی۔ (BS-16-25)

(اچھا خیال ہے)۔

- اپنے ادارے کی انتظامیہ کو ٹھیک کروں گی۔ (BS-16-59)

(انتظامیہ کہیں ٹھیک ہو ہی نہ جائے)

- غریب طلباء و طالبات کی فیس میں رعایت کروں گی (BS-16-20)

(اچھی سوچ ہے)

- تمام طالبات کے لیے حجاب ضروری کروں گی۔ (BS-16-45)

(معاشرہ کافی حد تک سدھر جائے گا)

- پہلی کلاس کا ٹائم 09:00 بجے کروں گی (BS-16-50)

(میں آپ کی بات سے اتفاق کرتی ہوں)

- تمام طلباء و طالبات کے لئے اسلامی لباس ضروری کروں گی۔ (BS-16-55)

(اس سے مغربی تہذیب کے اثرات کافی حد تک کم ہو جائیں گے)

- ہر کلاس میں A.C لگواؤں گی۔ (BS-16-37)

(دل بہلانے کے لئے خیال اچھا ہے غالب)

- مجھے اس طرح کے مذاق پسند نہیں ہیں! (BS-15-62)

(آپ تو زیادہ ہی سیریس ہو گئی ہیں)

- کینٹین کو صاف ستھرا اور معیاری کروں گی۔ (BS-16-27)

(صحت کو بہتر کرنے کرنے کے لیے اچھی کوشش ہے)

- اس دن چھٹی کا اعلان کر دوں گی۔ (BS-16-47)

(ہاہاہاہا۔۔۔۔۔)

- اسلامی قوانین کو نافذ کروں گی۔ (BS-16-36)

(آپ کو V.C بنایا جارہا ہے وزیرِ اعظم نہیں)

- کرپٹ لوگوں کو یونیورسٹی سے نکال دوں گی۔ (BS-16-33)

(خود سے ابتداء کریں معاشرہ بھی آہستہ آہستہ سدھر جائے گا انشاءاللہ)

- یونیورسٹی کے HBL بنک میں طالبات کی طرف دوسری کھڑکی بھی کھلوا دوں گی۔ (BS-16-21)

(طالبات طیش میں کم آئیں گی اور لمبی لائن سے بچ سکیں گی)

******

# Survival of the Wisest

(افق جاوید، ایم اے سال اول شام، رولنمبر 538)

میں نے اسکا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر تو سینڈوچ بناتے ہوئے کہا نظریہ ارتقا Theory of Evolution کے مطابق جو جتنا زیادہ طاقتور ہو گا وہ اتنی دیر تک زندہ رہے گا اور تمہیں پتا ہے نا میری ساری طاقت تو تم ہو۔ اگر تمہیں کچھ ہوا تو میں اس بوسیدہ بلڈ نگ کی طرح جس سے وقت اسکی ساری طاقت چھین لے خود بخود ڈھ جاؤنگا کہنے لگی Come on، Survival of the fittest گزرے وقتوں کی بات ہے اب Survival of the wisest کا دور ہے۔

جو جتنا زیادہ عقلمند ہو گا وہ اتنی دیر زندہ رہے گا اور تم اچھے خاصے عقل مند ہو۔

لو پھر میرے عقل مند ہونے کی داد دینا ہو گی جو آج تک زندہ ہوں پر اس زندہ ہونے میں عجب ہے کہ میں مدتوں سے مسجد قرطبہ کی طرح قائم تو ہوں پر میرے اندر اذان نہیں ہوئی۔

## اپنے اور پرائے:

کچھ ہوتے ہیں جو ہمارے ساتھ رہتے ہیں ہر مصیبت، مشکل، دکھ سکھ میں ساتھ دیتے ہیں۔ اپنے صرف وہی نہیں ہوتے جو صرف خون کے رشتے میں بندھے ہوئے ہیں۔ کبھی کبھی تو ہمیں یہی خون کے رشتے وہ کرد کھاتے ہیں جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا اور یہ ضروری بھی نہیں کہ خون کے رشتوں کو ہی اپنائیت اور اپنوں کا نام دیا جاتا ہے بلکہ ہم ان کو بھی اپنوں کا نام دیتے ہیں جو ہمارے برے وقت میں ہمارا ساتھ دیتے ہیں اور ہماری ہر کڑوی بات کو برداشت کرتے ہیں اور ہمارے مشکل وقت میں ہمارا حوصلہ باندھتے ہیں اور ہم ان کے بغیر زیادہ دیر رہ بھی نہیں سکتے۔ کیوں کہ ہم ان سے اس قدر جُڑے ہوتے ہیں کہ ہم ان کے بغیر نہیں رہ سکتے۔

اپنے تو اپنے ہی ہوتے ہیں جو ساتھ ہوتے ہیں وہ صرف خون کے ہی نہیں بلکہ احساس کے بھی ہوتے ہیں، میں سب کو ہی اپنا مان لیتی ہوں پر یہ پتہ نہیں ہوتا کہ بعد میں اپنے ہی غیر ہو جائیں گے کہ ہم کو پہچاننے سے ہی انکار کر دیں گے۔

بعض اوقات نہیں بلکہ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے جن کو ہم اپنا مان لیتے ہیں لیکن وہی ہمارے لیے افسردگی کا باعث بنتے ہیں۔ پھر ہم اپنے پیارے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں، کیونکہ وہ تو ہر مشکل میں ہر غم میں، ہر خوشی، ہر جگہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ چاہے ہم اُسے بھول جائیں لیکن وہ کسی انسان کو نہیں بھولتا لیکن ہم اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں ویسے تو ہم کو یاد ہوتا ہے کہ ہم اُسی کے بندے ہیں لیکن ہم اُس کی طرف صرف اُسی وقت رجوع کرتے ہیں جب ہم کسی مشکل میں ہوتے ہیں لیکن وہ ہر لمحے ہر گھڑی اپنے بندے کو یاد رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

**وقال ربکم ادعونی استجب لکم (سورۃ مومن/ 60 )**

''اور فرمایا تمہارے رب نے، تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار تو سُنوں گا۔''

اگر ہم اِتنی اُمیدیں اپنے اللہ تعالیٰ سے رکھیں، جتنی اُمیدیں ہم انسانوں سے رکھتے ہیں تو ہم اس دنیا میں کبھی بھی اکیلے نہ ہوں، وہ جو بن مانگے بے حساب دیتا ہے تو سوچیے اگر ہم اس سے مانگیں گے تو ہمیں وہ ہر نعمت عطا کرے گا لیکن ہم تو انسانوں سے اُمیدیں لگا کر بیٹھ جاتے ہیں جب وہ ہمیں دھوکہ دیتے ہیں تو پھر ہم اس کی طرف لوٹتے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک ہے کیوں کہ ایک وہی تو ہے جو اپنے بندے کی پریشانی میں اس کے مانگنے پر اپنے بندے کی مدد کرتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اگر میرا بندہ میری طرف ایک قدم بڑھاتا ہے تو میں اس کی طرف دس قدم آگے بڑھتا ہوں۔ اور اگر میرا بندہ میری طرف دس قدم بڑھاتا ہے تو میں اس کی طرف بھاگ کر آتا ہوں۔''

اس لیے اپنے پرائے سب کو مانو۔ لیکن اُمیدیں صرف اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ ہوں کہ انسان دکھ درد دینے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے۔

جب تک ہم اُن کے لیے خوشی کا باعث ہوتے ہیں وہ ہمیں خوش رکھتے ہیں لیکن حضرت علیؓ نے فرمایا ''انسان ہمیں دکھ نہیں دیتے بلکہ ان سے جڑی اُمیدیں ہم دُکھ دیتی ہیں''۔

اس لیے آج سے یہ عہد کریں کہ ہم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے اور کسی سے اُمیدیں وابستہ نہیں رکھیں گے کیوں کہ ''نااُمیدی کفر ہے اور مایوس وہ ہو جس کا خدا نہ ہو''۔

******

# بوڑھی عورت اور چور

(مریم حنیف، ایم اے سال دوم، رول نمبر 88)

ایک دفعہ کا ذکر ہے بہت سال پہلے دور دراز کے ایک گاؤں میں رحم دل عورت اپنے دو بچوں کے ہمراہ زندگی بسر کر رہی تھی وہ رحم دل عورت صبح سے رات تک تمام دن زمین کے ایک ٹکڑے پر جو اسے اپنے شوہر سے بطور میراث حاصل ہوا تھا کھیتی باڑی کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتی تھی۔

کئی سال بیت گئے اس عورت کے بیٹے جوان ہو گئے ان میں سے ہر کوئی اپنے حصے کا مالک بن گیا۔

فیصل بلند قامت اور خوش شکل تھا۔ حسین صحت مند اور طاقت ور تھا ان کی ماں جو بہت بوڑھی ہو چکی تھی اب نہ تو وہ پہلے کی طرح کام کر سکتی تھی اور نہ ہی کھیتی باڑی کا کام انجام دے سکتی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ سوچوں میں گم تھی آخر کار اس نے فیصلہ کیا کہ بچوں کی شادی کر دی جائے تا کہ بہوئیں اس کی گھر میں مددگار ہوں اور اس کے بیٹے زیادہ محنت اور دلچسپی کے ساتھ زمینوں پر کام کریں۔

بوڑھی عورت نے اپنے اس خیال سے بچوں کو آگاہ کیا انہوں نے بظاہر تو کچھ نہیں کہا یہ خبر سن کر بے حد خوش ہوئے پھاوڑے اور کدال لے کر کھیتوں کی طرف چل پڑے کہ اب کام نہیں کرینگے تو کب کریں گے۔

ارادہ کر کے رشتہ مانگنے کی مہم پر ایک سے دوسرے گھر گئی۔ گاؤں کے تمام گھروں کی خاک چھاننے کے بعد بالآخر اس نے دو پیاری اور اچھی لڑکیاں تلاش کر لیں۔ دونوں کا ایک دوسرے سے بڑھ کر سلیقہ مند تھی لڑکیوں کے گھرانوں سے مثبت جواب پا کر وہ اپنے بیٹوں کے پاس گئی اس سال ان کی فصل اتنی اچھی ہوئی کے پچھلے کئی برسوں کے برابر پیداوار ایک ہی سال میں حاصل ہو گئی۔ بیٹوں نے جب یہ خبر سنی تو اپنی تمام تر محمول پیداوار کو گدھوں اور خچروں پر بار کیا اور فروخت کرنے کیلئے شہر لے گئے جب رات کے وقت وہ تھکے ہارے لوٹے تو سکوں سے بھرے چند تھیلے اپنی ماں کو دیئے تا کہ شادی کے موقع پر کام آسکیں۔

بوڑھی عورت نے سکوں سے بھرا تھیلا کمرے کے فرش میں دفن کر کے اس پر قالین ڈال دیا اور اطمینان

کے ساتھ سو گئی۔اب آبادی کے اس طرف لوگ جانتے تھے کے بوڑھی عورت کی زمین سے حاصل شدہ پیداوار کی فروخت کے بعد کتنے سکوں کے تھیلے اس کے ہاتھ آئے ہیں۔

قصہ مختصر بوڑھی عورت اور اس کے دونوں بیٹوں نے دلھنوں کے شوق میں جشن منایا دو بد شکل چور اس بوڑھی عورت کے گھر داخل ہو گئے چوروں کے دیوار پر سے صحن میں کودنے کی آواز سے بوڑھی عورت کی آنکھ کھل گئی۔اس نے اپنے بیٹوں کو جو دوسرے کمرے میں سو رہے تھے جگانا چاہا کہ چور کمرے میں داخل ہو گئے ہیں بوڑھی عورت نے سوچا"اگر میں نے لب کھولے تو وہ مجھ پر فاتحہ پڑھیں گئے مجھے سوچنا چاہئیے اور اس سے بہتر حل تلاش کرنا چاہیئے"۔یہی سوچ سوچتے ایک تدبیر اس کے ذھن میں آئی۔

اس نے چوروں پر ظاہر کیا کہ وہ نیند میں ہے اور عالم خواب میں باتیں کر رہی ہے۔بولی:ہائے کتنی سردی ہے،اف کتنی سردی ہے فیصل۔شاذم بیٹا مجھے کمبل لا دو وہ اپنے دونوں بیٹوں فیصل اور شاذم کو اندر بلا رہی تھی تا کہ وہ آواز سن کر اندر پہنچیں اس کی مدد کیلئے۔چور کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھے،یک دم پریشان ہو گئے دوڑے اور اندھیرے میں ایک کمبل تلاش کر کے بوڑھی عورت پر ڈال دیا تھوڑی دیر بعد چور دوبارہ کمرے کی تلاشی میں مصروف ہو گئے۔بوڑھی عورت نے ایک بار پھر بچوں کو خبردار کرنے کی کوشش کی اونچی اونچی آواز میں بولنے لگی: گرمی سے مرا دم گھٹ گیا بیٹا میری مدد کروں"چوروں کے پسینے چھوٹ گئے انھوں نے دوڑ کر عورت سے کمبل کھینچ دیا بوڑھی عورت دیکھ رہی تھی کہ اندھیرے میں چور اس کے بستر کو بھی گھسیٹ رہے ہیں اس نے سوچا مجھے اپنی آواز بلند کرنی چاہیئے۔بولی بیٹا مجھے بہت پیاس لگی ہے۔اس کے بیٹے گہری نیند میں تھے لہٰذا اس کے شور سے نہ جاگے ایک چور کو غصہ آگیا اس نے دوسرے کے کان میں کہا کہ کیسی عجیب بڑبڑاتی عورت سے ہمارا واسطہ پڑ گیا ہے۔ایک گلاس پانی لاؤ اور اسے دو بد قسمت چور دوڑتا ہوا گیا جیسے بھی ممکن ہوا پانی کا ایک گلاس ڈھونڈا اور بوڑھی عورت کے ہاتھ میں تھما دیا۔اس بار چوروں نے کمرے کے فرش سے قالین اٹھایا۔بوڑھی عورت جسکے لیے مزید کوئی امید باقی نہ رہی اس نے سوچا کہ اب چور سکوں کے تھیلے ڈھونڈ لیں گے اس لیے اس نے پہلے سے زیادہ اونچی آواز میں فریاد کی۔

بیٹوں "مجھے مچھر نے مار ڈالا" اور اپنے سر چہرے اور ہاتھوں پر خارش شروع کر دی چوروں کے ہاتھ نرم اور گیلی مٹی سے آلودہ ہو چکے تھے۔ انہوں نے سکوں کے بارے میں اندازہ لگایا ہی تھا کہ اس آواز سے گھبرا گئے انہوں نے عورت کو آرام پہنچانے کیلئے ہاتھوں کو ہوا دینے کی صورت میں ہلانا شروع کر دیا اور پھر بھگانے کی آواز (شی شی) نکالی تاکہ مچھر بھاگ جائیں۔ بوڑھی عورت نے دزدیدہ نگاہ سے چوروں کو دیکھا اور مزید بلند آواز سے بولی "بیٹا میری مدد کرو" چور دیکھ رہے تھے کہ اگر اس طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھے رہیں گے تو بوڑھی عورت پوری دنیا کو خبر دار کر دے گئی۔ انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لکڑی سے اس کو کھجلانا شروع کر دیا اس سے بوڑھی عورت کو گدگدی ہوئی اور وہ ہنسنے لگی اور دیر تک ہنستی رہی۔

بیٹے اپنی ماں کے ہنسنے کی آواز سے جاگ اٹھے جیسے ہی انہوں نے کمرے کا دروازہ کھولا بوڑھی عورت چلائی "فیصل بیٹا چور کو پکڑو"۔

وہ چوروں کے سر پر پہنچ گئے اور ان کو پکڑ کر خوب پٹائی کی اور پھر ان کے ہاتھ باندھ دیئے اور ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر انہیں گاؤں کی گلیوں میں پھیرایا تاکہ وہ آیندہ چوری سے باز آئیں اور دوسروں کیلئے نشان عبرت ہوں۔

******

# یقین کا سفر

(رباب رفاقت، ایم اے سال دوم، رول نمبر 54)

زندگی کے سفر میں کچھ لمحات ایسے بھی آتے ہیں کہ انسان مایوسی کے بعد خود کو غموں کی تاریکی میں محسوس کرتا ہے۔ بعض اوقات ہم کچھ دعاؤں کے پورا ہونے کے لیے خدا کے سامنے گڑگڑاتے ہیں۔ لیکن ہم جتنی بھی کوشش کرلیں، چیخ لیں چلالیں وہ ہمیں نہیں ملتی۔ ایسی لاحاصل خواہشات سے مایوسی کے بعد انسان غم کے اندھیروں کی طرف سفر کرتے ہوئے خود کو روشنی سے بہت دور تصور کرتا ہے۔ پھر دنیا کی تمام روشنیاں اور رونقیں بے رنگ لگتی ہیں۔

ہم زندگی کے آئینے میں خود کو بکھرا ہوا دیکھتے ہیں۔ ہم کچھ دعاؤں اور خواہشات کے پورا نہ ہونے پر اپنی زندگی کو اداس اور اجیرن کرتے ہوئے مایوسی کے پہاڑ پر کھڑے ہوتے ہیں۔

ہمیں یہ بات سننے کو ملتی ہے کہ زندگی پھولوں کی سیج نہیں ہے۔ مگر میرا ماننا ہے کہ زندگی کانٹوں کا بستر بھی نہیں ہے بلکہ زندگی خود ایک پھول ہے۔ جس کے ساتھ کانٹے اس کی تازگی کو برقرار رکھنے کے لیے موجود ہوتے ہیں۔

زندگی گزارنے کی پہلی شرط زندہ رہنا ہے۔ جب انسان کو وہ نہیں ملتا کہ جس کی وہ خواہش کرتا ہے تو اس کو مایوس ہونے کی بجائے صبر کرنا چاہیے۔ بہترین زندگی گزارنے کیلئے صبر کی سیڑھیاں چڑھنی ہوگی، یہ دوسری شرط ہے۔ یقین کریں اگر انسان کامل یقین کرلے تو ایسا کوئی پہاڑ نہیں جسے وہ سر نہ کرسکے۔

جو ہم چاہیں اگر وہ نہ ملے تو پھر وہ ہی ہوتا ہے جو ہمارے حق میں اس سے زیادہ بہتر ہے۔ یقین کرلیں اگر وہ چیز ہمیں نہ ملے جس کی ہمیں تمنا ہے۔

تو اس کے بدلے میں خدا نے ہمیں بہترین دینا ہے۔ اس لیے خدا کی ذات پر یقین رکھیں اور اپنی زندگی کے سفر میں پختہ عزم، یقین کو اپنائیں کیونکہ خدا نے ہمیں وہ عطا کرنا ہے جو وہ اپنے خاص بندوں کو عطا کرتا ہے۔

یقین رکھتے ہوئے اس سے مانگتے رہنا چاہیے۔ اس کی عظمت یہ گوارا نہیں کرتی کہ وہ اپنے بندے کو خالی ہاتھ لوٹادے بس دعاؤں کے قبول ہونے کا عمل اور سلسلہ بدل جاتا ہے۔ زندگی کبھی کبھی کڑوے پانی کی طرح ہوتی ہے۔ لیکن اسے نمکین سمجھ کر حلق میں اتارنے کے علاوہ اور حل نہیں ہوتا۔ زندگی کے اس مرحلے پر خود پر پورا یقین رکھیں اور صبر کرنا چاہیے۔

مایوسی کے اندھیروں سے نکل کر یہ امید زندگی کی صبح میں ملنے والی کامیابیوں کے متعلق سوچنا چاہیے۔ اپنی زندگی کے سفر کو اندھیروں سے اجالوں میں لانے کے لیے خدا کے فیصلوں پر یقین رکھنا چاہیے۔ لاحاصل خواہشات کے پیچھے مت بھاگیں بلکہ صبر کریں، پر عزم ارادے کریں کیونکہ گماں کے بعد یقین کا سفر بہت خوبصورت انجام دیتا ہے۔

خواہش سے نہیں گرتے پھل جھولی میں
وقت کی شاخ کو ہلانا ہوگا
کچھ نہیں ہوگا اندھیروں کو برا کہنے سے
اپنے حصے کا دیا خود ہی جلانا ہوگا

******

# قال اللہ تعالیٰ!

(صبغیٰ مصطفےٰ، ایم۔اے سال دوم، رول نمبر 107)

درخت سے گرنے والا کوئی ایسا پتہ نہیں جسکا اسے علم نہ ہو (سورۃ الانعام: 59)

تو پھر

وہ آنسو جو تیری آنکھ سے ٹپکا۔۔۔۔۔۔

وہ درد جس نے تیرے دل کو بے کل کیا

اور کیا تیرا۔۔۔۔۔۔۔۔حال بھی؟

ہاں! بس اطمینان رکھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ مومن کے دو دن یکساں نہیں گزرتے۔۔۔۔یعنی ہر آنے والا دن گزرے ہوئے دن سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔!

موت ایک اٹل حقیقت! لفظ ہے سے تھا کا سفر بہت کھٹن ہوتا ہے۔یہ دو لفظ حال اور ماضی کی عکاسی کرتے ہیں۔میری زندگی کی کہانی بھی کچھ انھیں الفاظ کے گرد گھوم رہی ہے۔انسان زندگی کی رنگینیوں میں یہ فراموش کر دیتا ہے۔کہ یہ دنیا اور زندگی محظ دھوکے کا سامان ہے۔ادھر زندگی نے آنکھ چرائی اُدھر موت منتظر بیٹھی ہے۔ہر انسان کی طرح میری زندگی بھی پر لطف اور پر کیف گزر رہی تھی۔۔۔یوں محسوس ہوتا تھا گویا کہ زندگی کی تمام بہاروں نے میرے گھر پر ہی ڈیرہ ڈال رکھا ہے۔جیسے بہار کے موسم میری خوشیوں کا استقبال کر رہا ہے۔ہوائیں پر پھلائیں مجھے خوش آمدید کہہ رہی ہیں۔۔۔۔میں کیسے یہ سب محسوس نہ کرتی؟آخر اللہ نے مجھے اتنی بڑی سعادت جو نصیب کر دی تھی۔میں بہت خوش تھی کہ مجھے اور میری فیملی کو عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔میرے پاؤں زمین پر نہ لگتے تھے۔جیسے فضائیں مجھے جھولا جھلا رہی ہوں۔۔۔وہ کعبہ تعالیٰ کی طواف۔۔۔۔۔وہ فجر کی پر کیف

اذانیں۔۔۔۔۔وہ مسجد کی پُر نور ہوائیں۔۔۔۔وہ مسجد نبوی کا صحن۔۔۔۔۔وہ کعبہ شریف کا دیدار۔۔۔۔۔وہ پہلی نظر۔۔۔۔۔وہ دعا۔۔۔۔ گو۔۔۔۔گھر واپس آنے کے بعد بھی ایک عرصہ تک کعبہ کی وہ گلیاں اور مسجد نبوی کی وہ رونق مجھے اپنے حصار میں لیے ہوئے تھی۔۔۔۔گو ایک سحر تھا جو اُترنے کا نام نہ لیتا تھا۔۔۔۔۔!
مجھے کیا علم تھا کہ منظر نے یوں بدلنا ہے کہ زندگی نے رُخ ہی تبدیل کر دینا ہے۔زندگی کا ایک غم ہر خوشی پر بھاری پڑ گیا۔عمرہ کے چار مہینے بعد میری زندگی نے جو کروٹ بھری وہ میرے لیے ناقابل فراموش تھی۔۔۔۔۔قیامت کا ایک منظر۔۔۔۔آنکھوں کے سامنے سے گزر گیا۔

نبیؐ نے فرمایا: ''میری امت اپنی آنکھوں سے قیامت نہ دیکھے گی بلکہ اسکے پیاروں کا اس کے درمیاں سے اٹھ جانا قیامت ہے''۔ایسی ہی ایک قیامت میرے گھر پر بھی گزری۔گویا میری دنیا اُجڑ گئی۔میری پیاری امی اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔۔۔۔۔موسم بہار نے موسم خزاں کی چادر اُوڑھ لی۔

اس اچانک موت نے مجھے توڑ کر رکھ دیا۔موت کا حکم یوں ایک طرف یہ ماں کے جانے کا غم تھا۔۔۔۔بہت شدید غم ۔۔۔۔وہ ایک فون کال۔۔۔۔۔موت کی خبر۔۔۔۔ماں کے چلے جانا۔۔۔۔۔۔گھر۔۔۔۔۔۔دستک ۔۔۔۔۔دروازہ۔۔۔۔۔۔وہ رات صدیوں سے لمبی رات تھی۔۔۔۔جیسے کسی نہ ختم ہونے والے غم نے مجھے اپنے حصار میں لے لیا ہو۔۔۔۔!میرے کانوں کو خود پر یقین نہ آیا۔۔۔۔منظر اتنے جلدی بدل جاتے ہیں۔۔۔۔ منٹوں میں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ سکینڈوں ۔۔۔۔ لمحوں میں بدل جاتے۔۔۔ میں اپنے دل کو تسلی دینے کیلئے چل پڑی۔۔۔۔وہ سفر بہت طویل تھا۔۔۔۔۔ایک ناتمام سفر کی شروعات تھی۔۔۔۔۔

******

# سنہرے اقوال

# سنہری باتیں

(حرا، مریم، طیبہ، سدرہ، فاطمہ)

- اپنے نفس کو ایسے کاموں میں مصروف رکھو جو کرنے کے لائق ہوں ورنہ وہ تمھیں ایسے کاموں میں مشغول کر دے گا جو نہ کرنے کے لائق ہوں۔
- دشمن چاہے جتنا بھی میٹھا بولے اسے دشمن ہی سمجھو۔
- کچھ نہ کچھ عیب سب میں ہوتے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ عقل منداپنے عیب خود محسوس کر لیتا ہے۔ جبکہ بے وقوف کے عیب دنیا محسوس کرتی ہے۔
- نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کا خیال رکھو جبکہ بُرائی میں کسی کا ساتھ نہ دو۔

******

# سنہرے موتی

(شازمہ ناصر، ایم سے سال دوم شام، رولنمبر 106)

- موت کو ہمیشہ یاد رکھو مگر موت کی آرزو نہ کرو
- ہنسو ضرور مگر اتنا کہ رونے کی نوبت نہ آئے
- اگر کھانے کی خواہش ہو تو غم کھاؤ
- اگر لینے کی خواہش ہو تو بزرگوں کی دعائیں لو
- اگر دینے کی خواہش ہو تو اللہ عزوجل کی راہ میں دو
- اگر مرنے کی خواہش ہو تو شہید کی موت مرو

******

# سنہری باتیں

(کرن شہزادی، ایم اے، رول نمبر 93)

1۔دوست وہ ہے جو دوستی کا حق دوست کی غیر موجودگی میں ادا کرے اور غیروں کی محفل میں اس کی عزت اور مقام کی حفاظت کرے۔

2۔وقت اور سمجھ ایک ساتھ خوش قسمت لوگوں کو ملتے ہیں۔ کیونکہ اکثر اوقات وقت پر سمجھ نہیں آتی اور سمجھ آنے پر وقت نہیں رہتا۔

3۔اپنے دشمن کو سو دفعہ موقع دو کہ تمہارا دوست بن جائے لیکن دوست کو موقع نہ دو کہ تمہارا دشمن بن جائے۔

4۔ غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔

5۔ اللہ کے نزدیک سب سے گناہ گار چیز جھوٹ بولنے والی زبان ہے۔

6۔ وہ گناہ جس پر تمہیں رنج ہو اللہ کے نزدیک ایسی نیکی سے بہتر ہے جس کا تمہیں غرور ہو۔

7۔ آزمائے ہوئے کو آزمانہ بیوقوفی ہے۔

8۔ کسی کا ظرف آزمانہ چاہتے ہو تو اسے عزت دو۔

10۔ کسی پر بھروسہ کرو تو مکمل کرو یا تمہیں اچھا دوست ملے گا یا اچھا سبق۔

11۔ دو چیزیں ساری زندگی کام آئیں گی۔

i۔ خوشی کی حالت میں وعدہ مت کرو۔

ii۔ غصے کی حالت میں کوئی فیصلہ نہ کرو۔

******

# سائیکالوجی کے مطابق

(نام نامعلوم)

- اگر کوئی شخص زیادہ نیند لیتا ہے تو وہ اداس ہے۔
- اگر کوئی شخص روتا نہیں تو وہ اندر سے کمزور ہے۔
- اگر کوئی شخص بہت زیادہ ہنستا ہے حتیٰ کہ غیر ضرور باتوں پر بھی ہنستا ہے تو وہ اندر سے اکیلا ہے۔
- کوئی شخص کم بولتا ہے مگر جب بولتا ہے تو تیزی سے بولتا ہے تو وہ اپنے اندر کوئی راز رکھتا ہے۔
- اگر کوئی شخص عجیب طریقے سے زیادہ کھائے تو وہ Tension میں ہوتا ہے۔
- کوئی شخص اگر چھوٹی چھوٹی باتوں پر روئے تو وہ معصوم دل کا مالک ہے۔
- کوئی شخص چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ کرے تو یقیناً اسے محبت کی ضرورت ہے۔

******

# خاموشی کیا ہے؟

(نام نامعلوم)

جسمانی مشقت اٹھائے بغیر، بہترین عبادت
آرائش وزیبائش کے بغیر، زینت
بادشاہت اور اقتدار کے بغیر، رعب ودبدبہ
اونچی دیواروں کے بغیر، مضبوط قلعہ
معذرت ومعافی کی ذلت سے نجات
نامہ اعمال میں گناہوں کے اندراج سے حفاظت

******

# مہکتی کلیاں

(نام نامعلوم)

دوستی ایک ایسا پودا ہے جس میں سچ کی مٹی، احساس کا پانی، انسانیت کی ہوا اور اعتبار کی دھوپ اس کو ایک مضبوط درخت بناتی ہیں۔

ہم چہرے تو خوبصورت رکھتے ہیں جس پر لوگوں کی نظر ہوتی ہے لیکن دل کو صاف نہیں رکھتے جس پر اللہ کی نظر ہوتی ہے۔

الفاظ انسان کے غلام ہوتے ہیں مگر صرف (تب تک) بولنے سے پہلے تک، بولنے کے بعد انسان اپنے لفظوں کا غلام بن جاتا ہے۔

دکھ انسان کے مرنے سے نہیں ہوتا بلکہ انسانیت، خلوص کے رشتوں کے ٹوٹ جانے پر ہوتا ہے۔

******

# حکمت بھرا کلام

(نام نامعلوم)

حضرت لقمان علیہ السلام اپنے صاحبزادے کو نصیحت کرتے ہیں۔

1۔اے بیٹے! تم حفاظت کرو نماز میں اپنے دل کی۔

2۔لوگوں کی محفل میں اپنی زبان کی۔

3۔دوسروں کے گھروں میں اپنی نگاہوں کی۔

4۔دستر خوان پر اپنے معدہ کی۔

******

# قیمتی موتی

(حافظہ آمنہ طاہر،ایم اے سال اول)

اللہ پاک پر بھروسہ رکھواس بچے کی طرح جس کو ہوامیں اچھالو تو وہ ہنستا ہے روتا نہیں ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مجھے پیار کرنے والا کبھی گرنے نہ دے گا۔

اچھے لوگوں کا خدا امتحان بہت لیتا ہے مگر ساتھ نہیں چھوڑتا اور برے لوگوں کو اللہ بہت کچھ دیتا ہے مگر پھر ساتھ نہیں دیتا۔

ایسے بنو کہ تم نہیں بلکہ لوگ تمہیں کھونے سے ڈریں۔

رشتے اور دل بہت نازک سے ہوتے ہیں ان کو سنبھال کر رکھو کیونکہ ان کو ٹوٹنے میں پل اور جوڑنے میں برسوں لگ جاتے ہیں۔

اپنی زندگی میں ہر کسی کو اہمیت دو جو اچھا ہو گا وہ خوشی دے گا جو برا ہو گا وہ سبق دے گا۔

غلطی زندگی کا ایک صفحہ ہے لیکن رشتے ایک پوری کتاب ہوتے ہیں اس لیے کبھی بھی پوری کتاب کو ایک صفحے کی وجہ سے ضائع مت کرنا۔

خاموشی علم و حکمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

صدقہ مصیبت کو ٹالتا ہے اور شکر نعمتوں کو بڑھاتا ہے۔

رشتے موتیوں کی طرح ہوتے ہیں کوئی گر جائے تو جھک کر اُٹھا لینا چاہیے۔

دنیا کی محبت سے رب نہیں ملتا لیکن رب کی محبت سے دنیا اور آخرت دونوں مل جاتے ہیں۔

******

# انمول موتی

(عائشہ ناصر، ایم اے سال دوم صبح، رول نمبر 108)

- دعائیں اس وقت کارگر ثابت ہوتی ہیں جب ان کے ساتھ جد و جہد کی جائے۔
- ہم نے سمندر میں تر و تازہ فضاوں میں اترنا سیکھ لیا مگر آج تک زمین پر انسانوں کی طرح رہنا نہیں سیکھا۔
- جب اللہ سے مانگتے ہو تو بے حساب مانگتے ہو لیکن جب عبادت کا وقت آتا ہے تو نو نفل بھی گن کر ادا کرتے ہو۔
- جب عبادت سے بات نہ بنے تو فیصلہ اللہ پر چھوڑ دو۔ اللہ اپنے بندوں کے بارے میں بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔
- ناکامی پر مایوس نہیں ہونا کیونکہ وہی تمھاری کامیابی کا ذریعہ ہے۔
- زندگی ہیرا ہے جیسے تراشنا انسان کا کام ہے۔
- آنکھ دل کا دروازہ ہے۔ تمام آفات اس راہ سے داخل ہوتی ہیں۔
- قبر اندھیرا ہے جس کا چراغ کلمہ طیبہ ہے۔
- کتابوں کو زمین پر نہیں گرا دینا چاہیے۔ کیونکہ کتابیں انسان کو آسمان پر لے جاتی ہیں۔
- دوست وہ ہے جس کی محبت بے لوث ہو۔ جس کا خلوص بے مثال ہو۔ جس کی وفا انمول ہو، جس کی ہمدردی بیش بہا اور جس کی جدائی میں بے پناہ غم ہو۔
- یہ دنیا وقت کے بہتے دریا کے کناروں پر پھیلی ریت ہے۔ اِسے چھانو گے تو پتہ چلے گا کہ ہر زرہ سونا نہیں ہوتا۔
- اتنے غلط انسان نہیں ہوتے جتنے غلط رویے ہوتے ہیں۔
- ہر چھوڑ کر جانے والا شخص بے وفا نہیں ہوتا۔ اور ہر ساتھ دینے والا شخص اپنا نہیں ہوتا۔

******

# احتساب کے موتی

(رحمت اقبال، سال اول شام)

جو مل گیا اس پر شکر کرو، جو چھن گیا اس پر افسوس نہ کرو

جو مانگ لے اسکو دے دو، جو بھول جائے اُسے بھول جاؤ

دنیا میں بے سامان آئے تھے ، بے سامان واپس جاؤ گے

سامان جمع نہ کر، ہجوم سے پرہیز کرو، تنہائی کو ساتھی بناؤ

مفتی ہو تب بھی فتویٰ جاری نہ کرو

جسے خدا ڈھیل دے رہا ہو اسکا کبھی احتساب نہ کرو

بلا ضرورت سچ فساد ہوتا ہے، کوئی پوچھے تو سچ بولو نہ پوچھے تو چپ رہو،

لوگ لذت ہوتے ہیں اور دنیا کی تما لذتوں کا انجام برا ہوتا ہے

زندگی میں جب خوشی اور سکون کم ہو جائے تو سیر پر نکل جاؤ

تمھیں راستے میں سکون بھی ملے گا اور خوشی بھی

دینے میں خوشی ہے اور وصول کرنے میں غم

دولت کو روکو گے تو خود بھی رُک جاؤ گے

چوروں میں رہو گے تو چور ہو جاؤ گے

اللہ راضی رہے گا تو جگ راضی رہے گا، وہ ناراض ہو گا

تو نعمتوں سے خوشبو اٹھ جائے گی

جب تمھارا دل دشمنوں کیلئے رحم محسوس کرنے لگے تو جان

لو کہ تمھارا خالق تم سے راضی ہے

اور ہجرت کرنے والا کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا

ہمیشہ اس چیز کا دھیان رکھنا!!!

کسی کو خود نہ چھوڑ نا، دوسرے کو فیصلہ کرنے کا موقع دینا یہ اللہ کی سنت ہے؟

اللہ کبھی اپنی مخلوق کو تنہا نہیں چھوڑتا، مخلوق اللہ کو چھوڑتی ہے۔

اور دھیان رکھنا جو جا رہا ہو اُسے جانے دینا

مگر جو واپس آرہا ہو اس پر کبھی اپنا دروازہ بند نہ کرنا یہ بھی اللہ کی عادت ہے!

اللہ کبھی کسی کیلئے دروازہ بند نہیں کرتا

اللہ ہمیشہ اپنے واپس آنے والوں کیلئے دروازہ کھلا رکھتا ہے۔

تم یہ کرتے رہنا تمھارے دروازے پر میلا لگا رہے گا۔

******

# خاموشی

(جنید شفیق)

جب انسان اپنا وقت کھو دے تو اس کے لیے بہترین پناہ خاموشی ہے۔وضاحت کبھی سچا ثابت نہیں کر سکتی۔\ندامت کبھی نعم البدل نہیں ہو سکتی۔الفاظ کبھی بھی انسان کو اس کا کھویا ہوا مقام واپس نہیں دلا سکتے۔ ہاں! خاموشی مزید تذلیل سے بچا لیتی ہے۔

******

# ماں تیری وفا کو سلام

(نام نامعلوم)

کسی نے ماں سے سوال کیا: اگر آپ کے قدموں سے جنت لی جائے اور کہا جائے کچھ اور مانگ لو تو آپ خدا سے کیا مانگو گی؟

ماں نے بہت خوبصورت جواب دیا:

میں اپنی اولاد کا حق اپنے ہاتھ سے لکھنے کا حق مانگوں گی کیوں کہ ان کی خوشی کے آگے میرے لیے ہر جنت چھوٹی ہے۔(ماں تیری وفا کو سلام)

******

# زندگی کیا ہے؟

(نام نامعلوم)

کبھی کبھی زندگی اس قدر مشکل ہو جاتی ہے کہ جینے کا تصور بھی خوفناک لگنے لگتا ہے اور کبھی ایسا وقت بھی آ جاتا ہے کہ زندگی کا ایک پل ایک صدی کے برابر لگتا ہے۔ کبھی کبھی زندگی ایسے لوگوں سے جا ٹکراتی ہے جو ہماری منزل تو نہیں بن سکتے مگر آنکھوں میں اس طرح سج جاتے ہیں کہ انہیں اپنی آنکھوں سے اوجھل کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ ہم ان کو آنکھوں میں اس طرح بسا لیتے ہیں کہ انہیں اپنے خوابوں سے نکالنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے جب کہ ہم یہ جانتے ہیں کہ وہ ہمارے خوابوں کی تعبیر نہیں پھر انہی کے خواب دیکھتے ہیں۔

کبھی کبھی ہماری آنکھوں میں آنسو تو ہوتے ہیں مگر ان کو پونچھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ درد تو ہوتا ہے مگر اس کی دوا نہیں ہوتی احساس تو ہوتا ہے مگر اسے کوئی محسوس نہیں کر سکتا اور تکلیف تو ہوتی ہے مگر اس کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔

آنسو خدا کی وہ نعمت ہیں جن کے آنے سے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے اور دل کو تسلی ملتی ہے۔ مگر کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ آنسو بھی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور پھر آنکھوں سے خون ٹپکتا ہے مگر کوئی دوسرا انسان اس خون کو دیکھ نہیں سکتا۔ محسوس بھی نہیں کر سکتا۔ بقول غالب

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

سب سے بڑھ کہ یہ کہ ہم جس سے محبت کرتے ہیں جس کے لیے دعائیں مانگتے ہیں جس کی یادیں ہی ہمارا قیمتی سرمایہ ہوتی ہیں اسے ہی ہماری محبت کا احساس نہیں ہوتا۔ ہم اس سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں اور وہ بے پناہ محبت کے باوجود اظہار بھی نہیں کر سکتا اور ہماری آنکھوں کے سامنے وہ ہم سے دور چلا جاتا ہے مگر ہم اسے نہیں روک سکتے۔ ہم یہ

سوچ کر خوش ہو جاتے ہیں کہ کیا ہو جو وہ نہیں ملا۔ ہماری خوشی تو اسی میں ہے کہ وہ جس چیز کی خواہش کرے، جسے چاہے وہ اسے مل جائے۔

یہ اونچ نیچ تو زندگی کا حصہ ہے اور یاد زندگی کی وہ سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر انسان آگے بڑھتا ہے یادیں اگر ساتھ نہ ہوں تو انسان کی زندگی ایک ایسے گھر کی مانند ہو جاتی ہے جس کی دیواریں تو ہوں مگر اندر کوئی رہتا نہ ہو۔

ہمیں زندگی کی ناکامیوں سے گبھرا کر اس سے دامن چھڑانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے زندگی تو ایسا دریا ہے جس کی کوئی لہر برابر نہیں اور ہر آنے والی لہر ایک پیغام لے کر آتی ہے خواہ وہ خوشی کی ہو یا غم کی۔ زیادہ تر انسان کو غم کی لہروں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ خوشی بہت۔۔۔۔۔۔۔ دیر سے آتی ہے مگر بہت جلدی گزر جاتی ہے۔ مگر غم بہت جلد آتے ہیں اور بہت دیر تک قائم رہتے ہیں۔ مگر بس زندگی میں غم نہ ہوں تو وہ زندگی ہی کیا ہے۔ یہ غم بھی تو زندگی میں غم نہ ہوں تو وہ زندگی ہی کیا ہے۔ یہ غم بھی تو زندگی کا حصہ ہے اور یہی زندگی ہے۔ بقول شاعر۔

زندگی کیا ہے غم کا دریا ہے

******

# فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(نام نامعلوم)

1۔بداخلاقی عمل کو اس طرح برباد کردیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو۔

2۔اللہ پر بھروسہ کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا۔

3۔کسی کا راز تلاش مت کرو اگر معلوم ہو جائے تو فاش مت کرو۔

4۔انسان کے سب سے برے دشمن اس کے برے دوست ہیں۔

5۔کسی کو خوش کرنا نیکی ہے۔

6۔مسلمان کی طرف دیکھ کر مسکرانا صدقہ ہے۔

7۔مرنے والے سے عبرت حاصل کرو۔

8۔نفس کے خلاف جہاد کرنا ''جہاد اکبر'' ہے۔

9۔گناہ سے بچنا سب سے بڑی نیکی ہے۔

10۔جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔

11۔سب سے افضل صدقہ روٹھے ہوئے کو منانا ہے۔

******

# باپ کی رضا میں رب کی رضا ہے

(غلام فاطمہ، ایم۔اے سالِ اول صبح)

ایک شخص اپنے باپ کے ساتھ نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپؐ نے فرمایا یہ کون ہے ؟

اس شخص نے جواب دیا۔ میرے والد

حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

1۔ کبھی ان کے آگے نہیں چلنا۔

2۔ کبھی ان سے پہلے نہیں بیٹھنا۔

3۔ کبھی ان کے ساتھ ایسی زبان نہ بولنا جو ان کے لیے گالی بن جائے۔

4۔ کبھی اپنے اور ان کے درمیان کسی کو مت آنے دینا۔

5-والد کی خوشی میں رب کی رضا ہے۔اور باپ کی ناراضگی میں رب کی ناراضگی ہے۔

******

# سنہرے موتی

(صائمہ ناز،ایم۔اے سالِ اول صبح،رول نمبر:84)

1۔ صبح کی نیند انسان کے ارادوں کو کمزور کرتی ہے۔منزلیں پانے والے کبھی دیر تک سویا نہیں کرتے۔

2۔کسی کو تکلیف دے کر معافی مانگ لینے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی دیوار میں ایک کیل ٹھونک دیا جائے پھر نکال لیا جائے۔کیل تو نکل آتا ہے مگر نشان باقی رہ جاتا ہے۔

**ارشادِ ربانی ہے:**

1۔میں نے اپنی رضا کو مخالفت نفس میں رکھ دیا ہے۔لوگ اسے موافقت نفس میں تلاش کرتے ہیں۔
پھر وہ کیسے پائیں گے۔

2۔میں نے آرام کو جنت میں رکھ دیا ہے۔لوگ اسے دنیا میں تلاش کرتے ہیں۔پھر وہ کیسے پائیں گے۔

3۔میں نے علم و حکمت کو بھوک میں رکھ دیا ہے لوگ اسے سیری میں تلاش کرتے ہیں۔پھر وہ کیسے پائیں گے۔

4۔میں نے تونگری کو قناعت میں رکھ دیا ہے لوگ اسے حال میں تلاش کرتے ہیں۔پھر وہ کیسے پائیں گے۔

5۔میں نے عزت کو اپنی اطاعت میں رکھ دیا ہے لوگ اسے بادشاہوں کے دروازوں پر تلاش کرتے ہیں۔پھر وہ کیسے پائیں گے۔

******

# کچھ یادیں کچھ باتیں

# حسرت

یہ 26 فروری پیر کا دن تھا کہ میں جب ڈیپارٹمنٹ داخل ہوئی تو مین گیٹ پر اور اندر دیواروں پر لگے اشتہارات کو دیکھ کر بہت Exited ہوئی۔ کلاس میں داخل ہوئی تو کچھ طلبہ پہلے سے موجود تھے اور کچھ بعد میں آئے تو ہر کوئی یہی ڈسکس کر رہا تھا تم جاؤ گی تم جاؤ گی، غرض یہی باتیں ہوری تھیں۔ لیکن کچھ طالبات کو ڈر تھا کیونکہ عین اسی روز سر حماد کی کلاس تھی اور سر حماد کی کلاس کون چھوڑتا۔ آخر کار اگلے دن ہی ہماری G.R نے ہمت کر کے سر سے بات کی کیونکہ سر حماد کے موڈ اور پاکستانی لائٹ کا کوئی بھروسہ نہیں۔ خیر G.R نے کہا کہ ''سر کل آپ کلاس نہ لیں''، سر بولے گرج کر ''کیوں ہم سب کل فیصل آڈیٹوریم جانا چاہتے ہیں۔''

کس لیے''۔ سر کل مولانا طارق جمیل صاحب کا درس ہونا ہے۔ نہ تو ہم سب اس لیے وہاں جانا چاہتے ہیں۔'''' اچھا تو پھر ٹھیک ہے جائیں آپ سب'' yes یا ہو ہر کوئی خوش ہو گیا۔ اب ہمیں جانے سے کوئی روک نہیں سکتا تھا۔ ہر طرف چہ مگوئیاں شروع ہو گئیں۔ ہم بھی خوش ہو گئے ہم بھی منصوبے بنانے لگے کہ سب اکٹھے جائیں گے۔ کیوں کہ ہمیں خوش فہمی تھی کہ آخر ہم اسلامک اسٹڈیز کے Student ہیں۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ والے ہمیں لے کر جائیں گے۔ لیکن اس کے ہمیں کوئی آثار نظر نہ آئے۔ رات کو G.R کا SMS ملا میرا منہ لٹک گیا کہ سب پہلے ڈیپارٹمنٹ آئیں۔ سر غلام علی خان کی کلاس ہونی ہے۔

یہ کیا سر نے کل ہی کلاس لینی ہے۔ سر ہمیں آپ سے یہ توقع نہ تھی۔ ہمیں کیا پتا تھا کہ سر غلام علی خان ایسا کریں گے۔ صبح ہوتے ہی میں بہت جلدی جلدی تیار ہوئی۔ اسپیشل ڈائری پکڑی اور گھر سے نکلی سٹاپ پر پہنچی تو ہر کوئی یہی باتیں کر رہا تھا کہ ہم سیدھا ہی جائیں گے بعد میں جگہ نہیں ملنی۔

یہ باتیں سن کر مجھے تو جیسے رونا ہی آ کہ کی سب چلے جائیں گے اور ہم رہ جائیں گے آخر مولانا کو Live دیکھنے کا ہر ایک کو شوق تھا۔ کیا ہماری اتنی سی خواہش بھی پوری نہ ہو گی۔ خیر خود کو پھر حوصلہ دیا کہ شاید ڈیپارٹمنٹ والے ہمیں

خود ہی لے جائیں۔ڈیپارٹمنٹ میں اتری تو ہر طرف سناٹا تھاایسا کہ جو دل کو مزید ڈرا رہا تھا کلاس میں گئی تو گنتی کی چند لڑکیاں تھیں۔ میں بھی بیٹھ گئی کچھ مزید لڑکیاں بھی آئیں لیکن G.R نہیں آئی۔ ہم نے SMS کیا کہاں ہو تو کہنے لگی سب مل کر فیصل آڈیٹوریم آجاؤ۔ لو جی یہ کیا ہوا یہ سننا تھا کہ سب چلی گئیں۔ ۸:۳۰ تو ہو چکے تھے لیکن ہم اچھے بچوں کی طرح بیٹھے رہے اور سر کا انتظار کرنے لگے۔ اور سر تو کبھی 9:00 سے پہلے آتے نہیں۔ پھر ہم آفس گئے۔ انکل سے کہا کہ آپ سر کو کال کر کے بتا دیں کہ سب کلاس چلی گئی ہے۔

آخر سر کو بتانا ہمارا فرض تھا جو صرف ہم چاروں کا تھا۔ ہم جلدی جلدی باہر گئے۔ نو بجے اولڈ کیمپس والے پوائنٹ کو آنے میں 5 منٹ باقی تھے۔ ہم نے کہا کہ پوائنٹ سے ہی چلتے ہین۔ لیکن جیسے ہی پوائنٹ آکر رکا تو ایسا لگا کہ آدھی یونیورسٹی یہیں آگئی ہے۔ اتنا رش کہ سیٹ تو دور کی بات کھڑے ہونے کی بھی جگہ مشکل ہی ملی۔ ابھی IBA پہنچے ہی تھے کہ باقی آدھی یونیورسٹی وہاں کھڑی تھی۔ ڈرائیور نے کہا جنھوں نے I,R جانا ہے اتر جائیں۔ یہ کیا بات ہوئی۔ انعم نے کہا (ہماری دوست) کہ یہ انصاف نہیں ہے آخر پوائنٹ ہر ایک کے لیے چلتا ہے ہم نہیں اتریں گے ۔ڈرائیور نے ہمیں تسلی دی۔ کہ آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ ایک دفعہ تو ہم بادلِ ناخواستہ گئے۔ اب تو بس میں پاؤں رکھنے کی جگہ ملنی بھی غنیمت تھی۔ انعم اور گل پیچھے والے گیٹ سے سوار ہوئیں میں اور عمارہ آگے والے سے۔ باقی جو آدھا لاہور بچا تھا۔ وہ Haily جمع تھا۔ یوں جیسے وہ احتجاج کر رہے ہوں۔ ڈرائیور نے ہمیں پھر نیچے اتار دیا۔ پیچھے والا گیٹ کھلا تو سب سے پہلے انعم اور گل ہی باہر آئیں۔ ڈرائیور ہم سے معذرت کرتا ہوا چلا گیا۔ پوائنٹ کا تو یہی حال ہوتا ہمیشہ ہم نے G,R کو کال کی تم نے اچھا نہیں کیا ہمارے ساتھ اوپر سے پوائنٹ والوں نے بھی ہمیں اتار دیا ہے۔ G,R نے کہا ابھی گیٹ نہیں کھلا سب باہر ہی کھڑے ہیں۔ تم لوگ جلدی آجاؤ۔ ہمیں پھر سے ایک امید ملی۔ جو کہ بلکل اچھی نہ تھی۔ آخر 10.00 کا ٹائم ہے ہو سکتا ہے کہ گیٹ تب ہی کھلے ہم بڑے اطمینان سے آگے بڑھے۔

گل نے ہم سے کہا کہ Haily کی فروٹ چاٹ بہت اچھی ہے کھائیں۔ بھوک ہم چاروں کو لگی تھی کیونکہ Excitement میں ناشتہ بھی نہیں کیا تھا۔ ہم فروٹ چاٹ کا آڈر دے کر باتوں میں مگن ہوگئے کہ ابھی تو 9:20 ہوئے ہیں۔ کافی ٹائم موجود ہے۔ چاٹ کھا کر ہم وہاں سے چلے تو سوچا کہ سامنے امرودوں والے باغ سے چلتے ہیں۔ Short راستہ ہے جلدی پہنچ جائیں گے۔

یہ کیا ابھی ہم عین باغ کے وسط میں ہی پہنچے تھے کہ ہمارے پاؤں ریت سے سفید ہوگئے۔ شاید ابھی بھی کسان ہل چلا کر گیا تھا۔ اب ہم کیا کریں۔ واپس جائیں تو اتنا لمبا راستہ آگے بڑھے تو یقیناً بھوت بن جاتے۔ یااللہ نیکی کے راستے میں اتنی رکاوٹیں۔ ہم نے خود کو تسلی دی کہ اللہ کے راستے میں اگر پاؤں غبار آلود ہوں تو جہنم کی آگ نہیں چھوتی۔ ویسے ہی شیطان ہمارے راستے میں مشکلات پیدا کر رہا ہے۔ ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ ہم نے ہمت کی اور باغ کی ایک طرف سے نکل کر سڑک پر آگئے۔ اور اپنی منزل کی جانب بڑے جوش سے بڑھنے لگے۔ لیکن کتنا چلتے آخر تھک گئے۔ اچانک ایک رکشہ جاتا ہوا دیکھائی دیا۔ ہم نے اسے روکا اور بیٹھ گئے۔ رکشے والے نے 3 منٹ میں 30 روپے لے کر ہمیں I,R اتار دیا۔

آگے سیکورٹی کی وجہ سے راستہ بند تھا۔ ہمیں پھر بھی پیدل ہی چلنا پڑا۔ پورے 10.00 بجے ہم وہاں پہنچے تو ہر طرف گہما گہمی تھی۔ شور شرابا تھا ہم سمجھے مولانا صاحب آگئے جلدی جلدی آگے گئے تو منظر دیکھ کر ہمارے تو طوطے اڑ گئے۔ یہاں تو آڈیٹوریم میں داخل ہونے پر طلبہ اور سیکورٹی کے درمیان زبردست جھگڑا چل رہا تھا۔ ہمیں تو سمجھ ہی نہیں آیا کہ گیٹ کب کھلا اور کب بند ہوا۔ مایوس ہو کر ہم سامنے گھاس پر بیٹھ گئے اور تلاوت سننے لگئے جو وہاں لگے بڑے بڑے اسپیکرز سے سنائی دیتی۔ جو غالباً ہم جیسے احمقوں کیلئے ہی لگے تھے موسم بھی خوشگوار تھا اور گھاس بھی گیلی تھی۔ عوام کی کافی تعداد وہاں پر موجود تھی۔ ہم نے سوچا کیوں نہ آگے چل کر کھڑے ہو جائیں ہم مولانا کو آتے ہوئے ہی دیکھ لیں گے۔ ہم بڑی سمجھداری کے ساتھ جس گیٹ پر زیادہ سیکورٹی تھی چلے گئے۔ لیکن دل کے ارمان دل میں ہی رہ گئے۔ ہم یہاں بھی منہ دیکھتے ہی رہ گئے مولانا پتہ نہیں کس دروازے سے اندر Enter ہوگئے۔

ہم بوجھل دل کے ساتھ وہیں بیٹھ کر درس سننے لگے۔ مولانا میں ایک خوبی یہ ہے کہ وہ کسی کو بور نہیں ہونے دیتے چاہے کوئی انہیں بن دیکھے سن رہا ہو۔ ہم انکی سیرت نبویؐ اور اخلاق پر مبنی اچھی اچھی گفتگو سنتے رہے۔

ہمارے ساتھ کسی نے بھی اچھا نہیں کیا۔ یونیورسٹی والوں کو کسی کھلے میدان میں انتظام کرنا چاہیے تھا۔ جہاں ہم جیسے لوگ بھی پورے آجاتے۔

اندر سے آنے والی تالیوں کی آواز ہمارے زخموں پر مزید نمک چھڑکتی۔ ہماری کلاس کی ایک بھی لڑکی باہر موجود نہ تھی۔ غالباً وہ سب اندر تھیں۔ لیکن ہم معصوم کیا کرتے پوائنٹ والوں نے بھی ہمارے ساتھ اچھا نہیں کیا۔ اس دن کے بعد سے پوائنٹ سے ہمارا بھروسہ ہی اٹھ گیا۔

******

# میں اور پنجاب یونیورسٹی

(سحرش اعظم، ایم اے سال اول صبح)

ہم تیری دھن میں پریشان زندگی اے زندگی
اور تو ہم سے گریزاں زندگی اے زندگی

جی ہاں یہ میری آپ بیتی ہے۔شاید آپ میں سے کچھ لوگوں کو پڑھ کر یہ آپ بیتی بھی لگے۔(کل نہ سہی جز ہی سہی)ہمارے جانے والے ساتھی اس آپ بیتی کو پڑھ کر تھوڑا مسکرائیں گے۔اور تھوڑا پر نم ہو جائیں گے جبکہ آنے والے ساتھی اس کی تائید کریں گے۔ٹھیک ہے ٹھیک ہے اور دیر نہیں ہم اپنی کہانی شروع کرتے ہیں۔

بہت سے لوگوں کی طرح صرف پنجاب یونیورسٹی میں پڑھنا ہمارا خواب ہر گز نہیں تھا۔بلکہ پنجاب یونیورسٹی کے ادارہ علوم اسلامیہ سے ریگولر ایم اے اسلامیات کرنا ہمارا خواب تھا۔ہم اس خواب کو سینچتے رہے۔اور اس کی تکمیل کے لیے کوشاں رہے۔اور آخر کار تین سال کے انتظار کے بعد یہ خواب حقیقت بن کر ہمارے سامنے آہی گیا۔(الحمد اللہ) بعض خوابوں کی تعبیر ہو بہو مل جایا کرتی ہے۔اور بعض خواب الٹ ہو جایا کرتے ہیں۔لیکن نہیں ہمارے ساتھ یہ دونوں صورتیں نہیں ہوئیں۔ہمارے خوابوں کی تعبیر میں تھوڑا ساTechnical Faultآگیا تھا۔ہوا کچھ یوں کہ خواب تو ہم نے رنگ برنگا دیکھا تھا لیکن تعبیر بلیک اینڈ وائٹ ہوئی۔

سنا تھا(بلکہ اسکول کے دور میں دیکھا بھی تھا) کہ اساتذہ زیادہ تر(اور استانیاں کل وقت) سردیاں دھوپ میں کینو اور مونگ پھلی کی ساتھ انصاف کرنے اور سویٹر بننے میں صرف کرتی ہیں۔اور گرمیاں آموں کی قاشیں کاٹنے اور روح افزا اورTangسے تواضع میں۔

لیکن یہاں ہماری معلومات اور حساب و کتاب کچھ الٹا ہو گیا تھا۔سنا تھا پروفیسر حضرات دیگر امور انتظامیہ میں اس قدر مصروف ہوتے ہیں کہ کلاس میں آنے کا وقت کم ہی نکال پاتے ہیں۔اور اکثر تو میٹنگ ہی طلباء کی مسیحا بن جاتی ہے۔

## لیکن الٹی ہو گئیں سب تدبیریں

ہماری پہلے ہی دن تمام اسباق کی کلاسیں ہوئیں۔ First impression is the Last impression کے اصول کے تحت ہمیں سمجھ جانا چاہیے تھا کہ آئندہ ہمارے ساتھ کیا ہوگا۔ لیکن طالب علم اس شعر کا عملی نمونہ ہوتے ہیں۔ کبھی ناامید نہیں ہوتے۔

وقت اچھا بھی آئے گا ناصر
غم نہ کر زندگی پڑی ہے ابھی

پہلے ہی دن ہمیں والہانہ خوش آمدید کہنے کے بجائے زیادہ تر اساتذہ نے کہیں اور داخلہ نہ ہونے پر ہم سے اظہار افسوس کیا۔(بعد میں ہمیں ہماری خوش قسمتی کا یقین دلانے کی بھی پوری کوشش کی)اور ہم جو چشم تصور سے خود کو یونیورسٹی کی وسیع اور گرد و غبار سے اٹی لائبریری کے ہر ہر چپے میں بیٹھ کر ایک ایک کتاب چاٹتا دیکھ چکے تھے(اور تمام سال اسی امید پر صرف کر دیا کہ ایک شام لائبریری کے نام ہم بھی فرصت سے منائیں۔)پہلے ہی دن اس طرح واپس جیسے غازی جنگ سے لوٹتے ہیں۔(بس خوشی کا عنصر نکال دیں)

لیکن یہ تسلی ضرور ہوئی کہ ہمارے بڑے ہماری تربیت کے لیے عملی طور پر سرگرم ہیں۔ ہمیں وقت کی پابندی کا کوئی درس نہیں دیا گیا۔ بلکہ پہلے ہی دن اس کا عملی نمونہ ہمیں دیکھا دیا گیا۔ سچ ہے۔

صداقت ہو تو دل سینوں سے کھنچنے لگتے ہیں واعظ
حقیقت خود کو منوا لیتی ہے مانی نہیں جاتی

خیر کچھ دن تو اپنے ساتھ ہونے والے اس اچانک حادثے کی سمجھ ہی نہیں آئی۔ ہم پوری طرح ادارے میں گھوم پھر نہ سکے۔ ماجرا یہ تھا کہ۔

کلاس ہوتی تھی، پھر کلاس ہوتی تھی
زندگی یوں ہی تمام ہوتی تھی۔

ہمارے خواب کو مزید بلیک اینڈ وائٹ کرنے میں کامن روم کا ہاتھ تھا۔ کلاس لے کر تھکے ہارے کامن روم پہنچے تو آنکھیں جھپکنے لگیں۔ اور بوقت ضرورت جب یہ کامن روم پریئر روم میں تبدیل ہوتا تو گال بھی بھیگنے لگتے۔ (تخیل میں) البتہ دل خون کے آنسو حقیقت میں روتا تھا۔ اب آپ رونے کی وجہ پوچھیں گے تو بس اتنا کہیں گے کہ یہ کہیں سے بھی اسلامی طالبات کا کامن روم نہیں لگتا تھا۔ خیر دل میں اس کی صفائی اور نظم و نسق کے کئی وعدے کر کے ہم اس کامن روم سے نکل آئے (یہ سیاست دانوں والے وعدے تھے لیکن امید پر دنیا قائم ہے۔)

اتنے دن تو ہم گھر سے لنچ لا رہے تھے سو سفر صرف کلاس روم سے کامن روم اور کامن روم سے کلاس روم تک تھا۔ اگلا جھٹکا ہمیں اس دن لگا خوابوں میں ایک وسیع میزوں، کرسیوں والی کینٹین تھی۔ کچھ میزیں اندر اور کچھ تازہ ہوا میں، کافی، سوپ کی خوشبو، تکوں اور کبابوں کا۔۔۔۔۔۔۔ چھن یہ خواب بھی بیچارہ ٹوٹ کر چکنا چور ہو گیا۔ کئی چیزیں آنے والے دنوں میں صرف ایک ہی دفعہ کھانے کا اتفاق ہوا۔ اور کچھ کو فقط چکھنے پر اکتفا کیا گیا۔ نہیں نہیں ہم اتنے بھی ناشکرے نہیں (تھوڑے بہت تو ہیں انسان ہیں ناں) جب ہم نے دوسرے Departmentski کینٹینز کے احوال سنے تو ہم خود بخود شکر گزار ہو گئے۔ کہ کچھ نہ ہونے سے بہر حال کچھ ہونا بہتر ہے۔

ایک اور چیز جو ہم نے سن رکھی تھی کہ سرکاری اداروں میں ہر چیز کے نرخ مناسب ہوتے ہیں۔ (کہ طلباء کی کچھ ذمہ داری سرکار نے اپنے کاندھوں پر اٹھا رکھی ہوتی ہے۔) کینٹین پر تو ہمیں شک گزرا تھا لیکن "فوٹو کاپیئر" سے پالا پڑنے کے بعد تو ہمیں یقین ہو گیا کہ نہیں نہیں یہ خبر دشمنوں نے دی ہو گی۔

شاید علامہ فوٹو کاپیئر ہمیں سوال دیتے وقت ڈالر کا حساب رکھتے ہیں (مانا کہ آپ حل شدہ سوال دیتے ہیں لیکن حل تو آپ نے خود نہیں کیا ناں) بس علامہ صاحب سے ہماری اتنی ہی درخواست ہے کہ جائیداد دنیا میں ضرور بنائیں لیکن ہماری جیب نچوڑ کر تو نہ بنائیں کہ:

"سٹوڈنٹ کسی بھی درجے کا ہو مسکین ہوتا ہے"

آخر میں بس یہی کہوں گی کہ ہمارے ادارے جیسا منظم اور پر سکون ادارہ یونیورسٹی میں اور کوئی نہیں ہے۔ہم یونیورسٹی میں جب کسی کام سے اپنے ڈیپارٹمنٹ سے باہر نکلے تو لگا(انتہائی معزرت کے ساتھ) کہ مچھلی منڈی میں آگئے ہیں۔لیکن ہمارے ادارے سا سکون کوئی نہیں۔یہ یقیناً دین اسلام کے نفاذ کی برکت ہے۔اور ذکراللہ کی چاشنی ہے کہ:

**''الا بذکراللہ تطمئن القلوب''**

اور جی نہیں یہ آپ بیتی ابھی ختم نہیں ہوئی۔اسکی دوسری اور شاید آخری قسط کا انتظار کیجیئے گا۔

**فی امان اللہ**

******

# اک یاد

(انعم احمد، ایم اے سال اول صبح)

ارے وانی میرا موبائل کدھر رکھا ہے رات کو تمھارے پاس تھا مناہل نے سوئی ہوئی دانیہ کو جھنجھوڑ کر پوچھا دانیہ پلیز بتاؤ مجھے یونیورسٹی سے دیر ہو رہی ہے میری وین آجائے گی اب کی بار اس نے دانیہ کی منت سماجت کی کیا ہے مناہل آپی سونے بھی نہیں دے رہی رات کو چارجنگ ختم ہو گئی تھی میں نے چارج پر لگایا ہے ادھر دیکھیں وہ دوبارہ منہ پر تکیہ رکھ کر سو گئی مناہل نے ادھر ادھر نظر دوڑائی موبائل جلد ہی مل گیا آپی میری کچھ چیزیں آپکے موبائل میں ہیں ڈیلیٹ نہ کیجئے گا مناہل نے دانیہ کی آواز سنی بھاڑ میں جاؤ تم مجھے دیر ہو رہی ہے آکر پوچھتی ہوں تمھیں۔

اسلام علیکم! اس نے گراؤنڈ میں اپنی دوستوں کو سلام کیا اور اپنی سانسیں ہموار کی جو جلدی کے چکر میں تیز تیز آنے کی وجہ سے پھولی ہوئی تھی۔

آرام سے آرام سے، مناہل اتنی جلدی میں کیوں ہو؟ یار مس ناز کی کلاس شروع ہو گئی ہے جلدی کرو۔ آج مس ناز چھٹی پر ہیں اسی لیے تو ہم تمھارے انتظار میں کھڑے ہیں ارم نے اطلاع دی۔

اچھا ہوا تھینکس۔

وہ کیوں تمہیں تو مس ناز کا لیکچر پسند ہے نا ارم نے حیرت کا اظہار کیا۔ وہ اس لیے کہ میں نے سر جابر کا سبق یاد نہیں کیا اس لیئے ٹائم مل گیا تسکین میں تمھیں نوٹس وٹس ایپ کیے تھے ارے یار ایک تو کل پھو پھو آئیں ہوئیں تھیں اور اوپر سے میرا موبائل اس آفت دانیہ کے پاس تھا اس لیئے بالکل ٹائم نہیں ملا۔

چلو لائبریری میں بیٹھ کر پڑھ لیتے ہیں ایک بار۔ مناہل تم ہی یاد کرو میں تو آج کلاس نہیں لے رہی سر کی۔ ارم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

کیوں بھئی تم کلاس کیوں نہیں لے رہی اتنا اچھا تو پڑھاتے ہیں سر مناہل نے اس کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کی میں نے کب کہا کہ اچھا نہیں پڑھاتے۔

پڑھاتے وقت نہ تو ادھر دیکھنے دیتے ہیں اور نہ ادھر۔۔۔اور اگر کوئی دیکھ لے تو فوراً کلاس سے باہر ارے وہ تو ہمارے فائدے کے لیئے ہی کہتے ہیں تا کہ ہمیں زیورِ تعلیم سے آراستہ کر سکیں۔

اوہیلو۔۔۔زیورِ تعلیم سے ہمیں دوسرے ٹیچر بھی آراستہ کرتے ہیں کیاان کا زیور لینے سے ہم انکار کر دیتے ہیں ارم نے زیور لفظ پر زور دیتے ہوئے مذاق اڑایا۔

لیکن ارم۔۔۔اچھا بس اب تم سر کی حمایت میں لیکچر نہ دینا شروع ہو جانا جب تمہارے ساتھ ہو گا نا تب پوچھیں گے اور میں تو یہی دعا کرتی ہوں تمھیں بھی کسی دن کلاس سے نکال دیا جائے تا کہ تمھیں بھی پتہ چلا کے کیسے محسوس ہوتا ہے انسلٹ کروا کے۔اچھا بس اب پڑھنے دو اور خود بھی پڑھو۔کسی کو کیا پتا تھا کہ یہ دعا بھی اسی وقت قبول ہو سکتی تھی۔

ارم آج تو سر بہت غصے میں ہیں مناہل نے ڈرتے ہوئے کہا یہ کوئی نئی خبر نہیں ہے۔سر تو روز غصے میں ہی ہوتے ہیں اچھا اب تم ذرا سر کی طرف دیکھو میرا تھوڑا سا پڑھنے والا رہتا ہے میں وہ پڑھ لوں جیسے ہی سر ہماری طرف دیکھیں مجھے کندھے کے اشارے سے فوراً بتا دینا مناہل نے تنبیہہ کی۔

رولنمبر 88۔۔۔سر جابر کی غضب ناک آواز گونجی مناہل سے بھکلاہٹ میں نہ جانے کونسا بٹن ٹچ ہوا اور کسی ڈرامے کا سونگ فل والیوم سے پوری کلاس میں گونج اٹھا اور پوری کلاس سر جابر کی کلاس میں کبھی بولی نہ تھی وہ قہقہے لگا رہے تھے مناہل نے گڑبڑا کر فون آف کیا۔

شاید لوگ اسی دن کیلیئے کہتے ہیں کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائیں یہی حال مناہل کا بھی تھا خفت زدہ چہرے کے ساتھ سر جابر کی طرف دیکھ رہی تھی گیٹ آؤٹ فروم مائی کلاس روم (Get out from my classroom) دس دن تک آپ میری کلاس میں نہیں آسکتی۔

مناہل کو کبھی اتنی انسلٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا جتنا کہ آج کرنا پڑا۔

چپ چاپ اپنا بیگ اٹھایااور کلاس سے باہر نکل آئی چہرے کے ساتھ آنکھیں بھی سرخ ٹماٹر ہو رہی تھیں آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

آئی۔ایم۔ سوری سر۔ سر پلیز میری پڑھائی کا پہلے ہی بہت حرج ہو چکا ہے سر میں(Ten Days)کا کام کیسے کروں گی جس ٹائم میں آپ کلاس میں بیٹھ کر ڈرامے اور گانے سن رہی تھیں کسی ٹائم میں گھر میں بیٹھ کر کام کو کیجئے گا۔

اور وہ گھر والوں کو بھی یہ بات نہیں بتا سکتی تھی جانتی تھی کہ سر جابر کبھی نہیں مانیں گے اس بات کو کہ وہ سچ میں ڈرامہ نہیں دیکھ رہی تھی۔

آ گئی مناہل بیٹا، مناہل نے سست روی سے بیگ کو صوفے پر پھینکااور دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ کیا بات ہے۔ بیٹا طبیعت تو ٹھیک ہے ؟ جی امی بس ذرا سی تھکن ہو گئی ہے۔اس نے امی کو پریشان کرنا مناسب نہ سمجھا۔

ارے آپی میں کب سے آپکا انتظار کر رہی تھی پلیز اپنا موبائل دینا دانیہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے مطالبہ کیا۔

شٹ اپ وانی شٹ اپ آئندہ کے بعد اگر تم نے میرے موبائل کو ہاتھ بھی لگایا تو تمھاری خیر نہیں مناہل نے غصے سے دانیہ کو چپ کروایا۔

آج تمہارے وجہ سے میری اتنی انسلٹ ہوئی ہے کہ میں بتا نہیں سکتی میں نے ایسا کیا کیا ہے جو آپ اتنا غصہ کھا رہی ہیں امی اسکو کہیں چپ ہو جائے۔ مجھے بہت غصہ آیا ہوا ہے۔

بیٹا کیا ہوا کچھ تو پتا چلے امی اس نے میرے موبائل میں کون کونسے ڈرامے ڈاؤن لوڈ کیے ہوئے تھے آج کلاس میں کسی ڈرامے کا سونگ چل پڑا جس کی وجہ سے سر نے مجھے کلاس سے نکال دیا تو بیٹا تم سر سے(Sorry) کر لینا اور ساری بات بتا دینا۔

امی بات نہ بتانے کی وجہ سے تو آج میں ان سے بد تمیزی کر بیٹھی ہوں بیٹا اس لیئے تو کہتے ہیں کہ غصہ حرام ہے۔ چل میری بچی پریشان نہ ہو صبح ایک بار پھر(Sorry) کر لینا ماں نے مناہل کو اپنے کندھے سے لگایا۔

سر ! السلام علیکم! (May I come in) آؤ بیٹا سر (I am sorry) آئندہ ایسا نہیں ہوگا دیکھو بیٹا لڑکی ذات کو ہمیشہ شان اور عزت سے زندگی گزارنی چاہیئے ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے جس کی وجہ سے اسکا لوگوں میں تماشا بنے استاد والدین کی طرح ہوتے ہیں کبھی ان سے اس طرح (بدتمیزی سے) بات نہیں کرنی چاہیئے۔

(Sorry Sir) میں آئندہ خیال رکھوں گی۔

چلیں ٹھیک ہے آئندہ آپ میری کلاس میں آسکتی ہیں۔

Thank you Sir.....

آج یونیورسٹی کا آخری دن تھا اور مناہل سوچ رہی تھی کہ یونیورسٹی کا وہ دن وہ لمحہ وہ کبھی نہیں بھلا پائے گی کیونکہ اس کے استاد محسن کے خیال میں اسکا امیج بہت خراب بن گیا تھا اور وہ لمحہ ایک یاد بن کر ہمیشہ اسکی زندگی میں شامل رہے گا۔

******

# مولانا ادریس کاندھلوی کا تعارف اور ان کی تصانیف کا جامع تعارف

(سمیع اللہ، ایم اے سال دوم صبح)

## وطن پیدائش:

''کاندھلہ''، ضلع مظفر نگر یو، پی میں شاہدرہ دہلی اور سہارنپور ریلوے لائن پر ایک بارونق قصبہ ہے۔ مظفر نگر سے ۳۴ میل، دہلی سے ۲۴ میل اور سہارنپور سے ۴۵ میل ہے۔ مشرق میں ہز جمن شرقی اور اس کے کنارے حد نظر تک باغوں کا سلسلہ ہے جمنا ہی کی وجہ سے یہ علاقہ پنجاب کے ضلع کرنال سے کٹتا ہے قصبہ کے جنوب اور مشرق کا علاقہ بہت ذرخیز ہے۔ آموں کے باغات، محلوں اور آبادیوں تک پہنچ گئے ہیں۔

کاندھلہ اگرچہ پرانا قصبہ ہے۔ مگر اس میں تاریخی اہمیت کی کوئی عمارت نہیں ہے۔

مولانا عبدالحیٔ جنھیں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی دامادی کا شرف حاصل ہوا اور جو تحریک آزادی میں حضرت سید احمد شہید اور شاہ اسمائیل شہید کے دست و بازو بنے۔ وہ بھی اسی سرزمین میں سے تھے۔

## نام ونسب ابتدائی حالات:

والد محترم کا تعلق ایک علمی گھرانے سے ہے۔ مفتی الٰہی بخش جنھوں نے مثنوی مولانائے روم کا تکملہ لکھا ہے وہ جد امجد ہیں۔ اجداد میں مولانا مظفر حسین کاندھلوی، مولانا کمال الدین، مولانا حکیم، شیخ الاسلام اور حکیم محمد اشرف جھنجھانوی قابل ذکر ہیں۔

ہمارے داد حافظ محمد اسماعیل نے اپنی تصنیف ''الفاروق بین المنقاد والمارق'' کی ابتداء میں مفتی الٰہی بخش خاتم مثنوی تک اپنا شجرہ نسب یوں بیان کیا ہے۔

''بندہ ناچیز سراپا تقصیر راجی رحمتہ رب القدیر محمد اسماعیل بن صاحب الصدق وصفا، الحاج محمد اسحاق بن العلم والفضل، الائم مولوی محمد ابوالقاسم بن جامع کمالات صوری و معنوی صاحب تالیفات الکثیرہ والتصنیفات المفیۃ

المشہور بین الانام بالمفتی الٰہی بخش کاندھلوی غفراللہ''(الفاروق بین المنقاد والحارق (غطوطہ) مصنف مولی حافظ محمد اسماعیل ص ۲۔

والد کی طرف سے صدیقی النسب تھے اور والدہ کی طرف سے فاروقی النسب تھے۔

والد مرحوم نے اپنی تاریخ ولادت کے بارے میں لکھا ہے۔

یعنی میں ۱۳ ربیع الثانی 1317ھ

کو شہر بھوپال میں پیدا ہوا۔(مقدلہ التفسیر)

## تعلیم وتربیت:

والد صاحب جب حفظِ قرآن سے فارغ ہوئے تو انھیں لے کر حضرت تھانوی کی خدمت میں تھانہ بھون حاضر ہوئے اور فرمایا''مولوی اشرف علی! جس ادریس کو خانقاہ میں داخل کرنے کے لیے لایا ہوں اب یہ آپ کے سپرد ہے''۔

حضرت تھانوی نے برجستہ فرمایا:''حافظ اسماعیل یہ نہ کہیے کہ خانقاہ میں داخل کرنے لایا ہوں، بلکہ یوں کہئیے کہ مدرسہ خانقاہ میں داخل کرنے لایا ہوں۔

صرف ونحو کی پہلی کتاب، حضرت تھانوی نے خود شروع کروائی اور اس کے بعد آپ نے خانقاہ امدادیہ کے مدرسہ میں باقاعدہ تعلیم کا آغاز کردیا۔ مدرسہ اشرفیہ تھانہ بھون میں آپ نے مولانا تھانوی کے علاوہ، مولوی عبداللہ صاحب بشیر المنطق سے بھی علمی استفادہ کیا۔

## مدرسہ عربیہ مظاہر علوم سہارنپور میں:

حضرت تھانوی کے مدرسہ میں چونکہ صرف ابتدائی دینی تعلیم کا انتظام تھا اس لیے کچھ عرصہ وہاں گزارنے کے بعد اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے آپ کو مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخل کیا گیا خود حضرت تھانوی آپ کو سہارنپور لے گئے۔اور مولانا خلیل احمد سہارنپور کے سپرد کردیا۔ حدیث، تفسیر، فقہ اور دیگر مروج علوم کی تکمیل مدرسہ

مظاہر علوم سہارنپور سے کی۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مولانا حافظ عبداللطیف اور مولانا ثابت علی جیسے جلیل القدر علماء واساتذہ سے علمی استفادہ کیا۔ 19 برس کی عمر میں سند فراغ حاصل کی۔

## دارالعلوم دیوبند میں:

اگرچہ آپ نے مظاہر العلوم سے سند فراغ حاصل کرلی مگر آپ نے حدیث پڑھ اور علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ بشیر احمد عثمانی، میاں اصغر حسین، مفتی عزیزالرحمٰن جیسے مایہ ناز اساتذہ کے سامنے زانوائے ادب طے کیا۔

## مصارف القرآن کا تعارف:

بندۂ ناچیز حافظ محمد ادریس بن مولانا اسماعیل کاندھلویؒ جو نسبًا صدیقی اور مذہبًا حنفی اور مشربًا چشتی ہے اہلِ اسلام کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے سرورعالم سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا؛

پس عام بندوں پر اس کا سمجھانا اور علماء پر اس کا سمجھنا فرض ہوا تا کہ خدا تعالیٰ کے حکموں اور اس کی اتاری ہوئی ہدایتوں پر عمل کر کے فریضہ بندگی بجالا سکے۔

قرآن کریم عربی زبان میں اترا جس کا ہندوستان کے عوام کو سمجھنا بہت مشکل تھا۔

اس لیے ہندوستان میں سب سے پہلے عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ۱۱۵۰ھ میں کلام اللہ کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا جس کا نا''فتح الرحمٰن''رکھا۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ کے ترجمہ کے پچپن سال بعد ان کے فرزند ارجمند شاہ عبدالقادر دہلوی نے اردو میں قرآن کا ترجمہ بامحاورہ کیا۔

دوسرا اردو ترجمہ شاہ عبدالقادر کے بھائی شاہ رفیع الدین صاحب نے کیا۔

حکیم الامت حضرت مولانا حافظ محمد اشرف علی صاحب تھانوی متوفی ۱۳۶۲ ھ قدس اللہ سرہ کے حصہ میں آئی اور بیان القرآن کے نام سے ۱۳۲۵ ھ میں ایک تفسیر لکھی جو اپنی افادیت اور جامعیت اور مقبولیت میں ثری سے ثریا تک پہنچ گئی۔

اس طرح بیان القرآن کے طرز پر مولانا ادریس کاندھلویؒ نے ایک ایسی تفسیر لکھی جو مطالب قرآنیہ کی توضیح و تشریح اور ربط آیات کے علاوہ قدرے احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ وتابعین پر اور بقدر ضرورت لطائف و مصارف اور نکات اور مسائل مشکلہ کی تحقیقات اور ملاحدہ وزنادقہ کی تردید اور ذان کے شبہات اور اعتراضات کے جوابات پر بھی مشتمل ہو۔ تاکہ کلام خداوندی کی عظمت و شوکت اور اس کی جامعیت اور اس کا اعجاز کا کچھ نمونہ نظروں کے سامنے آجائے پھر یہ کہ وہ ترجمہ اور تفسیر سلف صالحین کے مسلک سے ذرہ برابر ہٹا ہوا نہ ہو۔ عہد نبوت اور عہد صحابہ وتابعین سے لے کر اس وقت تک امت علماء ربانین اور راسخین فی العلم نے جس طرح قرآن کریم کا مطلب سمجھا ہے۔ اسی طرح اس امانت کو بلا کسی خیانت کے مسلمانوں تک پہنچادیا جائے اور کسی جگہ بھی اپنی رائے اور خیال اور نظر کو قرآن کے بہانہ سے پیش کر کے مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب نہ دیا جائے جیسا کہ آج کل آزاد منشوں کا یہ طریقہ ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر لکھ کر اس لیے شائع کر رہے ہیں کہ تاویل و تحریف کے ذریعہ قرآنی تعلیمات کو مغربی تہذیب و تمدن کے مطابق کر دیں۔ ان آزاد مفسروں کی ہمہ تن یہ کوشش ہوتی ہے کہ نقطہ تو عربی ہوں اور معنی مغربی ہوں اور یورپ کے ملورین کے خیالات باطلہ کو قرآن کے نام سے مسلمانوں میں پھیلایا جائے۔ غرض یہ کہ گروہ قانون خداوندی کو مسخ کیا کر رہا ہے۔ اور اپنے حسب منشاء قرآن کے معنی گھڑ کر لوگوں میں شائع کر رہا ہے۔

مولانا صاحب نے اس التزام کے ساتھ تقریباً ۱۳۶۰ ھ میں تفسیر لکھنی شروع کی مگر دیگر مشاغل کی بناء پر پابندی نہ ہو سکی جب موقع ملا کچھ لکھ لیا۔ اور ادارہ یہ کیا جس طرح صحابہ وتابعین اور سلف صالحین نے قرآن کو سمجھا ہے۔ بعینہ اس طرح اس کو مسلمانوں تک پہنچادیا جائے مغربیت اور عصریت کے نفسانی تقاضوں سے مرعوب ہو کر قرآن کریم

کے مدلول اور مفہوم کو نہ بدلہ جائے اور اس تفسیر کا نام ''مصارف القرآن رکھا''۔اللہ تعالیٰ اس کو ہر مسلمان کے لیے مفید اور نافع اور مشعل ہدایت بنائے۔آمین

ماخذ و مصادر: مصارف القرآن (مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا ادریس کاندھلویؒ (میاں محمد صدیق)

******

# ادارہ علوم اسلامیہ سے عقیدت و محبت

(اقرا شہزادی، ایم اے سال اول شام)

اللہ تبارک و تعالیٰ اس کائنات عالم کے قطرہ قطرہ اور ذرہ ذرہ تک کا خالق و مالک ہے اور ہر شے اسکی مملوک و مخلوق ہے، بلاشبہ ہر شے کا اپنے خالق کے ساتھ تعلق مساوی ہے۔

مگر بعض چیزیں اعتبارات اور تعلقات کے باعث خصوصی اہمیت حاصل کر جاتی ہیں، جیسے بیت اللہ، ناقتہ اللہ، عصائے موسیٰ، کلب اصحاب کہف، کہ بیت اور ناقہ اسم جلالت کے ساتھ اضافت تکریم و تشریف کے باعث لائق عزت و احترام اور اشعار اللہ میں داخل ہو گئے، یونہی عصا، کلب اور دیگر اشیاء جنہیں اللہ تعالی کے پیارے بندوں سے نسبت کا شرف حاصل ہو گیا۔ وہ بھی لائق احترام اور اللہ کی نشانیاں ہیں۔

**اِنّ الصَّفَاوَالمَروَۃ مِن شُعآئرِاللّٰہِ**

''بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ (البقرہ:۱۵۸)

**وَاتّخِذُوامِن مّقَامِ اِبرٰاھِمَ مُصَلّی**

''اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز بنالو'' (البقرہ۱۲۵)

بلاشبہ کوہِ صفا اور مروہ حضرت اماں ہاجرہؓ عنہا اور مقام ابراہیم حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قدوم و برکت لزوم کی نسبت سے لائق عزت و تکریم ہوئے اور شعار اللہ میں داخل ہو گئے۔

مومن کے ایمان کا تقاضہ سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ وہ ہر شے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔

**والذِینَ اَمنُو ا شدُّ حُبًّالِلہِ (البقرہ :۱۲۵)**

''اور وہ لوگ جو ایمان لائے سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت کرنے والے ہیں۔''

اور ایمان بااللہ: محبت الہٰیہ، تقویٰ اور خوف خدا کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اسکے پیارے بندوں سے منسوب ہر شے کو نگاہِ محبت سے دیکھا جائے اور دل وجان سے اسکا احترام کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**ذٰلِک وَمَن یُعَظِم شَعَآئِرَاللہ فانھا مِن تقوَی القُلوبِ (الحج :۳۲)**

''بات یہ ہے اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔''

اور ایمان کا یہ تقاضہ ہے کہ نسبت ایسی اشیاء کی توہین اوران سے اظہارِ نفرت سے مکمل اجتناب کیا جائے ورنہ عذاب الہٰی کی گرفت سے کوئی نہیں بچا سکے گا، مثال درکار ہو تو بیت اللہ شریف پر حملہ آور ہونے والے ابرہہ (بادشاہ یمن) کی تباہی کا واقعہ پڑھ لیں۔ یاناقۃ اللہ پر ظلم کرنے والی حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے عبرتناک انجام کا جائزہ لے لیں۔

اور ایمان کا تقاضا اور اہم ترین شرط یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے رسولؐ سے محبت کی جائے اور اپنی جان سے بڑھ کر محبت کی جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ:

''تم فرمادو اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتہ دار اور رتمہارے کمائے ہوئے مال اور تمہاری تجارت (جسکے) جس سے خوفزدہ رہتے ہو اور تمہاری پسندیدہ رہائش گاہ تمہیں اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے وہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (توبہ ۲۴)

رسولؐ نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کو اس کی اولاد اس کے والد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔'' ( صحیح مسلم، جلد و صفحہ ۳)

رسول سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ کی دل و جان سے اتباع کی جائے۔ آپؐ کا باکثرت ذکر کیا جائے۔ آپؐ کی سیرت کو پڑھ اور اس پر عمل کر کے فرحت و مسرت محسوس کی جائے۔

جو رسولؐ سے محبت رکھتا ہو گا۔ وہ آپؐ اور آپؐ سے منسوب ہر چیز کو محبت اور عقیدت کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اور سنتِ رسولؐ کو اپنائے گا۔

وہ آپؐ سے منسوب ہر شے کا دل و جان سے احترام کرے گا وہ قرآن مجید کا احترام کرے گا۔ اور اس پر عمل کرے گا، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، آپکے ساز و سامان، منازل، مجالس، عمامہ شریف، لباس اطہر، مبارک بالوں اور غارِ حراء، غارِ ثور، جبل اور وادی بدر کا بھی احترام کرے گا۔ غرض ان سے جڑی ہر چیز کا احترام کرے گا۔ قیامت تک۔

بلکہ اس قطعہ زمین کا بھی احترام کرے گا۔

بیان مذکورہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے۔

ایک صادق اور محب و مخلص طالبہ و طالب علم پر لازم ہے کہ وہ ادارہ علوم اسلامیہ کا دل و جان سے احترام کرے۔

ادارہ علوم اسلامیہ کے چوکیدار سے لیکر کلرک تک عقیدت و اخلاق کا مظاہرہ کرے۔ یہ ہی نہیں بس سٹاف سے لیکر ہوسٹل تک نہایت ہی احترام سے پیش آئے۔ کیونکہ اسلام بھی ہمیں یہی سکھاتا ہے۔ اور ہم ادھر اسلام ہی تو سیکھنے آتے ہیں۔

خصوصاًادارہ علوم اسلامیہ کے نئے آنے والے مہمانِ گرامی کو دل کی گہرائیوں سے عقیدت و محبت کے پھول نثار کرے۔

اس کا تقاضہ یہ ہے کہ دیگر منسوبات سے بڑھ کر اپنے اساتذہ کا احترام، عقیدت و محبت سے کرے اور اپنے اساتذہ کا احترام دل کی گہرائیوں سے کرے۔

ادارہ علومِ اسلامیہ کے اساتذہ کے بلند حوصلے، خوش اخلاقی، خوش لباس، اور لب و لہجہ دل موہ لینے والے ہیں۔

جس سے اسلام کی جھلک نظر آتی ہے اور جب اسلام کے الفاظ بولتے ہیں۔ان کو دل حق مانتا ہے اور الفاظ سنتے ہی دل نیکی کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔اور محسوس ہوتا ہے کہ ہم وہ طالب علم ہیں۔ جن کے راستے میں فرشتے اپنا پر بچھاتے ہیں۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ادارہ علوم اسلامیہ کے اساتذہ کو صحت و تندرستی دے اور اسی طرح وہ اپنے علم کی روشنی سے ہم جیسے چراغ منور کرتے رہیں۔آمین۔

******

# افقِ نظم و غزل

# غزل

(نامعلوم)

آسائشیں ہیں کہ بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں
راحتیں ہیں کہ گھٹتی ہی چلی جاتی ہیں

محبتیں ہیں کہ مٹتی ہی چلی جاتی ہیں
عداوتیں ہیں کہ پنپتی ہی چلی جاتی ہیں

یہ کیسا عروج ہے تمدن کا
قدریں ہیں کہ مرتی ہی چلی جاتی ہیں

اس سے بڑھ کر تہی دامنی اور کیا ہو گی
تاریکیاں دامن پکڑتی چلی جاتی ہیں

کچھ کرو کرم تم ابن آدم پر
رونقیں دم توڑتی جاتی ہیں

******

# غزل

(نامعلوم)

میں جو کہتی ہوں تو ہر بات بری لگتی ہے
آنکھ نم ہو تو یہ برسات بری لگتی ہے

یوں تو ملتے ہیں ہزاروں سے گرم جوشی سے
اور ایک ہم سے ملاقات بری لگتی ہے

ہم کہ قسمت کے تھکائے ہوئے مزدوروں کو
اجرتِ گردش حالات بری لگتی ہے

میں یوں حالات سے جیتی ہوئی بازی ہاری
وقت دے جائے جو وہ مات بری لگتی ہے

کاش پوچھوں میں اس دور کے خداؤں سے
کیوں میری رسمِ سوالات بری لگتی ہے

میں تو ہر اشک کو بے مول نگینہ سمجھوں
عشق میں نرمی جذبات بری لگتی ہے

جفا فریب کے تحفے بہت لئے طیبہ
بس مجھے غم کی ہی سوغات بری لگتی ہے

******

# ماں

(نامعلوم)

دعاؤں رحمتوں کو خود پر فدا دیکھا ہے
ماں کی صورت میں اکثر خدا دیکھا ہے

ماں نے چوما ہے بڑے پیار سے ماتھا میرا
اپنی پیشانی پر اک چاند سجا دیکھا ہے

اپنے آنچل پر جو سب بلائیں روک لے
ماں کے جیسا کہاں کوئی دوسرا دیکھا ہے

اس کے قدموں تلے جنت کا سائباں گہرا
خود کو اس کہکشاں میں بھی گرا دیکھا ہے

ماں کی چھتنار دعاؤں کا نتیجہ جیسے
راہ میں کام رانیوں کو بچھا دیکھا ہے

کتنی بے چین ہیں میرے لئے ماں کی آنکھیں
جن میں فکروں کا جہاں بسا دیکھا ہے

میرے لیے ترے ان رتجگوں کا سرمایہ
اپنے رستے پر دعاؤں کو سجا دیکھا ہے

******

# اسٹوڈنٹ غزل

(نداعروج،ایم اے سال دوم صبح
حِنالطیف،ایم اے سال اول،رولنمبر536)

لگتا نہیں ہے دل میرا اب کسی سوال میں
کسی کی بنی ہے اس ایگزامیشن ہال میں
وقت دراز مانگ کے لائے تھے تین گھنٹے
ایک مختصر میں کٹ گیا دو لمبے سوال میں
کنڑولر سے گلہ نہ ایگزامینر سے شکوہ
قسمت میں لکھی تھی سپیلی بس اسی سال میں
ان فارمولوں سے کہہ دو کہیں دو جا بسیں
اتنی جگہ کہاں دماغ ناآسودہ حال میں
کتنا بد نصیب ہے اسٹوڈنٹ کہ نقل کے لیے
دو کاغذکے ٹکڑے نہ ملے پورے ہال میں

******

# غزل

(حافظہ حلیمہ بنت خالد، ایم اے شام سال اول، رولنمبر 530)

خود کو بُھلا چکے ہیں چاہت کا اختتام ہے
دل میں تمہاری یاد بھی برائے نام ہے۔

خواہش تمہارے وصل کی دل میں ہی مر گئی ہے
آنکھوں میں آنسوؤں کا ستم کو پیام ہے

تیرے بغیر جینا دشوار ہو گیا ہے
لیکن یہ کیا کریں کہ جینا بھی کام ہے

وہ بات میرے دل میں بہت خاص ہو گئی ہے
وہ بات جو کہ تیرے لیے بہت عام ہے

نیلا وہ آسمان ہو آسمان پر تارے ہو تاروں میں اک چاند ہو
اس چاند سے پیارا اک انسان ہو

اس انسان میں میری جان ہو سعدیہ کے دل کا ارمان ہو۔
اک میں ہوں اک تم ہو دوجا مست ہوا کا ساتھ ہو۔

******

# غزل

(قراۃ العین ارشد، اے ایم سال اول شام)

تمھارے گھر کو جو روشنی دے تم اس دیئے کو سنبھال رکھنا
میرے اندھیروں کی فکر چھوڑو تم اپنے گھر کا خیال رکھنا

بے رخی بھی بجا ہے لیکن ہے پاس عزت تمہارا
میری بس اتنی سی التجا ہے قریب نظروں کی جال رکھنا

ہیں نیم بسمل بھی جاں بحق سا ہے جور و ستم تمہارا
مگر بہت سے ہیں منتظر بھی تم اپنی خنجر نکال رکھنا

یہ سرد مہری تمہارے چہرے کی رونقوں کو نہ سرد کر دے
محبتوں سے ہمیشہ قائم اپنا لطف جمال رکھنا

ہے حسن کے ساتھ کج ادائی عجیب سا امتزاج ہے یہ
بڑا ہے اوج کمال لیکن ہر ایک کو یوں بے حال رکھنا

ہے دل شکستہ ہے جاں شکستہ نہ ہے شکایت نہ اب گلہ ہے
تمہاری دنیا سے جا رہے ہیں تم اور سب کو نہال رکھنا

******

# غزل

(نامعلوم)

شجر کی شاخوں پہ تازہ پتے نکل رہے تھے
نئے مسافر راستے بدل رہے تھے

ہوا کی کوشش تھی سارا منظر الٹ پلٹ دے
چراغ لیکن بڑی سہولت سے جل رہے تھے

گلہ کسی سے کریں بھی تو صاحب کیا کریں ہم
کہ سانپ اپنی ہی آستینوں میں پل رہے تھے

بہت کٹھن تھی وہ رہ گزرِ حیات لیکن
سلام ان پر جو گر رہے تھے سنبھل رہے تھے

بوقتِ رخصت وہ مسکراتا ہوا گیا تھا
کچھ اشک لیکن کنارِ مژگاں مچل رہے تھے

******

# نوجوان طلبہ وطالبات کیلئے چند قطعات

(نامعلوم)

دشت غربت میں دل پہ کیا گزری
دل فگاروں سے پوچھ کر دیکھو
کس قدر ہے قیمتی خاکِ وطن
بے دیاروں سے پوچھ کر دیکھو

یہ خدشہ ہے، دلوں میں ہے جواب تک
وہ آپس کی محبت گھٹ نہ جائے
جواں ہونے لگے ہیں گھر کے بچے
کہیں اب گھر کا آنگن بٹ نہ جائے

خدایا پُر خطر جو راستے ہیں
انہیں تو امن کی راہیں بنادے
یہ جتنے لوگ ہیں بارود جیسے
اُنہیں زیتون کی شاخیں بنادے

نہیں آسان ادب سے بات کرنا
کہ اس کے بھی بہت سے قائدے ہیں
جہاں تک ہوسکے خاموش رہیے
خاموشی میں ہزاروں فائدے ہیں

رب کی نعمت خاص ہیں، اُن کو
دنیا بھر کے سکھ دینا تم
مائیں بہت دُکھی ہوتی ہیں
اُن کو اور نہ دُکھ دینا تم

آپس میں تنے رہنا جھگڑنا نہیں اچھا
بے کار خیالات میں پڑنا نہیں اچھا
بنیاد کوئی ہو تو موقف بھی روا ہے
بے وجہ کسی بات پہ اڑنا نہیں اچھا

انفرادیت کا جذبہ ہے بجا
لیکن اس میں بھی سلیقہ چاہئیے
انفرادیت کا مطلب یہ نہیں
دُم لگا کر مسخرہ بن جایئے

******

# غزل

(حرا جمشید اعوان، ایم۔اے سال دوم صبح، رول نمبر 100)

کیا رہے گا یہاں اور کیا نہیں رہنے والا
ہم نے کچھ بھی یہاں دیکھا نہیں رہنے والا

لوگ آتے ہیں یہاں اور چلے جاتے ہیں
تو بھی مجھ کو یہاں لگتا نہی رہنے والا

عرصہ عیش و مسرت ہے کوئی دم کو اگر
غم بھی اس دل میں زیادہ نہیں رہنے والا

بات کوئی بھی نہیں یہاں پر نہیں بننے والی
نقش کوئی بھی یہاں کا نہیں رہنے والا

بجھتی جاتی ہیں اسی غم میں ہماری آنکھیں
تیرے چہرے کا اجالا نہیں رہنے والا

ایک اک کر کے رونقیں سب ختم ہوئیں
اب تو یہ شہر نہیں لگتا رہنے والا

******

# فنی غزل

یوں زندگی کی راہ میں ٹکرا گیا کوئی
خود نیچے اتر کر مجھ کو لٹکا گیا کوئی

رسماً ہی میں نے پوچھ لیا کچھ کھایئے جناب
گھر میں جو کچھ پکا تھا سب کھا گیا کوئی

ویگن میں بڑی زور سے میں چیخی
میرے پاؤں کو جب سینڈل سے دبا گیا کوئی

مجھے بڑا مزہ آیا کیلا کھاتے ہوئے
لیکن افسوس ہوا جب روڈ پہ پھسل گیا کوئی

جب چیٹنگ کرتے ہوئے میں نے کسی کو پاگل کہا
بڑی خوشی سے جب جھوم اٹھا کوئی

پاگل تھی میں نے جو اس بے وفا کو اپنا سمجھا
سرِعام کالج میں مجھ کو رسوا کر گیا کوئی

میرا کیا جرم تھا دوست جب سی ڈی
جب سی ڈی کے بہانے گھر میں چلا آیا کوئی

وہ ایک لمحے کا سفر آج بھی یاد ہے مجھے
جب اچانک دل کے خانے میں بس گیا کوئی

تم کیا سمجھو دل کی بات کو
اپنی باتوں سے جب دل میں اتر گیا کوئی

میں اس قابل تو نہیں کوئی مجھ کو چاہے
لیکن بنا پوچھے مجھ کو چاہ گیا کوئی

مدّت سے دِل کے آنگن مین لوڈشیڈنگ تھی
اپنے حسن کے بلب اسمیں جگا گیا کوئی

******

# میری دعا

(نامعلوم)

اے میرے خالق! میرے مالک!
میں کچھ نہیں جانتی
میں کچھ نہیں چاہتی
سوائے اس کے کہ
میری جو بات، میرا جو عمل، میرا جو سجدہ
تجھے پسند آئے تو پھر!
میری وہی بات میرا وہی عمل میرا وہی سجدہ بس آخری ہو

******

# جب سے بیگم نے مجھ کو مرغا بنا رکھا ہے

(حرا جمشید اعوان، ایم۔اے سال دوم صبح، رول نمبر 100)

جب سے بیگم نے مجھ کو مرغا بنا رکھا ہے
میں نے نظروں کی طرح سر بھی جھکا رکھا ہے

برتنوں آج میرے سر پر کیوں برستے ہو
میں نے تم کو تو ہمیشہ دُھلا رکھا ہے

پہلے بیلن نے بنایا تھا میرے سر پر گومڑ
اب چمٹے نے میرا گال سجا رکھا ہے

سارے کپڑے تو جلا ڈالے ہیں بیگم نے
تن چھپانے کو بنیان پھٹا رکھا ہے

وہی دنیا میں مقدر کا سکندر یہاں ٹھہرا
جس نے خود کو شادی سے بچا رکھا ہے

پی جا اس مار کی تلخی کو بھی ہنس کر ناصر
مار کھانے میں بھی قدرت نے مزہ رکھا ہے

******

# اُستاد

(فاطمہ شریف، ایم۔اے سال دوم صبح، رولنمبر 50)

ادب کے لائق، تعظیم کے قابل اور روحانی والد
ہیں وہ جنہیں استاد کہتے ہیں

فہم میں نہ آئے کوئی بھی بات اگر
سمجھائیں احسن انداز سے انہیں استاد کہتے ہیں

لازم ہے سب کے لیے کریں احترام ان کا
کہ ایک حرف بھی جو سکھائیں انھیں استاد کہتے ہیں

اوجِ ثریا تک پہنچنا چاہتے ہو اگر تم
خلوصِ دل سے کرو خدمت اُنکی جنھیں استاد کہتے ہیں

دُعا ہے میری کہ ہم پائیں وہ مقامِ اعلیٰ
جو ہمارے لیے ہمارے اُستاد چاہتے ہیں

******

# غزل

(شازمہ ناصر، ایم اے سال دوم صبح، رول نمبر106)

میں ہی رسمِ الفت نبھا نہ سکی
تجھے چاہا بہت مگر بتا نہ سکی

تیری جدائی میں صبح و شام روئی بہت
مگر تیرے سامنے آنسو بہا نہ سکی

تجھے چاہا سارے جہاں سے بڑھ کر
ہاں مگر تیری دہلیز پر سر جھکا نہ سکی

رب نے لکھ دی تھیں جدائیاں مقدر میں
جدائی کی لکیر ہاتھوں سے مٹا نہ سکی

تیرے بعد بہت سی خوشیاں آئیں
مگر کسی خوشی پر مسکرا نہ سکی

اک ہی بات رلاتی ہے شام و سحر
جس کو چاہا اس کو پا نہ سکی

******

# گنہگار تیرا

(نامعلوم)

تو ہی غفار تو ہی ستار میرا
عرض کرتا ہے گنہگار تیرا

سودا بکتا نہیں ادھر میرا
پڑا ڈوبا ہوا ہے تار میرا

کیوں ہو گیا بند بازار میرا
کہیں کھو نہ جائے اعتبار میرا

کوئی سفارشی نہیں سرکار میرا
دکھ درد کا کون مددگار میرا

مطلب کی ہے دنیا ساری
جن کو مطلب ہو وہ یار میرا

******

# غزل

(آمنہ شفیع)

سنا ہے بات باتوں میں چلی تھی
سنا ہے رات آنکھوں میں کٹی تھی

سنا ہے وہ بھی آئے تھے کہیں سے
سنا ہے بس قیامت آچلی تھی

******

# غزل

(آمنہ شفیع)

یہ جو ہے فاصلہ تیرا میرا
ہے سنا کم ہے میری شہ رگ سے

التجا اک کروں اگر جانو؟
اب کہ تو اس کو بھی ختم کرے

******

# ساس بہو کا مکالمہ اور شوہر کی بے بسی

(قراۃ العین ارشد، اے ایم سال اول شام)

### بہو کی گل فشانی ملاحظہ ہو

وہ ساس جو ہم سے روٹھ گئی
اس ساس کو ہم منائیں کیا

روز روز کا یہ رونا ہے
تفصیل تم کو بتائیں کیا

میری بنائی ہوئی بریانی ان کو کھیر لگتی ہے
آپا زبیدہ ان کو میری ہمشیر (بہن) لگتی ہے

ایسے میں ان کی خدمت کر کے ثواب کمائیں کیا
ہم مزید ان کے ناز اٹھائیں کیا

اس سے پہلے کہ میری آنکھوں میں لہو آئے
یا ساس لینے کو جانِ بہو آئے

سوچ رہے ہیں میکے چلے جائیں کیا
ہٹلر کے منہ لگ کے اپنی جان گنوائیں کیا

### ساس کا جوابی حملہ

ساس اپنی ہمسائی کو
دکھڑا سناتے ہوئے

کن کنجوسوں میں ہم پھنس گئے

دُکھڑا تم کو اپنا سنائیں کیا

جہیز میں کوئی ساڑھی نہیں، کوئی بنگلہ گاڑی نہیں

ایسے کنگلوں کو ہم منہ لگائیں کیا

سر شام بے ہوشی کی پھکی کھا کے سو جاتی ہے

اُٹھتے اُٹھتے مہارانی کو دوپہر ہو جاتی ہے

بیڈ ٹی پی کر پھر یہ سو جائے

ایسوں کو اللہ ہی اٹھائیں، ہم ان کو اُٹھائیں کیا

فارغ رہ کر سارا دن چارپائی یہ توڑے

کپڑے دھونے کے پاس نہ آئے، صفائی سے یہ دوڑے

روز روز اس کو ہم سمجھائیں کیا

دل تو کرتا ہے دو چار ہاتھ لگائیں کیا

**شوہر بے چارہ آفس سے تھکا ہار آیا اور ساس بہو کا پیار دیکھ کر بلبلا اٹھا**

میں وِیا (شادی) کیوں کروالیا

ہائے وے لوکو

اپنے آپ نو میں پسا (پھنسا) لیا

ہائے وے لوکو

امن اک پل (لمحہ) نہی، اور کوئی حل نہیں

ہائے وے لوکو

میں وِیا(شادی) کیوں کروالئیا

ہائے وے لوکو

مظلوم و بے بس شوہر تو ہر طرف سے پستا ہے

اپنی ماں کی بات مانے تو ظالم بے وفا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بیوی کا ساتھ دے تو رن

مرید۔۔۔۔۔۔۔اور اگر جان بچا کر ایک طرف بیٹھا رہے تو غیر ذمہ دار بے حس۔

آخر لاچار و ناچار شوہر جائے تو کہاں جائے؟

کس سے اپنا رونا روئے؟ کس کو اپنا دکھڑا سنائے۔۔۔۔۔۔۔کس کو محرم راز بنائے؟

ظالم دد نیا والوں اب چپ کیوں لگ گئی ہے تم کو۔۔۔۔۔۔۔کچھ تو بولو دنیا والو

******

(خیر شفیق، ایم۔اے سال اول صبح)

وصی شاہ:

اُسے ہم یاد آتے ہیں فقط فرصت کے لمحوں میں
مگر یہ بات بھی سچ ہے اُسے فرصت نہیں ملتی

غالب:

ہم تسلیم کرتے ہیں ہمیں فرصت نہیں ملتی
مگر جب یاد کرتے ہیں تو زمانہ بھول جاتے ہیں

اقبال:

زمانہ بھول جاتے ہیں تیری ایک دید کی خاطر
خیالوں سے نکلتے ہیں تو صدیاں بیت جاتی ہیں

ساغر:

صدیاں بیت جاتی ہیں خیالوں سے نکلنے میں
مگر جب یاد آتی ہے تو آنکھیں بھیگ جاتی ہیں

مرزا غالب:

دیکھیے پاتے ہیں عشّاق بتوں سے کیا فیض
اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے

احمد فراز:

نہ شب و روز ہی بدلے ہیں نہ حال اچھا ہے
کس برہمن نے کہا تھا کہ یہ سال اچھا ہے

قتیل شفائی:

جس برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے
اس کو دفناو میرے ہاتھ کی ریکھاوں میں

******

# نظم

(نام نامعلوم)

ایک روز جا رہے تھے کہیں سائیکل سے ہم
پہنچے جو ایک موڑ پر نازل ہوا ستم

سائیکل کے جو پیڈل سے جو پاؤں اکھڑ گئے
ہم جا کے اک شوخ حسینہ سے لڑ گئے

سنبھلیں جو وہ ہتھے سے فوراً اکھڑ گئیں
گویا ہوائیں تو جیسے ہواوں سے لڑ گئیں

کہنے لگیں کیا اندھے ہیں آپ آتا نہیں نظر
پھر حرکتیں جناب کی یہ ریش معتبر

پھرتے ہیں کیا شریفوں کی صورت بنا کے آپ
یوں عورتوں پہ گرتے ہیں داڑھی سجا کے آپ

میں نے کہا تھوک دو غصہ کو نازنین
سائیکل لڑی ہے تم سے یہ داڑھی نہیں لڑی

داڑھی کا نام لے کے کیوں ہمیں ہو ٹوکتی
ارے داڑھی کوئی بریک ہے جو سائیکل ہو روکتی

******

# نظم

(حرا ستار، مریم، ایم۔اے سال دوم شام)

کچھ بیتے دن کی یادیں ہیں
کچھ بیتے پل کی باتیں ہیں
تم نہ سنو تو بہتر ہے
جو سن لو گے تو رو دو گے
آنکھوں کو نم کر لو گے
جب دل سے آہیں نکلیں گی
اس عشق سے نفرت کر لو گے
جب دل کے راز کھولیں گے
تو زخم جگر خود بولیں گے
ہم اظہار دل جب کرتے ہیں
اس دل میں آہیں بھرتے ہیں
زخموں کو کیسے سہتے ہیں
یہ دل تھا نادان بڑا
کر گیا مجھے ویران بڑا

******

# رنگ

(انعم احمد، سال اول ایم اے صبح)

رنگ کیسا سوال ہوتے ہیں
رنگ کیسا جواب ہوتے ہیں
رنگ کتنے ملال رکھتے ہیں
رنگ کتنے ہی راز رکھتے ہیں
رنگ روشن خیال لوگوں کو
روشنی کی پکار لگتے ہیں
اور غریبوں سے پوچھ لو جا کر
ان کو خواب و خیال لگتے ہیں
رنگ بھرتے ہیں کائنات میں نور
اور خوابوں کو طور کرتے ہیں
رنگ کتنے گمان رکھتے ہیں
رنگ کتنے گیان رکھتے ہیں
رنگ ہیں سازِ جنوں سازِ ملال
رنگ ہجر و وصال رکھتے ہیں
رنگ کتنے کمال کرتے ہیں
رنگ ہی جلوہ گرِ ہستی میں
اُسکی قدرت کا ناز رکھتے ہیں

******

# انجام خواہش

(انعم احمد، سال اول ایم اے صبح)

دیکھ لیا ہے ہم نے بھی
کیا خواہش کا انجام ہوا

دل نہ رہا دلبر نہ رہا
اور رستہ سارا تمام ہوا

اجڑی جوانی، کھا گئی دیمک
حسن کی سب رعنائیوں کو

ہم نے جانا، عشق پرندہ ایسا
جو ناکام ہوا

خواب کے سب پروانے کٹ گئے
شمع بجھ گئی رنگوں کی

آنکھ کے سارے دیپ بجھے ہیں
آنسو بنا گئے لڑیاں سی

دیکھ لیا ہے ہم نے بھی
کیونکر سجنا حرام ہوا

دیکھ لیا ہے ہم نے بھی
کیا خواہش کا انجام ہوا۔

******

# میرا پیارا وطن

(افق جاوید، ایم اے سال اول شام، رول نمبر 538)

تو میری جان ہے تو میرے دل کی دھڑکن ہے
تو میرا سب کچھ تو میرا تن، من دھن ہے

میں کیسے بیاں کروں اپنی محبت کا، خلوص کا
اپنے پیار کا اپنے دل کی کیفیت کا اے وطن

تو اک جوش سا ابھرتا ہے دل میں
کہ کچھ ایسا کروں اونچا ہمارا پرچم ہو

خدا کرے میرے وطن کو خزاں کبھی نہ دکھے
یہ ہمیشہ رہے اک پھول کی خوشبو کی طرح رہے

ہمیشہ رہے سلامت رہے تو میرا وطن
زندہ رہے آباد رہے سلامت رہے ابد تک

میں کر دوں اپنی جاں تجھ پر قربان
ہر دم تیار تیرے لیے میری جان

******

# ماں

(رحمت اقبال، ایم اے سال اول شام)

ماں ہے تو بہاروں کو ثبات ہے
ماں نماز میں دعاؤں کو مانند ہے

ماں دعا ہے ماں دوا ہے
ماں اندھیروں میں روشنی ہے

ماں خزاں میں کھلتا گلاب ہے
ماں کہکشاں کی رنگینی ہے

ماں رنگ و نور ہے
ماں کوئل کی کُوک ہے

ماں گرمی میں سایہ ہے
ماں سردی کی دھوپ ہے

ماں چودھویں کا چاند ہے
ماں سورج کی روشنی ہے

کہاں بساط جہاں اور میں کمسن و ناداں
یہ میری جیت کا سب اہتمام تم سے ہے

******

# چوڑیاں اور لڑکیاں

(کرن رحمت، ایم اے سال اول شام، رولنمبر 525)

ایک جیسی لگتی ہیں چوڑیاں اور لڑکیاں
ہنستی ہیں، کھنکتی ہیں، چوڑیاں اور لڑکیاں

نازک انتہائی، جو اک ذرا سی ٹھیس سے
ٹوٹ کر بکھرتی ہیں، چوڑیاں اور لڑکیاں

ان کو توڑنے والے جان ہی نہیں پاتے
بکھر کر کب سنبھلتی ہیں، چوڑیاں اور لڑکیاں

زندگی کی دھڑکن کو اک ردھم سا دیتی ہیں
زینت کو سجاتی ہیں، چوڑیاں اور لڑکیاں

دکھ کو دل میں رکھتی ہیں اور بھول جاتی ہیں
باہر سے چمکتی ہیں، چوڑیاں اور لڑکیاں

******

# بچپن کا زمانہ

(اسمہ شعیب، ایم اے سال اول شام، رول نمبر 512)

اک بچپن کا زمانہ تھا، خوشبوؤں کا خزانہ تھا
چاہت چاند کے پانے کی، دل تتلی کا دیوانہ تھا

تھک کر آتے تھے سکول سے، پھر کھیلنے بھی جانا تھا
بارش میں کاغذ کی کشتی، ہر موسم سہانا تھا

ہر کھیل میں ساتھی تھے، ہر رشتہ نبھانا تھا
رونے کی وجہ نہ تھی، نہ ہنسنے کا بہانہ تھا

اب نہیں رہی وہ زندگی
جیسا بچپن کا زمانہ تھا

******

# دوست

(افق جاوید، ایم اے سال اول شام، رول نمبر 538)

دوست ہوں تو پیار ملتا ہے
ہر مشکل میں ساتھ ملتا ہے

دوست تو خدا کی ایک نعمت ہے
جو ملتی بڑے نصیب سے ہے

دوست کبھی بھی جدا نہ ہوں کسی کے
کیوں کہ انھی کے دم سے زندگی ہے

زندگی میں سانس تمہارے دم سے تو ہے
تم ہی سے تو ہماری زندگی قائم ہے

یہ دوست روٹھتے ہیں جب کسی بات پر
بڑا مشکل اُن کو منانا ہوتا ہے

اک ہی چھوٹی چھوٹی یادیں اور لمحات
زندگی کی ڈور میں ہمیشہ ہوتے ہیں ساتھ

میری دعا ہے میرے دوست ہمیشہ خوش رہیں
کامیابی اور خوشیاں ملتی ہیں انھیں ہر راہ میں

اگر ہم اتنی امیدیں اپنے اللہ تعالیٰ سے رکھیں جتنی ہم انسانوں سے لگا لیتے ہیں ہم اس دنیا میں کبھی بھی اکیلے نہ ہوں وہ جو بن مانگے بے حساب دیتا ہے۔

******

# حرص

(عائشہ اشرف، ایم اے سال اول شام، رول نمبر 534)

دولت مال دی حرص نہ کریں ایڈی
ایتھوں چلنا ای اک دن یار خالی

حرص ہوس تے طمع دے حرف ویکھیں
بناں نقطیوں کرن تکرار خالی

میں توں تے کجھ وی چیز ناہیں
وڈے وڈے گئے نیں تاجدار خالی

جس دن مویا سکندر سی کفن وچوں
دونویں ہتھ سی گیا پسار خالی

ایس دم نے کتباں نوں دم کیتا
ایس دم تے، دم نہ مار خالی

اوہدی یاد اندر ہو جا غرق ایسا
اک دم نہ اشرف گزار خالی

******

# میری بہن حیا کر

(اقراء شہزاد، ایم اے سال اول شام، رول نمبر 518)

عورت کا پردہ شہید کے خون سے زیادہ افضل ہے

جب کبھی غیرت انسان کا سوال آتا ہے بنت زہرا تیرے پردے کا خیال آتا ہے

میری بہن حیا کر

یوں جسم کو دکھا کر، سر سے ردا ہٹا کر خود کو بنا سجا کر، سڑکوں پہ مت چلا کر

میری بہن حیا کر

عورت تو وہ ہے جو کہ، ہر غیر کی نظر سے خود کو بچائے رکھے، جامے میں اپنے آ کر

میری بہن حیا کر

اسلام کا ہے کہنا، ایمان میں خلل کا باعث ہے تیرا جلوہ، مردوں پہ یہ عطا کر

میری بہن حیا کر

اسلام نے کہا ہے، کہ عقل سے حیا ہے بے عقل ہے کہ کیا ہے، یہ سوچ کر بنا کر

میری بہن حیا کر

عظمت، وقار، عفت، پردے کی بدولت پردہ ہے تیری عزت، عزت کو رکھ بچا کر

میری بہن حیا کر

ہے یہ گناہ اکبر، دنیائے بد سے بد تر دوزخ تیرا مقدر، دوزخ سے تو ڈرا کر

میری بہن حیا کر

پردے میں رہ کر جتنی تو چاہے کر ترقی حائل نہیں ہے کوئی بزرگوں کی تو سنا کر

میری بہن حیا کر

******

# بہت دشوار ہوتا ہے

(انعم احمد، ایم اے سال اول صبح)

بہت دشوار ہوتا ہے
کسی کو یوں بھلا دینا
فصیل وقت کے ہاتھوں
بہت مجبور ہو جانا
سبھی خوابوں کو اپنی
مٹھی سے ہم دم گرا دینا
بہت دشوار ہوتا ہے
دل بے تاب کو سمجھا بجھا کے
خواہشوں کا خون کر لینا
حیات جاوداں کے بیشتر لمحے
بس اپنے آپ سے لڑنے میں
جاناں صرف کر دینا
مگر ان دشوار لمحوں میں
جو رب کا تھام لو دامن
تو سب آسان ہو جائے
مگر اے ساتھیو! سن لو
بہت دشوار ہوتا ہے

جو اللہ ساتھ نہ ہو تو

حیات جاوداں کا یہ سفر

دشوار ہوتا ہے

******

# میں سوچتی ہوں

(سدرہ اسد، سال اول، رولنمبر 40 )

میں سوچتی ہوں

کاش دنیا میں کوئی غم نہ ہو

کوئی آنکھ نم نہ ہو

زندگی کا ہر دور سنہرا دور ہو

خوشیوں کے رنگ کبھی ختم نہ ہوں

ظلم کرنا چھوڑیں اور انسانیت سے پیار سیکھیں

کوئی بھی انسان بے رحم نہ ہو

ہر سمت محبتوں کے درخت اگائیں

زندگی کی راہوں میں کہیں بھی سایہ غم نہ ہو

******

# آوارگی

(انبساط حبیب، ایم اے سال اول، رولنمبر 551)

پھرتے ہیں کب سے دربدر
اب اس نگر اب اس نگر
اک دوسرے کے ہم سفر
میں اور میری آوارگی

ناآشنا ہر رہگزر
نامہربان ہر اک نظر
جائیں تو اب جائیں کدھر
میں اور میری آوارگی

ہم بھی کبھی آباد تھے
ایسے کہاں برباد تھے
بے فکر تھے آزاد تھے
مسرور تھے دل شاد تھے

وہ چال ایسی چل گیا
ہم بجھ گئے دل جل گیا
نکلے جلا کے اپنا گھر
میں اور میری آورارگی

یہ دل ہی تو تھا جو سہہ گیا

وہ بات ایسی کہہ گیا
کہنے کو پھر کیا رہ گیا
اشکوں کو دریا بہہ گیا

تیرے لیے میں مر گیا
روتے تھے اس کو رات بھر
میں اور میری آوارگی

وہ مہوش وہ ماہِ رو
وہ ماہ کامل ہو بہو
اس سے عجب تھی گفتگو

پھر یوں ہوا وہ کھو گئی
مجھکو ضد سی ہو گئی
لائیں گے اس کو ڈھونڈ کر
میں اور میری آوارگی

جب ہمدم وہمراز تھا
تب اور ہی انداز تھا
اب سوز ہے تب ساز تھا
اب شرم ہے تب ناز تھا

اب مشکل ہو تو کیا ہے
ساتھ وہ ہو تو کیا ہے

اک بے ہنر اک بے ثمر
میں اور میری آوار گی
اب غم اٹھائیں کس لئے
اب اشک بہائیں کس لئے
یہ دل جلائیں کس لئے
یوں جان گنوائیں کس لئے
پیشہ نہ ہو جس کا صنم
ڈھونڈے گے اب ایسا صنم
ہوں گے کہیں تو کار گر
میں اور میر آوار گی
آثار ہیں سب کھوٹ کے
امکان ہیں سب چوٹ کے
گھر بند ہیں سب گھوٹ کے
اب ختم ہیں سب ٹوٹکے
قسمت کا سب یہ پھیر ہے
اندھیر ہے اندھیر ہے
ایسے ہوئے بے اثر
میں اور میری آوار گی

******

# پنجابی نظم

(نام نامعلوم)

اسیں مولاں بن کے جاب لیا
اسیں صوفی بن کے دیکھ لیا
اک عالم فاضل لمحے وچ
اسیں لکھ لکھ حرف کتاباں دے
امیراں نو پرا کرتا
اسیں پڑھ پڑھ کے سبق عواباں دے
جنت دوزخ پھر رتا
اسی دھاگہ پریم پٹاری داہ
چرخے دی ہتھی ول دتا
سرسوں دے کھیتاں وچ لایا
پھگن دا حسینہ چیز وچ
تے واڈی کیتی ساون وچ
اک شام دی نکر بیٹھے ساں
مرا کھاں سانویں آبیٹھے
رکھ سفنے ہترے حصے دے
خیر تکدے کی تعبیراں نوں
کھا کھاں سن محراباں وچ

کھ محراباں وچ اکھاں سن

کھ ہجرت کردے ہجواں دی

دہلیز تے رس کہ بیٹھے سن

اسیں عالم فاضل مُلّاں سان

اسیں صوفی سنت سپاہی ساں

اسیں اپنے اپنے حصے داہ

ایماں لکایا بکل وچ

قہر بخت بناون والے دے

ہتھّاں وچ کڑیاں پاڈّیاں

اسیں عالم فاضل مُلّاں سان

اسی صوفی سنت سپاہی ساں

*****

# ایک جنازہ دیکھ کر

(نام نامعلوم)

دنیا کے جھمیلے سے
آشناؤں کے میلے سے
جب سانس کی ڈوری ٹوٹے ہے
رشتوں کے دامن چھوٹے ہے
کوئی جانے والا چلا جاتا ہے
جاتے جاتے کہہ جاتا ہے
اس نگری اس سنسار میں
خواہشوں کے کاروبار میں
تم اتنا بھی مت کھو جانا
بے فکری سے مت سو جانا
کیونکہ اک اک کرکے
باری باری
تم سب کو میرے پیچھے آنا ہے
پھر ہم سب کو مل کر آگے جانا ہے
چند لمحوں کے لیے سوچنا
اپنے آپ کو کھوجنا
نفع نقصان کے میزان میں کیا کھویا کیا پایا ہے

ابدی زیست کے حاصل میں کہاں کا ٹکٹ کٹوایا ہے

******

# چلا گیا

(فروا اعجاز، بی ایس، رولنمبر Bs-16-17)

آج پھر وہ جھلک دکھا کر چلا گیا

صدیوں کی مسافت پہ وہ مسکرا کر چلا گیا

بھول بیٹھی تھی میں جس محبت کو

وہ پھر یاد کا دیا جلا کر چلا گیا

جاتے ہوئے کچھ کہا تھا اس کی آنکھوں نے

نجانے کیوں سوئے خوابوں کو جلا کر چلا گیا

کاش رک جاتا وہ لمحہ اک پل کے لئے

جس میں وہ مجھ کو مجھ سے چرا کر چلا گیا

دل کی انجمن میں تھا یادوں کا اک ہجوم

پر شمع زندگی کی وہ بجھا کر چلا گیا

******

# نظم

(فروا اعجاز، بی ایس، رولنمبر Bs-16-17)

جمہوریت کے نام پر
بادشاہ کا نظام چلتا ہے
ہر شخص جو بولے یہاں
اسی جرم میں وہ مرتا ہے
تولتے ہیں بیٹی کو ہوس کی نظروں سے
اب تو ان روحانی باپوں سے دل ڈرتا ہے
تکبر سے پاک عبادت کرو تو سوچنا
کسی کی بیٹی کے درد میں دل کیسے کٹتا ہے
تم جو نوچ کھاو گے زندہ لاشیں
سوچو اس سے گدھوں کا رزق گھٹتا ہے

******

# نئے آنے والے طلبہ وطلبات کے لیے ایک نظم

(فروا اعجاز، بی ایس، رولنمبر Bs-16-17)

خوش آمدید! خوش آمدید
اے دوستو! خوش آمدید
آئے ہو تم جہاں
کہتے اسے ادارہ علومِ اسلامیہ
کوہ قاف سے آیا ہے
اسلام کا پرچم لایا ہے

خوش آمدید خوش آمدید
اے دوستو! خوش آمدید
بادشاہوں کے ہاتھوں میں پلتے جواں
اسلام کے ہیں شہزادے
شہزادیاں بھی بستی جہاں
خوش آمدید خوش آمدید!

آؤ بتلائیں کہ کرنا ہے کیا
اس کا کریں گے حق ادا
آؤ امن ہے بتلادیں یہ
اسلام کیا ہے دکھلادیں یہ

ہمارے اعمال اور سموگ (Smog) کے تناظر میں لکھا ایک شعر:

منافقت بڑھ گئی ہے شاید

کہ میرے شہر میں سانس لینا محال ہے۔

******

## پیاری ماں

مجھے یاد ہے

تیرا اسکول تک چھوڑ کر آنا

مجھے تین وقت کی روٹی کھلانا

اور خوش ایک وقت کی کھانا

مجھے نئے کپڑے دلانا

اور خود پرانے پہن لینا

مجھے یاد ہے

تیرا دھوپ میں پیدل چلنا

اور مجھے گود میں اٹھانا

تیرا ظلم سہنا

اور مجھے چپ کرانا

تیری آنکھ کا بہتا ہر آنسو مجھے یاد ہے

اے ماں تیری عظمت کو سلام

******

# سپہ سالاروں کے غم

(عائشہ قمر، بی ایس، Bs-17-11)

ہمارے اشک بے کراں ہیں
ہمارے دل میں مضامین قرآن ہیں

ہمارے الم بے حساب ہیں
ہمارے بیچھے میں تاریخ و حساب ہیں

ہائے ہمارے کے اوقات چار ہیںPoint
ہم غوری کے سپہ شالار ہیں

ہمیں رحمان کے مہتاب نے رولایا ہے
اور عثمان سر نے جماعت سے نکالا ہے

تفویض تو ساری آسان ہیں
پر ہم عاصم سر کے اسیر ان ہیں

Mid سے نکلتے ہیں Final میں پھنستے ہیں
میں کیا بتاوں ہمارے غم کیا کیا ہیں

******

# زندگی

(عائشہ قمر، بی ایس، Bs-17-11)

زبوں حالی رہا میں سال تک
کسی نے نہ پوچھا میرا حال تک

زندگی گزر رہی ہے اب تک
لمحے گزر جائے میرے جب تک

میرے حال نے مجھے رولایا اب تک
کہو میں کس سے اور کب تک

آنسو گرتے رہے ہمدرد نہ ملا اب تک
خلقِ خدا پر عذاب دیکھئے ہے کب تک

آہیں بھرتے رہیں گے یہ کب تک
اے آرزو تمہیں ختم کیا کب تک

******

# سانحہ پشاور(A.P.S)

(عائشہ قمر، بی ایس، Bs-17-11)

غنچوں کی مانند مسکرا کر تم چلے
اپنے چاہنے والوں کو رولا کر کہاں ہو چلے
ان رفیقوں کی چاہت بھلا کر تم چلے
ایک غمِ خفیف دے کر ہو چلے
ایک سرور بت دے کر ہو چلے
کہاں کا رخ کیا ہے نگاہیں چرا کر چلے
اپنے لیے عاقبت بنا کر ہو تم چلے
ایک بحرِ قضا پار کیے تم اب کہاں چلے
ابھی نہ جاو تکمیل کار باقی ہے
ابھی تو دشمن کو رولانا باقی ہے

******

# درس عبرت

(نام نامعلوم)

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سو نمونے مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بونے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تونے جو معمور تھے وہ محل اب ہیں سونے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
ملے خاک میں اہلِ شاہ کیسے کیسے مکین ہو گئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور نشاں کیسے کیسے زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اِک کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا اجل تیرا کر دے گی بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
یہی تجھ کو دھن ہے رہوں سب سے بالا ہو زینت نرالی، ہو فیشن نرالہ

جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا تجھے      حسنِ ظاہر نے دھوکے میں ڈالا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

******

## حاصل زندگی

(نام نامعلوم)

وہ چند لمحے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جو زندگی میں حسین تر ہیں

وہ اپنی آنکھوں میں تم بسالو

یا دل میں اپنے انہیں چھپالو

یا اپنی مٹھی میں قید کرلو

یا اپنے پلو سے باندھ لو تم

سمیٹ لو تم انہیں خدارا

کہ۔۔۔۔۔۔

یہ ہی حاصلِ زندگی ہے

******

# تلاش

(نام نامعلوم)

میں بھٹک جاؤں بھلا کیوں نہیں
میں بہک جاؤں بھلا کیوں نہیں
میری زندگی کا ہر ایک لمحہ گمراہیوں میں بٹا ہوا
نہ خدا کے کہنے پہ میں نے عمل کیا نہ کبھی، قرآن پڑھا
اب جو مصیبتوں کے بھنور میں ہوں
نہ کوئی ہمسفر میرا نہ کوئی دوُجہ آسرا
مجھے لگا کہ کوئی نہیں کوئی نہیں ہے اب میرا
نہ اس نے میرا بھلا کیا تھا جس کا میں نے بھلا کیا
پھر اچانک کچھ ایسا ہوا
آنکھیں میری پُرنم ہوئیں اور زبان نے میرا ساتھ دیا
پھر سب اُس ہی سے کہہ دیا
نجانے مجھے کچھ ایسا لگا جیسے اس نے میری بات سُنی
دل پہ بڑا غبار ہٹا، دل سکون سے میرا بھر گیا
اب کمی ہو کیونکر بھلا
خلاء بھی ایک پُر ہوا
اب مجھے وہ مل گیا، وہ میرا خدا، وہ میرا خدا

******

# غزل

(صباء خانم، ایم۔اے سال دوم، رولنمبر 81)

اس سال شرافت کا لبادہ نہیں پہنا
پہنا ہے مگر اتنا زیادہ نہیں پہنا

اس نے بھی کئی روز سے خواہش نہیں اوڑھی
میں نے بھی کئی دن سے ارادہ نہیں پہنا

دوڑے ہیں مگر صحن سے باہر نہیں دوڑے
گھر ہی میں رہے پاؤں میں جادہ نہیں پہنا

آباد ہوئے جب سے یہاں تنگ نظر لوگ
اس شہر نے ماحول کشادہ نہیں پہنا

گھنے پیڑ جیسی ہے محبت
مگر اس پیڑ کا سایہ نہیں ہے

******

# غزل

(صباء خانم، ایم۔اے سال دوم، رولنمبر 81)

خوشبو کی طرح آیا وہ تیز ہواوں میں
مانگا تھا جسے دن رات دعاوں میں

تم چھت پر نہیں آئے میں گھر سے نہیں نکلا
یہ چاند بہت بھٹکا ساون کی گھٹاوں میں

اس شہر میں اک لڑکی بلکل ہے غزل جیسی
بجلی سی گھٹاوں میں خوشبو سی ہواوں میں

موسم کا اشارہ ہے خوش رہنے دو بچوں کو
معصوم محبت ہے پھولوں کی خطاوں میں

ہم چاند ستاروں کی راہوں کے مسافر ہیں
ہم رات چمکتے ہیں تاریک خلاوں میں

دادا بڑے بھولے تھے سب سے یہی کہتے تھے
کچھ زہر بھی ہوتا ہے انگریزی دعاوں میں

******

# انگریزی سیکشن

# Happy Birthday in Different Languages

(Nabila Hameed, M.A part II Morning, Roll No. 21)

| | |
|---|---|
| English | Happy Birthday |
| Chinese | Sun Yat Fai Lok: |
| Czech | Vsechno Nejlepsik Tvyn Navozeninam! |
| Danish | Tillykke med FOdselsdegam! |
| Farsi | Tavalodet Mobavak! |
| French | Bonne Fete! |
| Germen | Alle’s Gute Zum Gebwit Sitag! |
| Italian | Buon Compleanno! |
| Spanish | Feliz Cumpleanos! |
| Thai | Suk San Wan Keut! |
| Russian | S Dniom Rzsachljenia |
| Urdu | Salgirah Mubarik |

******

# Victory is Never Far

(Nabila Hameed, M.A part II Morning, Roll No. 21)

You must never give up
No matter how hard things get
Always they strong
And things would not go wrong
Do not ever panic, always stay calm!
Because Victory is never far
Work hard and try your best
And victory will become an easy quest
It may be near, when it seems too far
And you can never tell how close you are
It's a long way to go
But when you need is! Hope
You will pass ever riddle, every trick, every storm
And you will end up in a place Full of charm
And  a very important mission
You just need to work hard
Because victory is never far

******

# DON'T QUIT

(Samra Shafiq ,BS-16-23)

When things go wrong, as they sometimes will;
When the road you're trudging seems all uphill;
When the funds are low and debts are high;
And you want to smile but you have so sigh.
When all is pressing you down a bit
Rest if you must, but don't you quit
Success is failure turned inside out;
The silver tint on the clouds of doubt;
And you can never tell how close you are;
It may be near when it seems far
So stick to flight when you're hardest hit-
It's when things go wrong that you must not quit."

-JOHN GREENLEAF WHITTER-

******

# LIFE

(Samra Shafiq ,BS-16-23)

Many a time,
Just Wonder and Ponder
Life its arbitrariness.
It glows, it darknesses.
It offers, it consumes.
It smiles, it frowns
It saves, its kills.
And above all
It continues……

******

# A POEM ON TEACHER

# I WANT TO BE LIKE YOU

(Samra Shafiq ,BS-16-23)

Thank you, teacher,
For being my life's role model
When I consider all you've taught me
And reflect on the kinds of person you're
I want to be like you ……
Well interesting and engaging
Positive, Confident, yet unpretentious
I want to be like you ……
Well unformed and easy to understand
Thinking with your heart as well as your head
Gently nudging us to do our best
With sensitivity and insight
I want to be like you ……
Giving your time, energy and talent
To ensure the brightest possible future
For each of us
Thank you, teacher
For giving me a goal to shoot for
I want to be like you……

******

# IMPORTANT OF TIME MANAGEMENT

(Samra Shafiq ,BS-16-23)

Yesterday is history……
Tomorrow is mystery…..

Today is a gift, that's why it is called present. Imagine there is a bank that credits your account each morning with 86,400 Rs. It carries over no balance from day to day and every evening, it deletes, it deletes whatever the past balance you fail to use during that day what should you do……?

Draw out every rupee.

Each one of us has such bank. It called time every morning it credits you with 86,400 seconds and every night it rights off a loss whatever you fail to invest wisely. It carries over no balance. Time is money. It allows no overdraft. Everyday it opens a new account for you. If you fail to use the deposit the loss is yours. There is no going back, no amount drawn against tomorrow, you must live in the present, on today's deposit and invest in every opportunity. The clock is ticking. You have to make most of today. Something which makes something meaningful or meaningless is time.

******

# Mother's Love

(Fatima Mujtaba, BS Ist SEMESTER)

Her smiling face
And beautiful eyes
Have touched my soul
And make and realize
My mother is the only one
Only she can brighten me up
And comfort and with her warm hug
When I make mistake in life
She is only one who can sort it out
She has understood me
And in her soft. Soothing voice
Made me understand
The concept of life
My mother is the only one
She will always stay in my heart
No matter where she is
There is a chamber in my heart
Which has space only for her love
I know that mother's love will stay there
I shall seal the doors and windows
To keep it there forever.

******

# Poem

(Tayyaba Saeed MA Part II, Roll no 34)

I am a back bencher
No matter what the teacher asks
I am always in my tasks
Sitting on my last bench, I
Always sleep
But when the exams come, I
Always weep
The teacher have come and gone
Sitting on my last bench, I
Always yawn
On my last bench come the
Sweetest dreams
That one day, I will also sit
on  the front
And become the nation’s cream.
For young generation
Must work with concentration.
Math’s with its calculation
Chemistry with its manipulation
Geography with its population
Biology with its classification.
Physics with its definition
Psychology with its brain evaluation
And no time for recreation

******

# Examination

(Tayyaba Saeed MA Part II, Roll no 34)

Oh!. It is examination, complete exasperation for young generation. Must work with concentration. Math's with its calculation chemistry with its manipulation geography with its population biology with its classification. Physics with its definition
And no time for recreation.

******

# Body Cabinet

(Tayyaba Saeed MA Part II, Roll no 34)

Brain: Prime Minister
Stomach: Minister of Health
Tongue: Minister of Communication
Teeth: Minister of Development
Hand: Minister of Labour and Manpower
Head: Minister of Education
Heart: Minister of Finance
Eyes: Minister of Law and Order
Ears: Minister of Postle Service
Legs: Minister of Foreign Affairs

******

# Those who don't offer their prayers

(Tayyaba Saeed MA Part II, Roll no 34)

Those who don't offer their prayer of :

| | |
|---|---|
| Fajar : | The glow of their faces is taken away |
| Zohar: | The blessing of their income is taken away |
| Asar: | The strength of their body |
| Maghrib: | They are not benefited by their children |
| Isha: | The peace of their sleep is taken away |

"So, do not leave your prayers"

******

# Good Advice

(Tayyaba Saeed MA Part II, Roll no 34)

If you want to friends, be friendly
If you want to be great, be simple
If you want to be popular, be honest
If you want to be successful, be confident
If you want to be beautiful, be cheerful
If you want to be respected, be respectful

******

# Examination

(Tayyaba Saeed MA Part II, Roll no 34)

I wish I could just go away
I can't go out, I can't play
But inside the house, I have to stay
Books, Books, Books
I have to see their awful shapes & looks
I have to learn while sitting at home
Tales of caser in accident Rome
What a screen! What a fight!
I can't sleep all the night
No more help from the friend
What a beginning! What an end

******

# Nice Thought

(Tayyaba Saeed MA Part II, Roll no 34)

A medicine teacher tells
A good teacher explain
A superior Teacher Demonstrates
A great teacher inspires

******

# Heart Touching

(Tayyaba Saeed MA Part II, Roll no 34)

A woman was admitted in a hospital as she was suffering from brain injury.Her son and other relatives were around her. She died within few hours .

The son cried a lot for the whole day and become ill. The next day, when the son opened his mother's cupboard, he found some tablets in a letter it was written…. "Takes these tablets dear, I know, you catch cold easily after crying".

Human being love their mothers I love you mom too. You give the best care; you are like a shining star in the night of which you take care of me in your sweet and charming bands Mother's love is unique.

******

# A Good and Excellent Words

(Syeda Amna Nawaz , M.A Part-I Evening, Roll No. 533)

Allah's plan is always best,
Sometimes the proes is painfull
And hard but, don't forget
When 'He' is silent, He is
Doing something best for you……

******

# What is a Mother?

(Tayyaba Saeed MA Part II, Roll no 34)

One day when I got up early in the morning
I went in the garden
I asked to the grass
“What is a mother”?
The grass said,
“Mother is soft like me”.
I asked the drew,
“What is mother?”
The drew said,
Mother is pure and cool like me
I asked the flower buds,
“What is mother?”
The flower buds said,
Mother is sweet and fragrant like me
When I asked myself,
My heart said,
A mother is a most precious gift of Allah.

******

## True Lines

(Nida Arooj,M.A Part II Morning)

Shortest solution of every problem is to minimize the distance between forehead and floor.
Those, who knee down to Allah, can stand up to anything.
Do not lose a true person is search of a perfect person because perfection is a fantasy and true is a reality.

******

## True Friends

(Ayesha Nasir, MA Part-II Morning ,Roll No. 108)

Good friends are gifts of God when they are old, then they are gold.
True friends are those
Who make you aware
If you are in trouble
They are those to share
Sincerity is the sign of true friends.
Who loves truly and does not pretend.

******

# Quotations

(Ayesha Nasir, MA Part-II Morning ,Roll No. 108)

Smile is the first language of "Love".
Smile is the mirror of "Personality"
Smile is the second name of "Life"
Smile is the symbol of "Happiness"
Smile is the sign of "Sweetness".

******

# Sharing

(Sabiha Babar, Part-II Morning,Roll No. 48)

{Sharing is a blessing}

It can minimize the burden of problems. It increases happiness. If someone shares his problem with his fellows, it does not mean that he is weak. Rather, it indicates the level of trust between fellows.

If a fellow could not solve problem, he will give smiling suggestion to him which brings happiness on his face. And, for some moments he forgets his problems that's why sharing is a joy with fellows. It becomes a source of strong relationship.

Sometimes, without sharing your feelings, misunderstanding becomes a reason of breakdown in strong relations, we can say that sharing must be in sweet relations. Without sharing your problems with our dear ones, we will be left done and sad.

So, let's share our problems with our friends to save our relationship. (Keep smiling😊)

******

# A True Love Story

(Sabiha Babar, Part-II Morning,Roll No. 48)

Once upon a time, there was a pretty girl named Noreen. She was very polite and soft hearted. She was twenty years old. She had no sister but have five brothers. She loved her mom dad and brothers too but felt the absence of a sister very much. Whenever she had a look upon the two sisters, who loved one another she felt sad and deprived of herself form that relation. She always imagined in the fantasy world that she had a very loving and caring sister. She called her sister Sabeen. In her dreams, she assumed many things, for example, she ate food with her sister. She performed many house hold cores with her. She loved to take selfies with her. She enjoyed her company really. She love to go outside with Sabeen for shopping or fun, But , Sabeen was not a person whom she could touch or share her problems.

So in the real world she always kept quiet. She has smiling face. She always wanted to have her life more colorful as she had more colorful and happiest life in her fantasy world. She always prayed to God for her dream would be real. She wanted too do all of that she imagined with Sabeen in the real world.

One day, a charming boy proposed her and married her.

That boy had a younger sister. Noreen felt so happy to she had as sister. She always had a glance of Sabeen in her sister in law. Her name is Mirha. Mirha was also such a nice girl. She loved Sabeen just like sisters. Now, Sabeen is so happy with Mirha. Allah Almighty has blessed her with this relation. She thanks to God for her colorful and happy life

******

# Mother

(Ayesha Nasir, MA Part-II Morning ,Roll No. 108)

WHEN GOD COMPOSED
All the beauty of nature
All the Softness of flowers
All the Sweetness of Honey
All the Warmth of Sun Shine
All the coldness of dew drops
All the love of world
All the sincerity of trust
All the Songs of birds
All the Prayers of happiness
All the kindness of universe
With all that, He created a
Gift for us….. And….. That is
"Mother"

******

And sadness is my illness,
I expect firmness
And I swear it’s my cure
And for Allah I pray faithfully
You are my hope
Allah! I desire heaven to find
Bliss in it.

******

# Dust is My Bed

(Inbsat Habib,M.A Part I Evening, Roll No. 551)

Dust is my bed,
Embraces me;
And it’s my cover now
The sand surrounds me
Even behind my back
And the grave tells darkness
Of my affliction
And the brightness draws a line
Dust is my bed
The sand surrounds me
Where is my family’s love?
And where is my group of friend?
They left my brotherhood!
Where is the bliss of money?
It’s behind my back now
And my name (reputation) where
Is its shine between praises?
This is my end, dust is my bed
And love farewells, its longing
And my elegizing cried
And the tears went dry
After crying
And the universe become narrow
And so is my space
And the grave become my
Ground and sky
Fears fill my estrangement

# I Am Without My Father

(Rubina Shabbir, M.A Part II Morning, Roll No 33)

Without my father,
I am like petals without a flower
I loved my father a lot
He was the one I cared for
If he scolded me a lot
Even then, his love, I cared for
Love was queer
Love was quaint
Like walls without paint
Now, in my eyes I have tear
He gave me all I needed
It helped me and I succeeded
How great he was
I can’t explain
He was so generous
Like drop of rain
When we got news of his death
We ran out of patience and out
Of breath.
I wish my father could come again
To take away my grief and my pain.

******

# HIJAB

(Rabia Aslam M.A Part I Evening,Roll No. 550)

Something my own,
Which made me adorn?
And when I had worn
I forgot my mourns:

I saw the world from a new angle
It gave me purity
Like an angel,
It gave me maturity

It gave me security,
It made me bold,
It gave me purity,
It made me gold,

It was a feeling of Independence
It was a magic
It was a feeling of defense,
But condition was tragic.

Someone is snatching
And I heard a plead
Let me be with it.
Don’t take it away from me

Let my HIJAB be with me.

******

I revealed in my freedom as the door shut, before realizing that I was actually rather alone Manning up some courage, I took a bowl of Popcorns bought for just such a scenario, and descended into the common room in the basement. A girl was sat on a chair screaming a song by the 90's Jazz song lag ja galay I had immediate concern. I was eventually befriended, clearly, equally disturbed by this frightening portent of what night be in store over the next two years. The common room filled up slowly most of my conversations revolved around what you did. Occasionally I received a sour look when it was revealed we are about to follow a very busy schedule. As I was studying Islamic studies in my majors I got worried how to handle so many books at a time. However we were provided with the time table and a tea party was arranged in the regard of new comers by senior girls. I went to that party I was quite boarding as seniors were just there to impose some of their rules on us. I attended the party and came back to my room while other girls were taken by the seniors to have a glance of university building and class rooms.

******

# 1st day at University

(Quratul-Ain Arshad , M.A, Roll No. 551,

Humaira Bibi,MA, Roll No. 552)

Everyone gets nervous before they start university. Everyone fears that they may not make any friends and that they will become a social recluse, outcast from their peers and for some reason rejected from the mainstream student body.

Therefore, if you're feeling even a little bit nervous, then you can rest assured that it is perfectly normal. To try and put your nerves to bed, this kind of story also comes in my mind when I look back to my first day at Punjab University. It was a super nervous day for me as I couldn't be able to sleep all night because of the excitement that I am now officially a university student. I hardly sleep 2 hour that night and wake up early, Offer my prayer and start preparing things for the university. I took my breakfast and ask my dad to drop me to the university. I was excited as I was about to live in hostel. In the hustle and bustle of shifting my things from the car to my new (rather small) room, I was hugely excited. But after cleating the merits of repositioning the various bits of lacquered wood furniture, we settled into a shuffling kind of salience, and my dad said he'd miss me, and my brother seemed not to care much either way.

# Days in Student's Life

(Sabiha Ejaz , MA Part-II Morning, Roll No. 61 ,

Umm e Haroon, MA Part-II Morning, Roll No. 38)

Monday is not a so cool.

As I get up for university.

Tuesday brings a bit more enjoy.

As I enjoy with my friends.

Wednesday is studying all the books.

Nobody cares about my looks.

On Thursday home assignments

Have to be done

So, I keep studying till one

Friday is watching TV

Don't even care if I failed in history

Saturday I enjoy all funs and games

As I take my cat for run.

On Sunday the books are out again

As I prepare for Monday again

******

# Friendship

(Shazma Nasir,M.A II Morning,Roll No. 106)

You can’t tap your back for a “Well done”
You can’t hug yourself for comfort and “relaxation”
You can’t cry on your “Shoulders”
You can't tell your secrets to “yourself”
That’s why we have friends in our life
They are ones who care “comfort”, “Console”
“Cheer” and “Support” simply, they make our “Life”
“Beautiful” and “Meaningful”

******

# Friendship Forever

(Shazma Nasir,M.A II Morning,Roll No. 106)

It is a friend you can call up at 4 :00 AM, that matters
F : Filed of Love
R : Root of Joy
I : Island of God
E : End of Sorrow
N : Name of Hope
D : Door of Understanding

******

# Teachers

(Shazma Nasir,M.A II Morning,Roll No. 106)

Teachers are marvelous
Creature
They have their own feature
Some are short, some are tall
Some don’t like students
At all
Some are very caring
Some are very daring
Some of them walk
Around with a stick
But just a few know
how to hit
But dear friends! Take my advice
Teachers are always very nice
Always respect your teachers
Deeply
They make you what you want to be …

******

# What is Booty???????

(Muqaddas Nagina,MA Part-I Morning, Roll no 61)

Booty is the special device which helps the students in examination and is usually microscopic.

**Occurrences:**

You can never find booty naturally in any form, but it is commonly found in examination halls hidden beneath the watches, sleeves and socks.

**Types of Booties:**

Personally made booties smuggled in examination hall, loudly spoken or shouted out booties.

**Preparation:**

The first type of booty is prepared on clean and thin paper by candidates usually in the night must some houses before the examination.Loudly spoken or verbal booty is from the well wishes of students. They stand outside the doors and short answers especially MCQs.

**Properties of Booty:**

It is light in weight and can easily be hidden in place. It has the special smell which can't be sniffed out by invigilator senses is not required to prepare it. It comes invisible when students have money in their pockets.

**Advantages of Booty:**

It saves a lot of hard work.
Boty saves study time
It can save is from failure
It can save us from anger of our parents.
It helps in impressing fellow students.
It also provide extra time for playing.

******

# Quotes

(Sabiha Babar, Part-II Morning,Roll No. 48)

Education is the key to unlock the golden door of freedom’
Sleep is the golden chain that ties health and our bodies.
The golden rule for every businessman, “Put yourself in your customer’s place”.
Silence is golden when you can't give a good answer.
One of the most beautiful qualities of a true friendship is
“To understand and to be understood”
The greatest thing add gift of life is :
“Friendship”
And I have received it.
For a successful life, you need ignorance and confidence.
The starting point of all achievements is
“Desire”
A beautiful dress can change the personality but a beautiful behavior can change the life.

******

# Seven Complicated Facts about Women

(Sabiha Babar, Part-II Morning,Roll No. 48)

They believe in saving…….
Still they go out and buy expensive cloths…..
Always buy expensive cloths but never have anything to wear……
Never have any thing to wear but always dressed beautifully.
Always dressed beautifully but never satisfied….
Never satisfied but still expect men to compliment them……
Expect men to compliment but don't believe them if compliment…….

******

# Definition of Nothing

(Sabiha Babar, Part-II Morning,Roll No. 48)

Time doesn't wait for you or me.
Days pass and years change,
You miss your loved ones,
You move away from, you closed ones,
Your life change, friends change,
People change, 'But' your heart has those precious moments engraved in it,
They are always thee,
You still back
Think about those happy days and
Smile and when somebody asks you
The reasons for you smile you just say……
Nothing……. Nothing………

******